

فات کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن  
نہیں، نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ

عاطفہ دائرہ سے خارج نہ ہو

ہاں سب سے بڑا اگرچہ وہ اصلا

کے شبہات و اہیہ  
احتوں کو اظہار

1886

# الاسلام

ادارہ ڈراما اسلام

پتہ: ستر شور شریف - منلع شیخ پورہ  
لاہور - پاکستان

سب لاشاد  
تہذیب و معصوم جیونی  
قادیانی نوری

صبر و شکر

بندگی

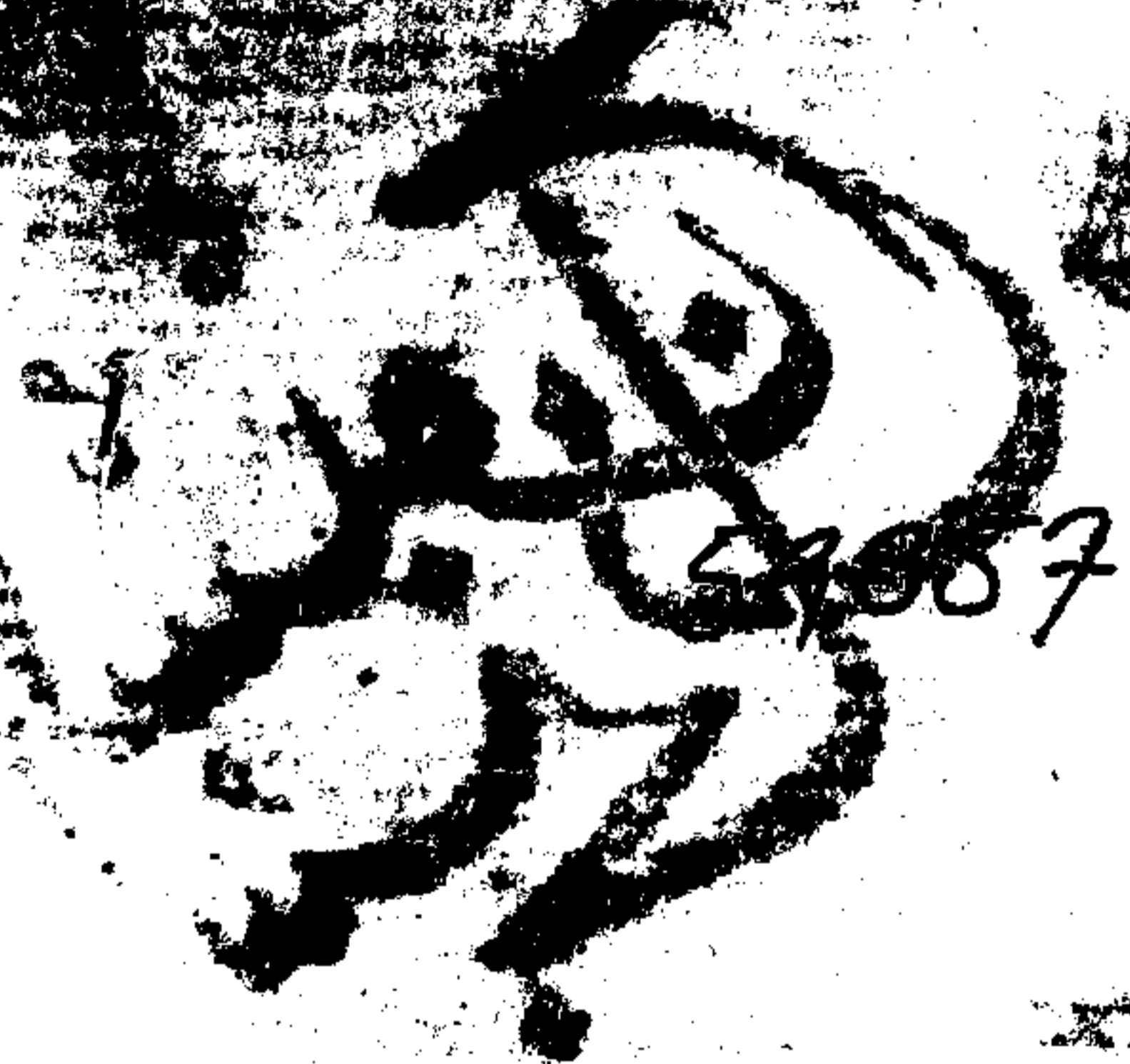
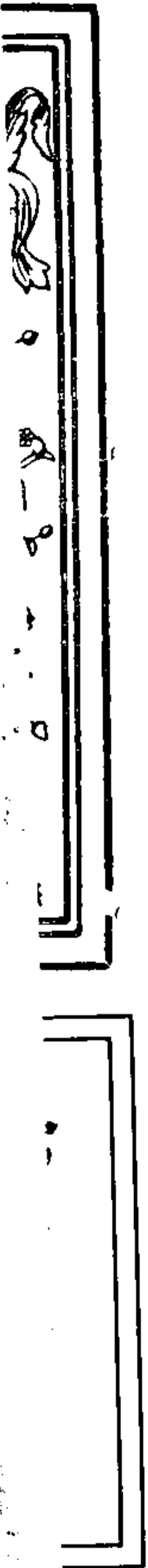
0  
1/2  
1000 500 0  
1000 500 0  
1/2 0

WITH SUP

BACK NUMBERED LINES INDICATE  
USERS ARE URGED  
THIS MAP TO COMM

GRID  
100,000 M.

IGNORE THE  
grid num  
the full co



فان کمال بروجہ کمالی میں جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن

ان الذین نقصوا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ

عاطفہ دائرہ سے خارج نہ ہو

الحمد لله

سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانے والے تمام دیوبندیہ و غیر مقلدین سب سے پہلے یہ کہہ دو کہ اصل  
خبیثہ امکان کذب و وقوع و روع خدا کا بے مثال رد و البطلان ان کے شبہات و ایہ  
باطلہ و اوہام عاطفہ کا وقع و از باق بروجہ کمال ان پر ان کی حماقتوں و قاحتوں کو اظہار  
نہایتوں نجاستوں کو واضح و آشکار کر نیوالے چھ رسالے

مستمے بنا مرتابیحی



سبجین السبوح

عن

عیب کذب مقبول

۱۳۰۷

مترق تلبیس او عاتے تقدیس و المیتیہ الجباریہ علیٰ جہالۃ الاخباریہ و پیکان جانگداز  
برکذبان بے نیاز و دامان باغ سجن السبوح و القمع المبتین لآمال المسکذبین

از افادات و افاضات

حضور پر نور اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت قدس سرہ العزیز و تالیفات تلامذہ حضور رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت جامعوں گنج بخش دربار و نا صاحب لاہور

قیمت دھائی روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیار فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دربارہ مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ جس  
اعلان تحریری و تقریری علمائے گنگوہ و دیوبند اور ان کے اتباع آجکل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں اس  
کتاب براہین قاطعہ میں کہ مولوی خلیل احمد انبہسی کے نام سے شائع کی گئی (جس کی لوح پر لکھا ہے "باز حضرت  
چین و چناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خاتمہ پر ان کی تقریظ باین الفاظ ہے "احقر الناس رشید  
احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت  
دانی ہے اور اپنے مصنف کی وسعت نور علم اور فصاحت و کلام و فہم پر دلیل واضح حق تعالیٰ اس تالیف  
نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین و معمول عاملین فرمادے" جس سے ثابت  
کہ گویا کتاب ہی تالیف ان کی ہے) صفحہ تین پر یوں مکتوب ہے "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی ہے

لہ لطیفہ مولوی گنگوہی صاحب کے بعض شاگردان رشید کے سامنے اس براہین قاطعہ لما امر اللہ بدان یوصل پر چند اعتراضات کہ اس کا  
خردار سے ششٹی نمونہ تھے بیان کئے گئے، شاگرد صاحب نے اپنے استاد کی حمایت میں اول تو کچھ تھیں سہل کی ادائیں دکھائیں جب کچھ نہ بنی ناچار ہو کر بولے  
کہ پھر حضرت (یعنی مولوی گنگوہی صاحب) پر کیا اعتراض ہے کہ یہ کتاب تو میاں انبہسی کی ہے اس کے جواب میں کہا گیا اگر بالفرض ایسا ہی  
ہو تو جب انہوں نے یہ دہم دھامی تقریظ اس پر لکھی کتاب انہیں مقبول ہو چکی کہ انہوں نے متفرق طور پر بعض مقامات دیکھ کر تقریظ  
لکھی ہوگی کیا ضرور ہے کہ یہ مواقع اعتراض بھی نظر سے گذرے ہوں اس پر انہیں دکھایا گیا کہ تقریظ میں اول سے آخر تک اپنا دیکھتا  
لکھا ہے۔ بولے یونہی سرسری نظر سے دیکھی ہوگی کہ انہیں فرصت نہیں اس پر پھر دکھایا گیا کہ وہ تقریظ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بغور دیکھا  
اب کچھ نہ بن آئی ناچار سکوت کی ٹھہرائی۔ خدا کی شان وہ حضرت صاف صاف پکار رہے ہیں کہ کتاب کا حرف حرف مجھے مقبول، اور  
شاگردان رشید ان پر سے دفع الزام کو ناحق ڈھلی بگڑی میاں خلیل احمد صاحب کے سر ڈھالتے ہیں مدعی شست گواہ چست ان  
کے چھلے عند پر یہ بھی عرض کی گئی کہ حضرت یہ عند بدتر از گناہ ہے اب تک جمالت تھی اب تمہارے قول سے بددیانتی ثابت ہو گئی کہ کتاب  
سرسری نظر سے دیکھ کر اول تا آخر اس کے تمام مضامین پر الحق کمر حلف اٹھالیا اس کا بھی کچھ جواب نہ تھا، اسی طرح انہیں شاگرد  
کے سامنے استاد صاحب کے مسائل فقہیہ کا تذکرہ آیا تھا کہ سخت غلط لکھتے ہیں اور باوصف دعویٰ تقلید استناد بعبارت تشبیہ  
بھی حاجت نہیں جانتے اکثر اپنے اجتہاد محض پر قناعت فرماتے ہیں۔ اس کا بھی یہی جواب دیا کہ حضرت کو مراجعت کتاب کی فرصت  
نہیں ہے دیکھے یا دیکھ دیا کرتے ہیں سبحان اللہ صیث اجر و کم علی الفقیہ اجر و کم علی النار کا کیا جواب ہے والا حول  
ولا حول الا باللہ العلی العظیم اس بیان سے مقصود یہ کہ دو تھی بے خرداں دشمنی ست، اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے  
والہو دین حق پر دنیا سے اٹھائے آمین ۱۲ اس روز اللہ

میں نکال دیا گیا ہے۔ ان صفات کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن  
 بعضاں خلاف عینی الوعد منقصر کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ  
 جو اذکار اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن لانا ہے اور اس پر تعجب و سحاطہ دائرہ سے خارج نہ ہو  
 خلف و عید کی فرع ہے انتہی بلخصاً تقریباً مولوی ناظر حسن دیوبندی سے ہے، اگرچہ وہ اصلاً  
 میرٹھ کے مسٹر بالاکوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمانوں میں کہا کہ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ خدا کے ہاتھ  
 پوزاں بولے مگر بول سکتا ہے، بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے تو کسی کا آس  
 نہیں اور یہی امکان کذب ہے انتہی، پس ایسا اعتقاد کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز درست  
 ہے یا نہیں؟ جس کا عقیدہ ایسا ہے سچی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

المسئلة تفتة

ابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکٹیسری از میرٹھ بالاکوٹ

## فتویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ : و سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ : وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ :  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَعَالٰی شَانَهُ عَنِ الْكُذْبِ وَالْجَهْلِ وَالسَّفْهَةِ وَالْهَنْزَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبَخْلِ وَكُلِّ مَا  
 لَيْسَ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ الْمَنْزَعَةِ عَظِیْمٍ قَدْرَتُهُ بِكَمَالٍ قَدِ وَسِیْتُهُ وَجَمَالَ سَبُوْحِیَّتُهُ عَمَّنْ  
 وَصَمَةِ خُرُوْجِ مَسْكِنِ اِدْوَلُوْجِ مَحَالٍ . قَوْلُهُ الْحَقُّ وَوَعْدَةُ الصِّدْقِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ  
 اللّٰهِ قِيْلًا : وَكَلَامُهُ الْفَصْلُ وَمَا هُوَ بِالْهَنْزَلِ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ بَكْرَةً وَاَصِيْلًا اِنَّ اَنَّهُ الْقَدَمُ وَلِنَقْتُهُ  
 فَلَا حَادِثٌ یَّقُوْمُ وَلَا قَائِمٌ یَّحْوِلُ وَكَلَامُهُ اَزَلٰی فَصَدَقَهُ اَزَلٰی فَلَا الْكُذْبَ یَحْدُثُ وَلَا الصِّدْقَ  
 یَزُوْلُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الْمَصَادِقِ الْمَصْدُوْقِ سَيِّدِ الْمَخْلُوْقِ النَّبِیِّ الرَّسُوْلِ الْاٰتِیِّ بِالْحَقِّ



تعلق کے سبب صفات، صفات کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن نہیں ہوتا، یہی معادالتہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں، ان کا کوئی ذرہ اس کے احاطہ دائرہ سے خارج نہ ہو۔ عید کہ موجود و معدوم و باطل و موجود میں کوئی شے و مفہوم بے اس کے تعلق کے نہ رہے، اگرچہ وہ اصلاً صحیحیت تعلق نہ رکھتی ہو، اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو، اب احاطہ و دائرہ کا تفرقہ دیکھیے۔

۱۱، خلاق کبیر جل و علا فرماتا ہے خالق کل شئی فاعبدوا کہ وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اسے پوجو یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات و صفات باری عز مجدہ محاکمیت سے پاک (۲) سمیع بصیر جل مجدہ فرماتا ہے انہ بكل شئی بصیرہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ تمام موجودات قدیمہ و حادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنی مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے اب تک کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک

۱۲ فائدہ اعلم انہ ربما یلمح کلام القاری فی منہ الروض الی تخصیص بصرہ تعالیٰ بالاشکال و الالوان و سمعہ بالاصوات و الکلام و قد صرح العلامة اللقانی فی شرح جوہرۃ التوحید بمومہما کل موجود و تبعہ سیدی عبد الغنی فی المحمد یقوہذا کلام اللقانی قال لیس سمعہ تعالیٰ خاصاً بالاصوات بل یم سائر الموجودات ذوات کانتا و صفات فیسم ذاتہ العلیۃ و جمیع صفاتہ الالہیۃ کما یسم ذاتنا و ما قام بنا من صفاتنا کعلومنا و الوائنا و ہکذا بصرہ سبحانہ و تعالیٰ لا یختص بالالوان و بالاشکال و الاکوان فحکمہ حکم السمع سواہ لیسوا و فتمت لفقہا واحد اہ ما قال اللقانی قبل ذلک حیث عرفت السمع بانہا صفتہ ازلیۃ قائمۃ بذاتہ تعالیٰ یتعلق بالمسموعات او بالموجودات الخ و البصر بانہ صفتہ ازلیۃ متعلق بالمبصرات او بالموجودات الخ فاقول لا یجب ان یکن اشارۃ الی الخلاف بل اتی اولاً بالمبصرات معتمدا علی بد اہت تصورہ ثم اردت بالموجودات فہا اراد عن صورۃ الدور و لیس فی التعبیرین تنافی اصلاً فان المبصر ما متعلق بہ الابصار و لیس فیہ دلالة علی خصوصیتہ شئی دون شئی فاذا کن الابصار یتعلق بكل شئی کان المبصر و الموجود متساویین نعم لما کان ابصارنا الدنیوی العادی مختصاً باللون و نحوہ ربما یسبق الذہن الی ہذا الخصوص فاذا ال الوہم بقولہ او بالموجودات اتیاناً بکلمۃ اول التخییر فی التعبیر و ہذا نکتہ اخرى للاسراف و انما لیکتف بہ لان ذکر

پسے کہ البصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے، جو اصل ہے ہی نہیں وہ نظر کیا آئے گا۔ تب نقصان بجانب قابل ہے نہ جانب فاعل، شرح فقہ البربر ہے قد افقی اثمة سمر قند و بخارتانہ لاجنی المومم غیر مرئی وقد ذکر الامام الزاهد الصفار في آخر کتاب التلخیص ان المعدوم من متحیل الرویة وکذا المفسرون ذکر وان المعدوم لا یصلح ان یكون مرئی لله تعالیٰ وکذا قول السلف من الاشعرية واما تریدیه ان الوجود علة جواز الرویة مع الاتفاق ان المعدوم المعدوم یستحیل وجوده لا تتعلق برؤیته سبحانه اه، شرح السنوسی للجزائریہ میں ہے انہما ریعنی سمعه تعالیٰ وبصره، لا یتعلقان الا بالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید اه، حدیقہ نذیر شرح طریقہ محمدیہ میں ہے المعدومات التي ما ارادها الله تعالیٰ ولا

رقیہ حاشیہ صفحہ ۵) البصائر ادخل فی التمییز ثم اقول تحقیق المقام ان الابصار لا شک انہ لیس كالارادة والقدرة والتكوين التي لا یجب فعلیة جمیع التعلقات الممكنة لها بل هو من الصفات التي یجب ان تتعلق بالفعل بكل ما یصلح لتعلقها كالعلم فعدم البصار بعض ما یصلح ان یبصر نقص یجب تنزیهه تعالیٰ عنہ لعدم العلم ببعض ما یصح ان یعلم وهذا مما لا یجوز ان یتناطح فیہ عنون انما الشان فی تیین ما یصح تعلق الابصار به فان ثبت القصر علی الاشکال و الالوان والا کوان فذاك وان ثبت عموم الصحة کل موجود وجب القول بتحقیق عموم الابصار ازلاً وابدًا لجمیع الکنات القديمة والحديثة الموجودة فی ازمنتها المحققة او المقدمه لما عرفت من انہ لا یجوز ہرنا شیء منتظر لکن الاول باطل للاجماع علی رویت المومنین ربہم تبارک وتعالیٰ فی الدار الاخریة فكان اجماعاً علی ان صحة الابصار لا تخص باذکر وقد صرح اصحابنا فی هذا البحث ان صحة الرؤية هو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انہ تعالیٰ یرئی نفسه فتابین ان الحق هو التعمیم ویرئی تعالیٰ انہ بكل شیء بصیر جار علی صرافة عمومہ من دون قطر تخصیص الیہ اصلاً کذا ینبغی التحقیق والله ولی التوفیق ومن اتقن هذا تیسرہ اجراء وہ فی السمع بدلیل کلام الله سبحانه وتعالیٰ فافهم والله سبحانه وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی الله عنہ

۱۳ اقول قوله ما اراد ولا تعلقت ولا كشفت عبارات شتى عن معبر واحد وهو دوام العدم المنقض للوجود بالفعل فان كل ما اراد الله تعالى فقد تعلقت القدرة بايجاده بالفعل وبالعكس وما كان كذلك فقد كشف العلم عنه موجوداً بالاطلاق العام وبالعكس ذلك لان العلم موجود تابع للوجود للمخلوق لا يتعلق القدرة ولا تتعلق للقدرة الا بترجيح الارادة كما تقرر كل ذلك في مقرة والله تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی الله عنہ



تعلقہ القدرۃ بايجادها في ازميتها المقدرة لها ولا كشف عنها العلم موجودة في تلك  
 الاثر منقلا يتعلق بها السمع والبصر وكذلك المستحيلات بخلاف العلم فانه يتعلق  
 بالموجود والمعدوم (۳۱) قوي قدير تبارك وتعالى فرماتا ہے وہو على كل شئ قدير وہ ہر چیز  
 پر قدرت والا ہے یہ موجود و معدوم سب کو شامل بشرط حدوث و امکان کہ واجب و محال اصلا  
 لائق مقدریت نہیں۔ موات میں سے القديم لا يستند الى القدرۃ، شرح مقاصد میں ہے کہ  
 شئ من الواجب والممتنع بمقدور، امام يافعي فرماتے ہیں جميع المستحيلات العقلية لا تتناق  
 للقدرة بها، كثر الفوائد میں ہے خرج الواجب والمستحيل فلا يتعلقان اى القدرة و  
 الاسادة بهما، شرح فقہ اکبر میں ہے ما يمتنع بنفس مفهومه كجمع الضدين و قلب  
 الحقائق و اعدام القديم لا يدخل تحت القدرة القديمة (۳۲) علیم نجیر عز شانه فرماتا ہے  
 وهو بكل شئ علیم وہ ہر چیز کو جانتا ہے یہ کلیہ واجب و ممکن و قدیم و حادث و موجود و  
 معدوم و مفروض و مہوم غرض ہر شے و مفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلاً کچھ خارج  
 نہیں، یہاں عمومات سے جو عموم قضیہ مامن عام الا وقد خص منه البعض سے مخصوص ہیں  
 شرح موات میں فرمایا علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلها الممكنة والواجبة والممتنعة فهو  
 اعم من القدرة لانها تختص بالممكنات دون الواجبات والممتنعات اب دیکھیے لفظ  
 چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شئ مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ فرمایا، جو اس کے  
 قابل اور اس کے احاطہ میں داخل نہیں، تو جس طرح ذات و صفات خالق کا دائرہ خلق میں نہ آتا،  
 معاذ اللہ عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا یا معدوم  
 کا دائرہ البصارت سے مجور رہنا عیاذاً باللہ احاطہ بصر الہی میں باعث فتور نہ ہوا، فتور جب ہوتا کہ کوئی  
 مبصر خارج رہ جاتا، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات میں ہونے کے

لم یشتت ما فی دائرتہا وان لم یشتملہ اللفظ کما فی العلم ولم یشتملہ الیس فیہا وان شملہ اللفظ کما فی  
 المخلوق وذلك ان الشئ عندنا یخص بالموجود قال تعالیٰ اولایذکر الانسان انا خلقناه من قبل ولم  
 یک شیئاً و یعم الواجب قال تعالیٰ وقل ای شئ اکبر شهادة قل الله فافهم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ثم یشیر الی ان صحیح المقدورۃ نفس الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

قابل ہے، اس سب پر قادر ہو کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات و محالیت عقلیہ کو بھی شامل ہو، جو اصلاً تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ محال کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے، تو موجود ہو جائے، پھر یہ دونوں کیوں کر جمع ہو سکتے ہیں؟ اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرہ قدرت سے خارج نہ گئی محض جہالت، کہ محالات مصداق وذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتیٰ کہ فرض و تخریج عقلی میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی، یا ان اللہ علیٰ کل شیء قدير کے عموم سے رہ گئی۔ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ مغویان تازہ جو اسی مسئلہ کذب و دیگر نقائص وغیرہ کی بحث میں بے علموں کو بہکاتے ہیں، کہ مثلاً کذب یا فلان عیب یا فلان بات پر اللہ عز و جل کو قادر نہ مانا، تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا، اور ان اللہ علیٰ کل شیء قدير کا انکار ہوا، یہ ان ہوشیاروں کی محض عیاری و تنزیہ اور بے چارے حوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے ایہا المسلمون قدرت الہی صفت کمال ہو کر ثابت ہوئی ہے، نہ معاذ اللہ صفت نقص و عیب، اور اگر محالات پر قدرت مانے، تو ابھی انقلاب ہوا جاتا ہے، وجہ سنئے، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال، محال سب ایک سے، پھر تمہارے جاہلانہ خیالی پر جس محال کو مقدمہ نہ کہئے، اتنا ہی عجز و قصور سمجھئے، تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہوں، اور منجملہ محالات سلب قدرت الہیہ بھی ہے، تو لازم کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کھودینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنا لینے پر بھی قادر ہو، اچھا عموم قدرت مانا، کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی، یونہی منجملہ محالات عدم باری عز و جل ہے، تو اس پر بھی قدرت لازم اب باری جل و علا عباداً باللہ واجب، الوجود نہ ٹھہرا، تعظیم قدرت کی بدولت الہییت ہی پر ایمان لایا گیا تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً پس بحمد اللہ ثابت ہوا، کہ کمال پر قدرت ماننا

۱۷ اور ۱۸ تفسیر المراد بالفرض ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۱۹ مگر مہیات حضرات نجدیہ سے کیا لگے، ان کا امام علم الہی کو صراحتاً اختیار کیلئے چکا کما سیاتی فی التزیید الثالث  
تو جب اس کے نزدیک باری تعالیٰ اپنے آپ کو جاہل بنانے پر قادر ٹھہرا، عاجز بنانے پر بھی سہی چوتاب از سرگزشت

چونکہ یہ ایک دست ۱۷ من معافہ و رحمہ اللہ تعالیٰ

قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے، جناب باری عز اسمہ کو سخت عیب لگانا اور تعظیم قدرت کے پردے میں اصل قدمت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جانا ہے۔ لہذا انصاف حضرات یہ تو حالات اور اہل سنت پر معاذ اللہ عجز باری عزوجل ماننے کے الزامات، ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیں، کہ ان حضرات کے مغالطہ و تلبیس سے امان میں رہیں واللہ الموفق \*

## تنزیہ اول ارشادات علمائیں

اقول وباللہ التوفیق میں یہاں اذالہ ادہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ امتناع کذب الہی پر تمام اشعریہ و ماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں، جس کے باعث اس وہم عاقل کا علاج قائل ہو، کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے، عاشر لہذا بلکہ بطلان امکان پر اجماع اہل حق ہے، جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ و غیر ہم فرق باطلہ بھی متفق، ناظر باہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا ان عبارتوں سے کن کن طور پر رنگ ثبوت پائے گا، اول ظاہر و جلی یعنی وہ نصوص جن میں امتناع کذب یہ صراحتہ اجماع منصوص، دوم اکثر عبارتیں علمائے اشعریہ کی ہوں گی، تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہیں سوم وہ عبارات جن میں بناٹے کلام حسن و قبح عقلی کے انکار پر ہو، کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو ہجرم مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کا اجماعی ہوا، اگرچہ عند التحقیق صرف حسن و قبح بمعنی استحقاق مدح و ثواب و ذم و عقاب کی شریعت و عقلیت میں تجاذب آ رہے، نہ بمعنی صفت کمال و صفت نقصان کہ بایں

۱۔ اگر بیہات حضرات و اہل بیت سے کیا تکایت، ان کا امام باری عزوجل کے حق میں تمام عیوب و نقائص و فحاشی کو ممکن بن چکا، جس کا ایضاً بائغ و رد بانغ حضرت مصنف علام تنزیہ سوم میں افادہ فرمائیں گے، اور طائفہ نجدیہ کے ایک رکن کین و امام الطائفہ کی حمایت جاہلیت مخالف کی حمیت جو اب تحقیق الفتویٰ میں اس پر لائی کہ باری سبحانہ کا تمام قبائح و شنائع سے متصف ہونا صاف صاف ممکن لکھ دیا۔ پھر جب علمائے اہل سنت کی طرف سے دار و گیر ہوئی، دوسرے رسالہ میں طرفہ عجوبہ گٹھا کہ نہ ممکن نہ محال بلکہ متمنع بالغیر ہے، اسے سبحان اللہ کسی نے سچ کہا تھا کہ مصنفان رسالہ بیکروزی علام الفاضل نہ مسلم نہ کافر بلکہ دہابی ہیں، پھر اضطراب کی یہ حالت کہ خود اسی رسالہ میں لکھ گیا، متمنع بالغیر وہی ہوتا ہے جو ممکن ہو، سچ ہے ضابطہ گراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ اس معاذ عند درجہ اللہ

معنی باجماع عقلاً عقلی ہیں کما نصوصاً علیہ جمیعاً ونبیہ علیہ ہہنا المولیٰ سعد الدین التفازانی  
 فی شرح المقاصد والمولیٰ المحقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام وغیرہما  
 من البہا بذکاة الکرام اب توفیق اللہ تعالیٰ لخصوص ائمہ وکلمات علما نقل کرتا ہوں :-  
 نص ۱۔ شرح مقاصد کے بحث کلام میں ہے الذنب محال باجماع العلماء لان الذنب  
 نقص بالتفاق العقلی وهو علی اللہ تعالیٰ محال اہ ملخصاً، جھوٹ باجماع علما محال ہے  
 کہ وہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۲۔ اسی کی بحث حسن و قبح میں ہے  
 قد بینا فی بحث کلام امتناع الذنب علی الشارع تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ  
 عزوجل پر کذب محال ہے نص ۳۔ اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے محال جہلہ او کذبہ تعالیٰ  
 عن ذلک اللہ تبارک وتعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں، برتری ہے اُسے ان سے۔ نص ۴۔ اسی  
 میں ہے الذنب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفسد لا تحصى ومطاعن فی الاسلام لا تحفى منها  
 مقال الفلاسفة فی المعاد ومحال الملاحدة فی العناد ومنها بطلان ما علیہ الاجماع من  
 القطع بخاود الکفار فی الناس فمع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون  
 هذا الخبر متحمل ولما کان هذا باطلا قطعاً علم ان القول بجواز الذنب فی اخبار اللہ  
 تعالیٰ باطل قطعاً اہ ملتقطاً یعنی خبر الہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن  
 لازم آئیں گے، فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے، طہدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے، کفار کا ہمیشہ  
 آگ میں رہنا کہ بالا جماع یقینی ہے، اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے، کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں  
 مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں، اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں، تو ثابت ہوا کہ خبر الہی میں کذب کو ممکن  
 کہنا باطل ہے، نص ۵۔ شرح عقائد نسفی میں ہے کذب کلام اللہ تعالیٰ محال اہ ملخصاً  
 کلام الہی کا کذب محال ہے، نص ۶۔ طوابع الانوار کی فرع متعلق ببحث کلام میں ہے الذنب  
 نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۷۔  
 موافق کی بحث کلام میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الذنب اتفاقاً اما عند المعتزله فلان  
 الذنب تبیح وهو سبحانه لا یفعل القبیح واما عندنا فلانه نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ  
 محال اجماعاً یعنی اہل سنت و معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے، معتزلہ تو اس

لئے محال کہتے ہیں کہ کذب بڑا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑا فعل نہیں کرتا، اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔ نص ۸۔

مواقف و شرح مواقف کی بحث حسن وقوع میں ہے مدارک امتناع الکذب منہ تعالیٰ عندنا لیس ہو قبضہ العقلی حتیٰ یلزم من انتفاء قبضہ ان لا یعلم امتناعہ منہ اذلہ مدارک آخر قد تقدم اہ ملخصاً یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الہی محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں ہے، اس کے عدم سے لازم آئے، کہ کذب الہی محال نہ جانا جائے، بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل ہے کہ اوپر گزری یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ میں عیب محال۔ نص ۹۔ انہیں کی بحث معجزات میں ہے قدم فی مسئلۃ الکلام من موقف الالہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ و تعالیٰ یعنی ہم موقف الہیات سے مسئلہ کلام میں بیان کر آئے، کہ اللہ تعالیٰ کا کذب زہار ممکن نہیں۔ نص ۱۰۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں یستحیل علیہ تعالیٰ سمات النقص کالجہل والکذب جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔ نص ۱۱۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں لا خلاف بین الاشعریۃ وغیرہم فی ان کل ما کان وصف نقص فالباری تعالیٰ عنہ منزہ و هو محال علیہ تعالیٰ والکذب وصف نقص اولیٰ من انہ یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں، اور کذب صفت عیب ہے۔ نص ۱۲۔ امام محمدرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قوله تعالیٰ فلن یخلف اللہ عہدہ یدل علی انہ سبحانہ منزہ عن الکذب فی وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا لان الکذب صفتہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال وقالت المعتزلة ان الکذب قبیح لانه فیستحیل ان یفعلہ فدل علی ان الکذب منہ محال اہ ملخصاً اشاعرہ وجل کافرانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا۔ دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ اپنے ہر وعدہ ووعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، ہمارے صحاب اہل سنت وجماعت اس دلیل سے کذب الہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے، اور اللہ عزوجل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبح لذاتہ ہے تو باری

عز وجل سے صادر ہونا محال، عرض ثابت ہوا کہ کذب الہی اصلاً امکان نہیں رکھتا۔ نص ۱۳۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے و تمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ ج و هو السميع علیہم پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سنتا جانتا، امام ممدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں اعلم ان هذه الآية تدل علی ان کلمة الله تعالى موصوفة بصفات كثيرة (الی ان قال) الصفة الثانية من صفات کلمة الله کونها صدقا والدلیل علیہ ان الکذب نقص والنقص علی الله تعالى محال یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے ارا بجملة اس کا سچا ہونا، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۱۴۔ یہیں فرماتے ہیں۔ صحة الدلائل السمعیہ موقوفہ علی ان الکذب علی الله تعالى محال ولأجل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذب الہی محال مانا جائے۔ نص ۱۵۔ زیر قول تعالیٰ ما کان الله ان یتخذ من ولد سبحانه بعض تمسکات معتزله کے رد میں فرماتے ہیں اجاب اصحابنا عنه بان الکذب علی الله تعالى محال، اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الہی محال ہے۔ نص ۱۶۔ علامہ سعد تفتازانی شرح مقاصد میں انہیں امام ہمام سے ناقل صدق کلامہ تعالیٰ لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ کلام خدا کا صدق جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے، تو اس کا کذب محال ہوا، کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے، اس کا عدم محال ہے، تنبیہ انہیں امام عسکام کا ارشاد کہ کذب الہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے، انشاء اللہ تعالیٰ تنزیہ چہارم میں آئے گا۔ نص ۱۷۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے۔ ومن اصدق من الله حدیثا انکار ان یکون احد اکثر صدقاً منه فانه لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجه لانه نقص وهو علی الله تعالیٰ محال، اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اس کی خیر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۱۸۔ تفسیر مدارک شریف میں ہے :-

ومن اصدق من الله حدیثا ہ تمیز و هو استفہام بمعنی  
النفی ای لا احد اصدق منه فی اخبارہ و وعدہ و وعیدہ لاستحالة

الکذب علیہ تعالیٰ بقبحہ لکونه اخباراً عن الشئ بخلاف ما هو علیہ آیت میں استفہام انکاری ہے، یعنی خبر و وعدہ و عید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں، کہ اس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبح ہے کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔ نص ۱۹ تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثاً انکار لان یكون احداً صدق منه تعالیٰ فی وعدہ و سائر اخبارہ و بیان لا استحالۃ کیمف لا و الکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ، آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا اور کسی خبر میں اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا اور کیوں نہ محال ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اوروں کے۔ نص ۲۰ تفسیر روح البیان میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثاً انکار لان یكون احداً الا صدقاً ما منه فان الکذب نقص وهو علی اللہ محل دون غیرہ اھ ملخصاً آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے نہ اس کے غیر پر۔ نص ۲۱۔ شرح السنوسیہ میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال لانه ذناباً اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے کہ وہ کینہ پن ہے۔ نص ۲۲۔ فاضل سیف الدین ابہری کی شرح موافق میں ہے ممتنع علیہ الکذب اتفاقاً لانه نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اجماعاً کذب الہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔ نص ۲۳۔ شرح عقائد جلالی میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یكون من الممكنات ولا اشد الہ القدرة کسا تروجوہ والنقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو کذب الہی

لہ اقول استدلال قدس سرہ بالفہم اما فی نظر الظاہر فلانہ رحمہ اللہ تعالیٰ من ائمتنا الما تریدیہ ولذا عدلت عنہ الا شاعرۃ کصاحب المواقف وصاحب المفاتیح کہا سمعت نصرہا و اما عند التحقيق فلان عقلیۃ القبح بهذا المعنی من الجمع علیہ بین العقلاء وهو لاء الاشاعرۃ رحمہم اللہ تعالیٰ انفسہم ناصون بذلک فلا علیک من وھول من ذھل کما او ما نالیہ فی صد البعث واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممکنات سے نہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اُسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جبل و عجز الہی +  
 کہ سب محال ہیں، اور صلاحیت قدرت سے خارج۔ نص ۲۴۔ اسی میں ہے لا یصح علیہ تعالیٰ  
 الحركة والانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہا نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ  
 پر حرکت و انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال +  
 نص ۲۵۔ کثر الفوائد میں ہے قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعاً و عقلاً اذہو قیوم یدیک  
 العقل قبضہ من غیر تو قمن علی شرع فیکون محالاً فی حقہ تعالیٰ عقلاً و شرعاً کما حقہ  
 ابن الہمام وغیرہ اللہ عزوجل حکم شرع و حکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب  
 قیوم عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچانا شرع پر موقوف ہو تو  
 جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے، جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس  
 کی تحقیق افادہ فرمائی + نص ۲۶۔ مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 میں فرماتے ہیں الکذب علیہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔ نص ۲۷۔ مسلم الثبوت  
 میں ہے المعتزلة قالوا لو کون الحكم عقلياً لما امتنع الكذب منه تعالیٰ عقلاً والجواب  
 انه نقص فيجب تزيهه تعالیٰ عنه كيف و قد مر انه عقلي باتفاق العقلاء لان ما ينافي  
 الوجود الذاتي من جملة النقص في حق الباري تعالیٰ ومن الاستحالات العقلية عليه  
 سبحانه اه ملخصاً مع الشرح حاصل یہ کہ معتزلہ نے اہل سنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو، تو اللہ  
 تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اُسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں، اہل سنت نے جواب  
 دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں،  
 اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلاً کا اجماع ہے، وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت  
 کی ضد ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی۔ نص ۲۸۔ مولانا  
 نظام الدین سہالی اُس کی شرح میں لکھتے ہیں الکذب نقص لان ما ينافي الوجود الذاتي من  
 الاستحالات العقلية بذلك اثبت الحكماء الذين هم غير متشرعين بشرعية  
 الاستحالات المذكورة فان الوجود والكذب لا يجتمعان كما بين في الكلام اه ملخصاً  
 جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے، وہ سب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے وہ



حکما تک اسے محال جلتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے کہ خدائی و دروغ گوئی جمع نہ ہوں گی جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے۔ نص ۲۹۔ مولانا بحر العاوم عبد العلی ملک العلماء فواح الحموت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صادق قطعاً الاستحالة الکذب هناك اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں نص ۳۰۔ افسوس کہ امام وہابیہ کے نسباً چچا اور علماً باپ اور طریقہٴ واداعی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی، کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عہدہ لایوں تصریح فرمائی "خبر او تعالیٰ کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانست عظیم کہ ہرگز بصفات اوراہ نیابد و در حق او تعالیٰ کہ میرا از جمع عیوب و نقائص است خلافت خبر مطلقاً نقصان محض است اہل مخلصاً" مدعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں کہاں تک نقصان ممکن بنتے ہیں و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالیٰ سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے آمین، یہاں نصوص ائمہ و تصریحات علماء میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے عاقل منصف کے لئے ان میں کفایت، بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبیہ یا ادب تنبیہ پر سلامت، عقل و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر و اذو عبیت ما القی علیک الیراع و تبین الاجماع و بان ان لیس لاحد نزاع فلا علیک من اضطر اب مضطرب و الحمد للہ المنزلة عن الکذب :-

## تتمیز و دوم دلائل قاہرہ و حجج باہرہ میں

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لا بتوفیق مولے سبحانہ و تعالیٰ ان مختصر سطور میں بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے جن میں نمشہ اولیٰ کلمات طیبات ائمہ کرام و علمائے عظام علیہم رحمۃ الملک المنام میں ارشاد و انعام ہوئیں، اور باقی پچیس لاوی اجل عز و جل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب پر القا کی گئیں و الحمد للہ سہاب العلمین :-

دلیل اول کہ نصوص سابقہ میں مکرر گزری جس پر طوابع و شرح مقاصد و مسائرہ و مسامرہ و مفتاح الغیب و مدارک و بیضاوی و ارشاد العقل و روح البیان و شرح سنوسیہ و شرح ابہری و شرح

عقائد جلالی و کثر الفوائد و مسلم البتوت<sup>۱۴</sup> و شرح نظامی و فوارح الرحموت<sup>۱۵</sup> و غیرہا کتب و تفسیر و اصول میں تعویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عزوجل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام و قواعد کلام سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلید ہے، جس پر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کمالاً یخفی علی من طالع کلمات القوم، شرح عقائد نسفی میں ہے المحی القادر العظیم السميع البصیر الشاق المرید لان اضدادها نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالیٰ عنہا شرح سنوسیہ میں ہے اما برهان وجوب السمع والبصر و الکلام اللہ تعالیٰ فالکتاب والسنة والاجماع والاضالوم یتصف بها لزم ان یتصفنا باضدادها وھی نقائص والنقص علیہ تعالیٰ محال شرح مواقف میں ہے لا طریق لنا الی معرفۃ الصفات سوی الاستدلال بالافعال والتنزیہ عن النقائص اقول وباللہ التوفیق ہدایت عقل شاہد ہے کہ آلہ عز مجدہ جمیع عیوب و نقائص سے منزہ اور اس کا ادراک شرع پر موقوف نہیں، لہذا ہر عقلائے غیر اہل ملت بھی تنزیہ باری جل و علا میں ہمارے موافق ہوئے و ان یثبتوا بجهلهم ما یتلزم النقص غیر دارین انہ كذلك بل زاعمین<sup>۱۶</sup> انہ هو الکمال ولا عبرة بسخافات الحماة الذین لا عقل لهم ولا دین اعادنا اللہ تعالیٰ من شرهم اجمعین یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کئے منہا ما فی الواقف و شرحها قال جمهور الفلاسفة لا یعلم الجزئیات المتغیرة والا فاذا علم مثلا ان زیدا فی الدار الان ثم خرج عنها فاما ان یزول ذالک و یعلم انہ لیس فی الدار اویبقى ذالک العلم بعینہ بحالہ والاول یوجب التغیر فی ذاته من صفة الی اخرى والثانی یوجب الجهل وکلاهما نقص یجب تنزیہہ تعالیٰ عنہا و منہا ما فیہ ایضاً اما الفلاسفة فافکر والقدرۃ بالمعنی المذكور لا اعتقادہم انہ نقصان واثبتوا الہ

لہ او عقلا اذ فیہ الکلام بدلیل الحصر فان اذات التنزیہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا فالانصاف بشئ منہا محال عقلا ۱۲ منہ ۱۱ و قد صرح بہ فی الکنز و شرح الواقف اما الکنز فقد سمعت نصہ و اما السید فلما عرفت انفا ۱۲ منہ ۱۱ کما قالوا فی صدور العالم بالایجاب کما سیأتی ۱۲ منہ

الایجاب زعمانہم انه الکمال التام پھر شرع مطہر کی طرف رجوع کیجئے تو مسئلہ اعلیٰ ضروریات دین سے ہے، جس طرح قرآن و حدیث نے باری جل مجدہ کی توحید ثابت فرمائی، یوں ہی ہر عیب و منقصت سے اس کی تنزیہ و تقدیس اور خود کلمہ طیبہ سبحن اللہ و اسمائے حسنیٰ سبوح و قدوس کے معنی ہی یہ ہیں، و لہذا تسبیحات حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وارو سبحن الذی لا ینبغی التسمیہ الا لہ جس کے باعث توقیر و اہمیت اور تسبیحہ کو اس سے فصل کیا گیا، پھر مرتبہ اجمال میں اس پر اجماع اہل اسلام منعقد کوئی کالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والا اپنے رب عزوجل پر عیوب و نقائص روانہ رکھے گا فالاجماع فی الدرجۃ الثالثہ من الادلۃ لانہ العمدۃ فی اثبات المسئلۃ کما وقع عن بعض الاجلۃ فاعرف .

**دلیل دوم۔ العظۃ للہ** اگر کذب الہی ممکن ہو، تو اسلام پر وہ طعن لازم آئی کہ اٹھائے نہ اٹھیں، کافروں لمحدوں کو اعتراض و مقال و عناد و جدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں دلائل قرآن عظیم و وحی حکیم یکدست لائق سے جائیں، حشر و نشر و حساب و کتاب و جنت و نار و ثواب و عذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں، کہ آخر ان امور پر ایمان صرف اخبار الہی سے ہے جب معاذ اللہ کذب الہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خیر الہی میں احتمال رہے گا۔ شاید یوں ہی فرمادی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے سبحنہ و تعالیٰ عما یصفون، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، جس کی عبارت نص چہارم میں گذری، اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ و تمت کلمت ربک صدقاً وعدلاً ط اس کی طرف اشارہ کیا، کذب الہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کر کے فرماتے ہیں ولا یجوز اثبات ان الکذب علی اللہ بحال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفہ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علی اللہ تعالیٰ بالدلائل السمعیۃ لزوم الدور وهو باطل اقول وباللہ التوفیق تنویر و دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانے لگی اور ممکن وہی جسے وجود و عدم دونوں سے یکساں نسبت ہو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اس کے انزالاً ابداً عدم وقوع پر جزم نہیں کر سکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح ارادہ اور ارادہ الہیہ امر غیب سے جس تک عقل کی اصلا رسائی نہیں پھر وہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے، کہ اگرچہ کذب الہی زیر قدرت

ہے، مگر مجھے اُس کے ارادہ پر خبرت ہے کہ ازل سے ابد تک بولانہ بولے ارادہ پر حکم وہیں کر سکتے ہیں جہاں خود صاحب ارادہ جل مجدہ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے لفظ تعالیٰ لا یكلف الله نفساً الاّ وسعها وقولہ تعالیٰ یرید الله بکمالیسر ولا یرید بکمالیسر امام فخر الدین رازی تفسیر سورہ بقرہ میں زیر کریمہ ام تقولون علی الله مالا تعلمون فرماتے ہیں الاّیة تدل علی نواتد الی ان قال (ثانیہا ان کل ما جاز وجودہ وعد مد عقلا لم یجز المصدی الی الاثبات او الی النفی الا بدلیل سمعی اور تفسیر سورہ انعام میں زیر قول تعالیٰ قل الله شہید بینی و بینکم تف فرماتے ہیں المطالب علی اقسام ثلثہ منها ما یمتنع اثباتہ بالدلائل السمعیة فان کل ما توقف صحۃ السمع علی صحۃ امتنع اثباتہ بالسمع والا لزم الدوسر ومنها ما یمتنع اثباتہ بالعقل وهو کل شیء یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع فی احد الطرفين اصلا فالقطع علی احد الطرفين بعینه لا ممکن الا بالدلیل السمعی الخ امام الحرمین قدس سرہ کتاب الارشاد میں ارشاد کرتے ہیں اعلیوا وفقم الله تعالیٰ ان اصول العقائد تنقسم الی ما یدرک عقلا ولا یسوغ تقدیرا دسرا کہ سمعاً الی ما یدرک سمعاً ولا یتقدیرا دسرا کہ عقلا الی ما یجوز ا دسرا کہ سمعاً و عقلاً فاما ما لا یدرک الا عقلاً فکل قاعدة فی الدین یتقدم علی العلم بکلام الله تعالیٰ ووجوب اتصافہ بكونہ صدقاً اذا سمعیات تستند الی کلام الله تعالیٰ و ما سبق ثبوته فی المرتبة علی ثبوت الکلام وجوباً فیستحیل ان یکون مدركة السمع واما ما لا یدرک الا سمعاً فهو القضاء بوقوع ما یجوز فی العقل فلا یتقدیرا حکم بثبوت الجائز ثبوته فیما غاب عنا الا بسمع الخ شرح عقائد نسفی میں ہے القضاء منها ما هی ممکنات فلا طریق الی الحزم باحد جانبیہا فان من فضل الله ورحمنه ارسال الرسل لبيان ذلك اھ ملخصاً میں کہتا ہوں اب آدمیوں ہی میں دیکھ لیجئے کہ جو کام زید کی قدرت میں ہے دوسرا ہرگز اس پر جزم نہیں کر سکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کرے گا پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جزم و یقین کی راہ نہیں، مثلاً زید کہے بلکہ قسم بھی کھائے کہ میں اس سال ہرگز سفر نہ کروں گا تاہم دوسرا اگرچہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھا سکتا کہ زید اس سال یقیناً سفر نہ کرے گا اور کھائے گا تو سخت جری و بے باک اور نگاہ عقلا میں بلکا ٹھہرے گا تو وہ

کیا وہی کہ غیب کا حال معلوم نہیں، اور زید کی بات سچی ہی ہونی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو لیا اور اب تم نے کذب الہی کو زیر قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر میں احتمال کذب ہو ہی رہا یہ کہ خبر الہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر نہ کبھی بولا، نہ بولے، یہ بات اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں، کہ آخر یہ خبر کلام الہی سے خود ایک کلام ہو گی، تو عقلاً ممکن کہ یہی بروجہ کذب صادر ہوئی ہو، پھر کونسا ذریعہ وثوق رہا، جس کے سبب عقل یقین کر سکے کہ یہ ممکن جو قدرت الہی میں تھا واقع نہ ہوا، خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلاً ممکن تو استحالة عقلی تو تم خود نہیں مانتے، رہا استحالة شرعی، وہ دلیل شرع سے مستفاد ہوتا ہے، اور دلائل شرع سب کلام الہی کی طرف منتهی کہا مر من ارشاد امام الحرمین تو جس کلام الہی سے کذب الہی کا استحالة ثابت کیجئے پہلے خود اسی کلام الہی کا وجوب صدق شرعاً ثابت کر لیجئے لاجرم دور یا تسلسل سے چارہ نہیں، اب عقلی و شرعی دونوں استحائے اٹھ گئے، اور اللہ تعالیٰ کی بات معاذ اللہ زید و عیرو کی سی بات ہو کر رہ گئی تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً پھر حشر و نشر و جنت و نار و غیرہ تمام سمعیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہذا ما عندی فی تقریر دلیل ہو لاء الا اعلام فی المقام ابحاث طوال تعرف بالعوض فی لبحر الکلام \* دلیل سوم، موافق و شرح موافق میں ہے اما امتناع الکذب علیہ تعالیٰ عندنا فاشتبہ اوجہ (الی ان قال) والیضا فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ سبحانہ ان نکون نحن اکمل منه فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا یعنی کذب الہی محال ہونا ہم اہل سنت کے نزدیک تین دلیل سے ہے، ایک یہ کہ اس کے کلام میں کذب آئے، تو بعض وقت ہم اس سے اکمل ہو جائیں، جبکہ ہم اپنے کلام میں سچے ہوں اقول تقریر دلیل یہ ہے کہ ہر محلی عنہ میں امکان عقلی کہ انسان اُسے بروجہ صحیح حکایت کرے، اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو سچا ہو وہ اس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رُو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑوں وجہ سے مفضول ہو، اب اگر کذب الہی ممکن ہو، تو معاذ اللہ میں وقت وہ جھوٹ بولے، اور انسان اسی بات کو مطابق واقع ادا کرے، تو لازم کہ آدمی اس وجہ سے اس سے افضل ہو جائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف و مضحل ہونا

محال تو ثابت ہوا کہ امکان کذب محض باطل خیالی فافہم والعزۃ لله ذی الجلال ثم اقول اس  
 دلیل کی ایک مختصر تقریر یہیں ممکن کہ اگر کذب خالق ممکن ہو، تو کتنی بڑی شناہت سے کہ خلق سچی  
 اور خالق جھوٹا والعیاذ باللہ سب العاہین لیکن صدق خلق محال نہیں، تو کذب خالق نہیں دلیل  
 چہارم جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا، کہ جب اہل سنت کے نزدیک  
 اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی متمنع النعال اقول وباللہ التوفیق تصویر دلیل  
 یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت  
 مخالفان عند یعنی طائفہ جدید کو بھی مقبول، کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں۔  
 اگرچہ صادق بالضرورة ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں، کہ جب ممکن جانا اور امکان نہیں، مگر  
 جانب مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالیٰ کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا، مگر جاہل  
 کہ صادق بالفعل ماننا ہی ان کے مذہب نامذہب کا استیصال کر گیا، کہ جب وہ صادق ہے اور  
 صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم تو واجب کہ صدق اس کی ذات پاک سے قائم اور ذات الہی  
 سے قیام حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الہی ازلی ہے، بعینہ اسی طریقہ سے ہمارے اللہ کرام نے  
 تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ ہونا ثابت فرمایا، شرح عقائد نسفی میں ہے (التکوین صفة) لله  
 تعالیٰ لا یطین العقل والنقل علی انه تعالیٰ خالق للعالم مکون له و امتناع اطلاق الاسم  
 المشتق علی الشئی من غیر ان یکون ماخذ الاشتقاق وصفالہ قائمابہ (ازلیہ) بوجوه

لہ اما القرآن نقولہ تعالیٰ ذلک جزینہم ببغیرہم وانا الصّدقونہ وقولہ تعالیٰ ومن اصدق من  
 اللہ قیلاہ فان المعنی ان اللہ تعالیٰ اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادۃ واما الحدیث  
 فقد عد الصادق من الاسماء الحسنی فی حدیث ابن ماجہ و حدیث المحاکم فی المستدرک و ابی  
 الشیخ و ابن مردودیہ فی تفسیر بیہا و ابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنی کلہم عن ابی ہریرۃ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما الاجماع فظاہرا لا ینکر ۱۲ منہ  
 ۱۲ اجماعی مسائل پر اس قسم کے دلائل میں مخالف فرض کیا جاتا ہے کہ اگر نہ مانا، تو یوں ثابت ہے خدا کی شان کہ اس  
 درجہ بیہوشی وہ فرضی مخالف بشکل انسان متشکل ہی ہو گیا آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے ۱۲ س رحمہ اللہ

الاول انه یمتنع قیام الحوادث بذاته تعالیٰ لمامر اہ ملخصاً، اسی میں سے اللہ تعالیٰ متکلم  
بکلام ہو صفة له ضرورة امتناع اثبات المشتق لشیء من غیر قیام ماخذ الاشتیاق  
به منح الروض میں مسامرہ سے ہے الایمان من صفات اللہ تعالیٰ لان من اسمائه الحسنی  
المؤمن کما نطق به الكتاب العزیز وایمانہ ہو تصدیقہ فی الانزل لکلامہ القدیم ولا  
یقال ان تصدیقہ محدث ولا مخلوق تعالیٰ ان یقوم به حادث اہ ملخصاً اور جب صدق  
الہی ازلی ہوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا، کہ اس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہیں تحقیقاً بمعنی  
التضاد اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام میں مبین ہو چکا کہ قدیم اصلاً قابل عدم نہیں فتبصر  
ودلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے، تو اس کا کذب اگر ہوگا، تو قدیم ہی ہوگا کہ اس  
کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا، تو لازم کہ صدق الہی محال ہو جائے  
حالانکہ یہ بالدرہتہ باطل، تو کذب سے انصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیرہ ومواقف وشرح مقاصد  
میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے، زیر قول تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثاً امتناع  
کذب الہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں اما اصحابنا بد لیہم انه لو کان کاذباً لکان  
کذبه قدیماً ولو کان کذبه قدیماً لامتنع نہ وال کذبه لامتناع عدم علی القدیم ولو  
امتنع نہ وال کذبه قدیماً لامتنع کونہ صادقاً لان وجود احد الضدین یمنع وجود  
الآخر ولو کان کاذباً لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورة ان کل من علم  
شیئاً فانه لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للحکوم علیہ والعلم بھذا الصحۃ  
ضروری فاذا کان امکان الصدق قائماً کان امتناع الکذب حاصل لا بحالۃ اقول و  
باللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا، اس کا کاذب  
ومتصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں، اگر کہیے نہ تو قول بالمتناقضین اور بدراہت عقل  
سے خروج ہے، کہ کاذب ومتصف بالکذب نہیں، مگر وہی جو تکلم بکلام کذب کرے اسے ممکن کہہ  
کر اسے محال ماننا ترا جنون ہے، اور اگر کہیے ہاں، تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ انصاف صرف لم یزل

لہ ای انشاءً لاحکایۃ اذلا کلام فیہا کما یخفی فی القرآن العظیم جل عن الکفار من ارجیفہم الباطلۃ ۱۲

میں ممکن یا ازل میں بھی، شق اور باطل کہ امکان قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیت کذب ممکن ہوئی، تو اس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہوگا کہ ہر ازل واجب الابدیت اور کذب کا امتناع زوال استحالة صدق کو مستلزم کہ کذب و صدق کا اجتماع محال، جب اس کا زوال محال ہوگا، اس کا ثبوت ممتنع ہوگا، اور امکان وجود ملزوم، امکان وجود لازم کو مستلزم تحقیق المعنی اللزوم حیث کان ذاتیا لا معارض کما ہینا تو لازم آیا، کہ صدق الہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالة اسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی، کہ ممکن کا محال ہو جانا ہرگز ممکن نہیں، ورنہ انقلاب لازم آئے اور وہ قطعاً باطل، تو ثابت ہوا کہ اگر باری تعالیٰ کا امکان کذب مانو، تو اس کا صدق محال ہوگا، لیکن بالبدایت محال نہیں، تو امکان کذب یقیناً باطل اور استحالة کذب قطعاً حاصل والحمد لله اصدق قائل الدلائل الفائضة على قلب الفقيه بعون القدير عن جده وجل مجدک ولیل ششم۔ اقول و بحول الله اصول کلام الہی ازل میں بايجاب کلی حق تھا یا معاذ اللہ اس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل شق ثانی تو کفر صریح، اور ثالث میں مطابقت ولا مطابقت دونوں کا ارتفاع، اور وہ قطعاً محال، اولاً بالبدایت فان ارتفاع محمولی الانفصال الحقیقی عن الموضوع کا ارتفاع النقیضین ثانیاً باجماع عقلا حتی الجاحظ المعترلی وانما نزاعہ فی مجرد التسمیة ثالثاً خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق قال مولنا ذوالجلال قیادا بعد الحق الا الضلل تو لاجرم شق اول متعین اور شاید مخالف بھی اس سے انکار نہ رکھتا ہو، اب

۱۰ ای فلا یرضی بہ المخالف ایضاً فلا ینافی عقلیۃ البرہان و انما الکتفی بہ قصر المسانفۃ  
والانفہ طہریق قد عرفت وهو وجوب الکذب و امتناع الصدق الباطل بید اہتہ العقل ۱۲ منہ  
۱۱ فیہ المقنع و حدیث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منہ رحمہ اللہ  
۱۳ الخیر عندنا الجمہور اما صادق او کاذب لانہ اما مطابق للواقع الذی هو الخیر عنہ وهو  
الصادق او لا مطابق وهو الکاذب و ہذا المنفصلۃ حقیقہ دائرۃ بین النفی والاثبات و  
نزاع من نازع لیس الا فی اطلاق لفظ الصدق والکذب لغۃ ہل ہما مجذین المعینین لانی صدق  
ہذا المنفصلۃ ۱۵ مسلم الثبوت مع شرح نواتج الرحموت لمولنا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ



ہم پوچھتے ہیں کذب ممکن علی فرض الوقوع صرف کسی کلام لفظی کو عارض ہوگا، یا نفسی کو بھی، ادل  
محض بے معنی کہ صدق و کذب حقیقتہً وصف معنی ہے نہ صفت عبارت و لہذا شرح مقاصد میں  
فرمایا طریق اطراہذا الوجه فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انه عبارة  
عن کلامہ الاذلی و مرجع الصدق و الکذب الی المعنی بر تقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام  
قدیم یا علی تقدیر التجزی اس کا بعض ہوگا جو ازل میں ایجاباً کلیاً صادق تھا یا اس کا غیر، شق ثانی پر  
قیام حواش لازم، اور اول میں انقلاب صدق بکذب کہ کلام بشر میں بھی محال، سچی بات کبھی جھوٹی  
نہیں ہو سکتی، نہ جھوٹی کبھی سچی، ورنہ مطابقت و لامطابقت میں تصادم لازم آئے اور نقیضین  
باہم نقیضین نہ رہیں۔ بالجملة کلام صادق کے لئے ثبوت صدق ضروری تو سلب ضرورت ضرورۃً  
مسلوب و ہو المطلوب وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم منه سبحانہ و تعالیٰ لیس علی  
وجه الاختیار، فان القدیم لا یستند الی المختار من حیث ہو مختار و القرآن کلام  
اللہ غیر مخلوق و کافی اقتدار فلا یستزلک الشیطن ان الاستحالة انما جاءت من  
قبل ان المولی سبحانہ و تعالیٰ لم یصدر فی الازل الا کلاماً صادقاً و ہوا لا یقدر ان  
یخلق لنفسہ صفة حادثۃ فبقی الامکان فی بدد الامر علی ماکان و لیل مفقوم و هو  
اخصر و اظہر اقول و بالله التوفیق امکان کذب اس کی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو  
مستلزم کہ اگر کلام نفسی ازل ابدی واجب للذات مستحیل التجدد کذب پر مشتمل نہ ہو، تو کلام لفظی

لہ یہاں بعض اوقات میں یہ شبہ گزرتا ہے کہ نیدلج قائم ہے تو فیضہ نید قائم حق ہے کل قائم نہ رہا تو زید لیس بقائم حق ہو گیا  
اور اس کی حقیقت اسکے کذب کو مستلزم اقول ان صاحبوں نے فعلیہ دائمہ میں فرق نہ کیا یا نہ جانا کہ وہ مطلقہ عامہ میں ساقض  
نہیں، مسلم الثبوت میں ہے الخبر الصادق صادق دائماً و الکاذب کاذب دائماً و لہذا قدس سرہ و تواتر میں فرماتے  
ہیں و لا یکن ان یدخل فی شیء من الاخار و فرق بین تحقق مصداق الخبر و صدقہ فان الاول قد  
یتعلق بحسب الاوقات و اما صدق الخبر فداائم فان صد المطلقۃ دائم فالصادق صادق دائماً فلا  
یبدخلہ الذب اصلاً و الا اجتماعاً و الکاذب کاذب دائماً فلا یدخلہ الصدق اہ ملخصاً  
و ناہی عنہ دحمہ اللہ تعالیٰ

کاذب ممکن نہیں اور نہ وجود وال بلا مدلول یا کذب وال مع صدق المدلول لازم آئے اور وہ لفظ  
 بالبداہتہ محال، اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں، ورنہ باری عجز  
 وجل کا عجز عن التبیین لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب  
 مانتا اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل و دوام و وجوب متلازم  
 و یوجبہ آخر اوضح و ازہر اقول وباللہ التوفیق تمہارے دعویٰ کا حاصل یہ کہ ماہو کلام اللہ تعالیٰ  
 فہو ممکن الکذب بالضر و سہۃ اور شک نہیں کہ کل ماہو ممکن الکذب کاذب بالضر و سہۃ  
 کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں، اور فعلیت کذب امتناع صدق اور  
 امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ماہو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضر و سہۃ اب  
 اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کاہو المشہود خواہ بالامکان کاہو عند الغالب  
 ہر طرح باری عز وجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم بر تقدیر اول تو لزوم بدیہی اور بر تقدیر ثانی  
 اس قضیہ یعنی بعض ماہو کلام بالامکان العام کاذب بالضر و سہۃ کو کبریٰ کیجئے، اور قضیہ کل ما  
 ہو کلام اللہ بالامکان العام فہو کلام اللہ بالفعل کو صغریٰ، ثبوت صغریٰ یہ کہ باری تعالیٰ  
 کے لئے کوئی حالت متظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی کہ بعض ماہو کلام  
 اللہ بالفعل کاذب بالضر و سہۃ، والعیاذ باللہ تعالیٰ بلکہ حقیقتہ یہ وجہ دلیل مستقل ہونے کے

سے المدلول هو المعنى فلا نقض بالمعدوم ۱۲ منہ ۲۵ حاصل الوجه الاول ان على قول  
 الامکان لا بد من فعلیتہ فی الکلام النفسی والا لا متنوع فی اللفظی لانہ لا یكون الا تقيیرا عن نفسی و  
 لا امکان ههنا النفسی آخر غیر هذا الموجود المفروض ان لا کذب فیہ والتعبیر عن الصادق بالکذب محال  
 واذا امتنع فی اللفظی امتنع فی النفسی والا لزم العجز عن التبیین فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لا متنوع  
 اصلا لکنہ ممکن عندک فیجب ان یوجد فیدوم فیجب وحاصل الثانی ان لو امکان فی کلام لذل لوجود  
 ذلک الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ماہو کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولا یکن کذب کلام الا اذا  
 کان کاذباً والکاذب کاذب بالضر و سہۃ فبعض کلامہ بالفعل کاذب بالضر و سہۃ وظاہر ان بین  
 الوجهین یونایبنا فہما دلیلان مستقلان حقیقتہ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ

قابل کمالاً یخفی علی المتأمل والله الموفق لا بطل الباطل دلیل مشتم۔ اقول وباللہ التوفیق، صدق الہی صفت قائمہ بذات کریم ہے، ورنہ مخلوق ہوگا کہ ذات و صفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق، تو لازم کہ غیر متناہی و درازل میں اللہ تعالیٰ سچا نہ ہو تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے، اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر محال، کہ تغیر مقتضی، تغیر مقتضی کو مقتضی اور تغیر ذات عموماً محال خصوصاً جناب عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل تو لاجرم کذب منافی ذات ہوا۔ اور منافی ذات کا وقوع نافی ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ متصور دلیل نہم۔ اقول وباللہ التوفیق ہم زیر دلیل چہارم دہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے، تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کر ممکن ہوگا، فانہما ضدان والتضاد اما یكون بحسب الوجود علی محل واحد اب مخالفت متعسف و فور استحالات دیکھے اولاً لازم کہ کذب الہی موجود بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت متضاد و متغیر واقعہ ماننا باطل ورنہ تاثر بالغیر یا تخلف مقتضی یا تاخر اقتضا یا حدوث مقتضی لازم آتا ہے تعالیٰ عنہ علواً کبیراً ثانیاً واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفات الہیہ سب واجب للذات ہیں، ثالثاً صدق الہی محال ٹھہرے، کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔ سہا یحاً کذب صفت کمال ہو کہ صفات باری سب صفات کمال خامساً صدق صفت نقصان ہو، کہ وہ عدم کذب کو مستلزم اور اب عدم کذب عدم کمال، اور عدم کمال عین نقصان۔ سادساً، سابعاً، ثامناً صدق علی و کذب جزئی

۱۔ ان کان الاتصاف لا من قبل الذات اقول ولولتعلق الاسماء فان التعلق حادث والحادث غیر فافہم فانہ علم فی نصف سطر ۱۲ منہ ۱۳ ان اقتضی الذات ازلام ولم یحقق ۱۲ منہ نظر العاک ۱۳ ان اقتضی فیما لا یزال کافی الازل ۱۳ منہ ۱۴ ان فرعن الكل وللتزم تصاحب المقتضی والمقتضی ۱۴ منہ ۱۵ یعنی ہر خبر میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ ۱۳ یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ مخالف ممکن ماننا ہے ۱۲ منہ ۱۳ فرق بین بناء الكلام علی قدم الصفة وان ما ثبت قدمه استحال عدمه وہی مقدمہ عویصۃ الاثبات و بین بنائہ علی وجوبها و امتناع ضدھا للذات وهو من اجلی الواضحات والحمد لله سہا ب البرایات ۱۲ منہ رضی اللہ

جب دونوں صفت اور دونوں ممکن، تو دونوں واجب تو دونوں محال تو اجتماع نقیضین و ارتفاع  
 نقیضین و اجتماع اجتماع و ارتفاع سب حاصل ناسع عاشر حادی عشر بعینہ اسی طریقہ  
 سے دونوں کمال تو دونوں نقصان تو دونوں مجمع کمال و نقصان ثانی عشر ثالث عشر سابع  
 عشر جب دونوں صفت تو دونوں مقتضی تو دونوں منافی تو دونوں جامع اقتضاد و تنافی خاص  
 عشر جب دونوں مقتضی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین اور جس کا وجود مستلزم محال ہو، خود  
 محال، تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذ اللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معاند دیکھے، کہ اس کی سدا کئی  
 آگ نے بھڑک کر کہاں تک بچھڑکا، یہ سر دست پندرہ استحالی ہیں، اور ہر استحالی بجائے خود ایک  
 دلیل مستقل تو اب تک آٹھ اور پندرہ تیس و لیلیں ہوئیں۔ دلیل بست و چہارم۔ اقول  
 وباللہ التوفیق بالفرض اگر کذب کو عیب و منقصت نہ مانئے، تو اتنا تو بالضرورة ضرور کہ کوئی کمال  
 نہیں، ورنہ مولے تعالیٰ کے لئے واجب الثبوت ہوتا، اور عقل سلیم شاید کہ باری عزوجل کے لئے  
 ایسی شے کا ثبوت بھی محال، جو کمال سے خالی ہو، اگرچہ نقص نہ ہو، علامہ سعدالدین نقضانی بحث  
 رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان لم یکن من صفات الکمال امتنع التصات  
 الواجب بہ للاتفاق علی ان کل ما یتصف ہو بہ یلزم ان یکن صفة کمال علامہ ابن ابی  
 شریف شرح مسائره میں فرماتے ہیں یتجیل علیہ تعالیٰ کل صفة لا کمال ولا نقص لان کلا  
 من صفات الالہ صفة کمال دلیل بست و پنجم۔ اقول وباللہ التوفیق بدایت عقل شاہ عدل  
 کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا، کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا، کہ بعض کلام میں کذب پر قادر اور  
 بعض میں اس سے عاجز ہونے کے کوئی معنی نہیں، اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضا یا  
 مثل قول تعالیٰ لا الہ الا اللہ وقولہ تعالیٰ محمد رسول اللہ وغیرہما کے صدق پر عقل صرف

۱  
 ۱۱ الاول لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما صراحتاً ۱۲ منہ ۱۱ ای بالامکان العام اما الاول  
 فلو جود واما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ ۱۱ وان کل صفة تجب للذات ۱۲ منہ ۱۱ فان وجوب کل  
 یستلزم استحالة الآخر كما مر صراحتاً ۱۲ منہ ۱۱ فان الصدق الکی یستلزم عدم الکذب والکذب  
 المحض عدم صدق الکی ۱۲ منہ ۱۱ رضی اللہ عنہ

بے توقف شرع و توقیف سمیع خود حکم کرتی ہے، تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا، کہ کلام صادق ہرگز کاذب نہیں ہو سکتا، اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث و مخلوق، تو کذب الہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کا نام اللہ کے حادث و مخلوق ماننے کو مستلزم، اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو، تو اپنے معتزلی کترامی گمراہ ہونے سے کیوں انکار کرو ؟

**دلیل بست و شتم۔** اقول وباللہ التوفیق جب بتقدیر امکان کذب بوجہ لطلان تریح بلا مرجح و نیز حکم بدایت غیر کذب ہر فرد کذب قدرت الہی میں ہوا تو ہر فرد صدق مقدور ہوگا، ورنہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا، تو کذب فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور مانا تھا ہذا خلف پس صدق و کذب کا ہر فرد مقدور ہوا، اور ہر مقدور حادث، تو کلام الہی سے ازل میں مطابقت و لامطابقت دونوں مرتفع اور یہ بدایت محال۔ **دلیل بست و شتم۔** اقول وباللہ التوفیق کتب حدیث و سیر مطالعہ کیجئے، بست خوش نصیب ذی عقل لبیت صرف جمال جہان آرائے حضورؐ پر نور سید عالم سرور اکرمؐ مولائے عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ ایسے ہذا وجہ الکذابین یہ موٹھ جھوٹ بولنے کا نہیں، اسے شخص یہ اس کے حبیب کا پیارا موٹھ تھا، جس پر خوبی و بہار دو عالم نثار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور پاکی و قدوسی ہے اس کے وجہ کریم کے لئے وا شد اگر آج حجاب اٹھادیں تو ابھی کھلتا ہے، کہ اس وجہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی، مخالف اسے دلیل خطابی کہے کہے، مگر میں اسے حجت ایقانی لقب دینا اور مسلمان کی بدایت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے دو بیت رکھتا ہوں یوم ینفع الصدقین صدقہم یوم لا ینفع مال ولا بنون ؕ الا من اتى اللہ بقلب سلیم بایں ہمہ اگر مجال باز نہ آئے، تو دلیل ہفتم میں وجہ دوم کہ بجائے خود دلیل مستقل تھی، اس کے عوض معدود جانے، بہر حال میں کا عدو کامل مانے۔ **دلیل بست و شتم۔** قال اللہ عزوجل ومن اصدق من اللہ قبلاہ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ اقول وباللہ التوفیق آیہ کریمہ نص جلی کہ کذب الہی محال عقلی ہے، وجہ دلالت سینے، خادم تفسیر و حدیث و واقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں، مگر حقیقتاً تفضیل مطلق و نفی برتر و ہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی

کوئی نہیں یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ومن احسن من اللہ  
صبغة یعنی صبغة اللہ سب سے احسن ہے ومن احسن قولاً من دعا الى اللہ ای ہو  
احسن قولاً من کل من دعا۔ علامۃ الوجود سیدی ابوالسعود علیہ رحمۃ الودود تفسیر ارشاد میں  
زیادہ قولہ تعالیٰ عز وجل ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً فراتے ہیں ہوا نکار واستبعاد  
لان یکون احد اظلم ممن فعل ذلك او مساویا لہ وان کان سبک التركيب غیر متعرض  
لانکار المساواة ونفیہا یشہد بہ العرف الفاشی والاستعمال المطرد فانہ اذا قيل  
من اکرم من فلان او لا افضل من فلان فالمراد بہ حتماً نہ اکرم من کل کریم و افضل  
من کل فاضل کا۔ والی قولہ عز وجل لاجرم انہم فی الآخرة ہم الاخسر ونہ بعد  
قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً فراتے والسر فی ذلك ان النسبة بین  
الشیئین انما تنصور غالباً لا میما فی باب المغالبة بالتفاوت نہ زیادہ ونقصاً نا فاذا  
لم یکن احدہما ازید بتحقق النقصان لا محالۃ تو لاجرم معنی آیت یہ ہیں کہ مولیٰ عز وجل  
کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور  
پر ظاہر کہ صدق کلام فی نفسہ اصلاً قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضایا خواہ اختلاف  
قدم وحدث کلام یا بقا وفتاویٰ سخن یا کمال و نقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اُس میں تفاوت  
مان سکیں۔ سچی چیز باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر خدا بھی فرق ہوا، تو سرے سے سچ ہی نہ رہا،  
صدق و صادق کہاں سے صادق آئے گا؟ یہ معنی اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں، مگر کلام واحد میں لحاظ  
کرنے سے اُن اغبیاء پر بھی انکشاف تام پائیں گے، جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی تشبیہ  
ہوتی ہے قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ ہم بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا، زیادہ مطابق واقع ہے، اور ہم نے جو محمد  
رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کریگا یا متعدد باتوں  
میں دیکھئے، تو یوں نظر کیجئے، فرقان عزیز سے فرمایا وحملہ وفضالہ ثلثون شہراً ہم کہتے ہیں

لہ الصدق تارة ینسب الی القول و اخری الی القائل و الکلام ہینا فی المعنی الاول فلا ینہن ہذا عنک

لا اله الا الله الملك الحق المبين کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے زیادہ سچا ہے اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذ اللہ کچھ کمی ہے، تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقتاً للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق و صادق میں وہی مقصود و محتر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وقعت و قبول میں زائد ہے، مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے، یعنی ایک کلام کہ ولی منقول، اگر وہی بعینہ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون و طمانینت ہی اور پیدا کرے گا، کہ ولی سے ثبوت تک اس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بجز ایک ہے، دوسرے احتمال کذب سے بعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اس کے احتمال کذب سے زیادہ دور ہے اور حقیقتاً تعبیر اول اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی، اسی درجہ وقعت و مقبولیت پوری ہوگی، جب یہ امر مہم ہو لیا، تو آیہ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عز و جل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک و منزہ ہے، کوئی خیر اور کسی کی شر اس امر میں اس کے مساوی نہیں ہو سکتی، اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے، کچھ خوب خدا دل میں لائیں، اب جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہیں، تو وہ بالبداہتہ بروجہ عادت ائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت، غیر متحمل النقیض کو مفید ہوتی ہے، جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی، اگرچہ بنظر نفس ذات خبر و مخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا جمع علی الذنب قدرت الہیہ سے خارج نہیں، تلویح میں ہے المتواتر لوجب علم الیقین بمعنی ان العقل يحكم حكماً قطعياً بانهم لم يتواطؤا على الكذب وان ما اتفقوا عليه حق ثابت في نفس الامر غير محتمل للتقيص لا بمعنى سلب الامكان العقلي عن تواترهم على الكذب بل مخصصاً لمراد ان الامكان منافي قطعاً بالمعنى الاخص بھی نہیں ہوتا کہا حقیقہ فی الموائف و شرحہا و اشارت الیہ فی شرح الموائف و شرح العقائد و غیر ہما سے پیش نظر رکھ کر کلام باری عز و جل کی طرف سے تواتر کتب ماننے کے بعد مباحث مذکورہ دلیل دوم و فرق امور عادیہ و امارۃ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو، تو غایت درجہ اس قدر کہ کلام ربانی و خبر اہل تواتر کانٹے کی تول ہم پتہ ہوں گے جیسا احتمال کذب یعنی نافع

قطع و منافی جزم اس کلام پاک میں نہیں، اُس سے خبر تو اتر کا بھی و امن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو  
احتمال عقلی خبر تو اتر میں ناشی وہ بعینہ کلام الہی میں بھی، باقی پھر کلام الہی کا سب کلاموں سے اصدق  
ہونا اور کسی کی بات اُس سے صدقاً بھی ہمسری نہ کر سکتا کہ مفاد آیت کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا  
بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنت و قایۃ اللہ ہم دامت یعنی امتناع عقلی کذب الہی کہ اس تقریر  
پر کلام مولیٰ جل و علا میں کسی طرح احتمال کذب کا امکان نہیں بخلاف خبر تو اتر کہ احتمال امکانی رکھتی  
ہے، اور یہ بات قطعاً صرف اسی کے کلام پاک سے خاص محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال  
سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہو جائے، عصمت اگر بمعنی امتناع صدور و عدم قدرت ہی  
لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت، اب سجد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن  
درخشندہ صادق آیا کہ من اصدق من اللہ قیلاہ اور العزۃ لشد کیوں نہ صادق آئے کہ اشر من اصدق  
من اللہ حدیثاہ و لیکھویہ نشا تھا علما کے اُس ارشاد کا کہ زیر آیت کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اُس  
سے کیوں کر اصدق ہو سکے، کہ اُس پر تو کذب محال اوروں پر ممکن والحمد للہ رب العالمین دلیل  
بست و نہم۔ قال المولے سبحانہ و تعالیٰ قل ای شیء اکبر شہادۃ ط قل اللہ اے نبی تو کا فردوں  
سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کہ اللہ، اقول اللہ کے لئے حمد  
سنت کہ یہ آیت کریمہ آیت سابقہ سے بھی جلی و اظہر اور افادہ مراد میں اجلے و ازہر وہاں ظاہر نظم نفی  
اصدقیت غیر تھا اور اثبات اصدقیت کلام اللہ بحوالہ عرف یہاں صراحتہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عز  
وجل کی گواہی سب گواہیوں سے اکبر و اعظم و اعلیٰ ہے، اب اگر معاذ اللہ امکان کذب کو دخل دیجئے  
تو ہرگز شہادت الہی کو شہادت اہل تو اتر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اُس سے بھی  
مہیا اور جو احتمال اُس میں باقی اُس میں بھی پیدا، تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب  
مذہب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکان کذب سے براءت پر ایمان  
لائے، باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے فافہم داعلم واللہ اعلم۔ دلیل سیم۔ قال ربنا عز من  
قائل و تمت کلمت ربک صدقاً و عدلاً لا یبدل لکلنتہ ج و هو السميع العليم ہ اور پورا ہے  
تیرے رب کا کلام صدق و انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی باتوں کا اور وہی ہے سننے والا  
جاننے والا، علما فرماتے ہیں یعنی باری عزوجل کا کلام انتہا درجہ صدق و عدل ہے، جس کا مثل



ان امور میں متصور نہیں، بیضاوی میں ہے بلغت الغایة اخباراً واحكاماً و مواعیداً صدقاً فی الاخبار، و المواعید و عدلاً فی الاقضیة و الاحکام ارشاد العقل السليم میں ہے المعنى انما بلغت الغایة القاصیة صدقاً فی الاخبار، و المواعید و عدلاً فی الاقضیة و الاحکام لا احد یبدل شیئاً من ذلك بما هو اصدق و اعدل ولا بما هو مثله اقول و بالله التوفیق صدق قائل کے لئے درجات ہیں، درجہ اولیات و شہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی نہ ہمارا ایسا جھوٹ روانہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا مگر حایاً عیناً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سننے والا یقین لاسکے مثلاً آج زید نے منوں کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے، ایسا شخص کا ذب نہ گنا جائے گا یا آٹم و مردود الروایۃ نہ ہوگا، تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول و غیر نافع اگرچہ نفس کلام میں حکایت واقع مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع و لہذا حدیث میں ارشاد فرمایا انی وان داعبتکم فلا اقول الا حقاً خرجه احمد و الترمذی باسناد حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورجہ ۲۔ ان لغو و عبث جھوٹوں سے بھی بچے، مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح قصائد تشبیبین ع بانس سعاد فقلبی الیوم مقبول سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی، نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی، نہ یہ اس کے فراق میں محزون، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشحیذ خاطر و تشویق سامع و ترقیق قلب و تزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں، تاہم ازاںجا کہ حکایت بے محلی عنہ ہے، ارشاد فرمایا گیا وما علمنہ الشعر وما یبغی لہ ط نہ ہم نے اسے شعر سکھایا نہ وہ اس کی شان کے لائق صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

قال الامام حجة الاسلام محمد بن الغزالی قدس سره العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احياء العلوم کل کذب لا یخفی انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فلیس من الجملة المنکرۃ کقول الانسان مثلاً طلبتک الیوم مائة مرة واعدت علیک الکلام الف مرة وما یجری مجرایہ ما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلک لا یقدح فی العدالة ولا ترد الشہادۃ بہ ۱۲ منہ رضی اللہ

سلم۔ درجہ ۳۔ ان سے بھی تحرز کرے، مگر مواعظ و امثال میں ان امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں، جیسے کلید و منہ کی حکایتیں منطق الطیر کی روایتیں اگرچہ کلام قابل بظاہر حکایت واقعہ ہے مگر تغلیظ سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ و نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی الغد ام مصداق موجود و لهذا قرآن عظیم کو اساطیر الاولیاء کہنا کفر ہوا، جیسے آجکل کے بعض کفار لیام مدعیان اسلام نئی روشنی کے پرانے عنلام دعویٰ کرتے ہیں، کہ کلام عزیز میں آدم و حوا کے قصے شیطان و ملک کے افسانے سب تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ درجہ ۴۔ ہر قسم حکایت محکی عند کے تعدد سے اجتناب گلی کرے، اگرچہ برائے سہو و خطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو، یہ درجہ خلص اولیاء اللہ کا درجہ ہے۔ درجہ ۵۔ اللہ عز و جل سہواً و خطاً بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے، مگر امکان وقوعی باقی ہو، یہ مرتبہ اعظم صدیقین کا ہے کہ ان اللہ تعالیٰ یکسرہ فوق سمانہ ان یخطأ ابو بکر الصدیق فی الامرن سر و اذ الطہرانی فی المعجہ الکبیر و الحارث فی مسندہ و ابن شاہین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ درجہ ۶۔ مسصوم من اللہ و موثدا المعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے، مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو، یہ رتبہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین کا ہے۔ درجہ ۷۔ کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلیلہ و جلالت عظیمہ بالذات کذب و غلط کی نانی و منافی ہو، اور اس کی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوٹ کا گذر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے، جس سے مافوق متصور نہیں، اب اس آیت کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ تیرے رب کا صدق و عدل اعلیٰ درجہ منتهی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے صد و ظلم و خلاف عدل باجماع اہل سنت محال عقلی ہے یوہیں صدور کذب و خلاف صدق بھی عقلاً متمنع ہو، ورنہ صدق الہی غایت و نہایت تک نہ پہنچا ہوگا، کہ اس کے مافوق یک درجہ اور بھی پیدا ہوگا، یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے بھی خلاف فثبت المقصود و الحمد للہ العلی الودود۔ تنبیہ۔ اقول فرق ہے دلیل سعی کے مناط استحالہ و منظر استحالہ ہونے میں، اول کے یہ معنی کہ استحالہ صدق آیت پر موقوف ہے، یعنی ورود دلیل نے محال کر دیا، اگر سمع میں نہ آتا، عقلاً

ممكن تھا، یہ استحالہ شرعی ہوگا، اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدق آیت ماننا تسلیم استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا، یہ استحالہ عقلی ہوگا، فقیر نے ان تینوں دلیلِ آخرین میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدمات مسلمہ پر مبنی ہوگا، اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرتا کما لا یخفی خلاصہ یہ کہ آیاتِ اِن ہیں نہ لم ثبوت والحمد لله مالک الملکوت یہ بحمد اللہ تیس دلیلیں ہیں کہ عجلت حاضر کی گئیں، اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوئی، تو باری عزوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی ع درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست » واللہ الہادی الی الحق المبین والحمد لله رب العلمین ۛ

## تشریح سوم۔ روذیہ بیاناتِ امام و ہابسیہ میں

یا معشر المسلمین ان ہمارے عنایت فرما مخالفین ہدایہم اللہ تعالیٰ الی الحق المبین کا معاملہ سخت نازک مجملہ براہِ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا اور پیش خویش آسمان بریں پر اٹھا کر رکھ دیا اب اس کے خلاف کسی کی بات قبول ہوئی تو بڑی بات کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سننے سے پہلے ہی ٹھہرا لیا کہ ہرگز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم کہ

۱۔ تنبیہ ضروری۔ قطع نظر اس سے کہ ان کے امام کا رد ان کے رد کا امام ہے، بنظر نفس واقعہ فتنہ براہین بھی جس کے باعث یہ استفعا میرٹھ سے آیا اور حضرت مولانا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تشریح کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اس براہین قاطعہ و امر اللہ بہ ان یوصل کا یہ قول اسی امام الوہابیہ کی حمایت میں ہے، الوار ساطعہ نے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی جناب باری عزاسمہ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے، اور براہین قاطعہ نے اسی کے در حمایت و حمیت جاہلیت میں لکھا امکان کذب کا مسد تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا الی آخر جملات الفاحشتہ تو اولاً پاسبان امامت ثانیاً بشرم حمایت ہر طرح ملا گنگوہی صاحب پر (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بجلت نجدیت نجدت و نعمت مکابره پر آئیں) اس تشریح کا جواب دینا بھی (اگر نفعِ صور سے پہلے دے سکیں) نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقتضای غیرت نہیں کہ گھر بیٹھے حمایت امام کا بیڑا اٹھائے اور جب شیر شرزہ کا نعرہ جاگداز سینے امام کو چھوڑ کر حمایت سے موٹھ موٹھانی بڑی منک انی اخاف کی ٹھہرائے والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

بنائے نہ بنیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلارہا ہے، مگر پھر بھی اظہار حق کے بغیر چارہ کیا ہے۔

من آنچه شرط بلاغ ست باتوے گویم • توخواہ از سختم پند گیر وخواہ ملال  
 کاش خدا تہی توفیق دے، کہ اک ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پان رخصت ملے، قائل  
 امام طریق ہے، معترض خصم فریق، ان حیثیتوں کے لحاظ سے نظر بچکر چلے، پھر گوش ہوش کو اجازت  
 شنیدن ہو، پھر میزان خرد کو حکم سنجیدن، اب اگر قبول خصم قابل قبول ہو، تو اتباع حق سے کیوں نا حق  
 عدول ہو، ورنہ پھر وہی تم وہی تمہارے امام، جو بادہ آج بکام ہے کل بھی در جام، اس چند ساعت  
 میں کچھ نہ بنے بگڑے، نہ رنگ امامت جما ہوا اکھڑے، ہاں اے وہ سوراخو! جو سر کے دونوں طرف  
 گوہر سماعت کے کان بنے ہو، جن پر ہوا کی موجیں نیسان سخن سے باور ہو کر مہین مہین پھوہار سے  
 آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدرتی سپیوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سُتنے کے موتی بناتی ہیں  
 کیا تم میں کوئی القی السمع وهو شہیدہ کے قابل نہیں، ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو!  
 جو سینوں کے بائیں پہلوؤں میں ہلک بدن کے تخت نشین ہو، جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض  
 بیگی کاؤں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر  
 سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا  
 قائل نہیں، جان برادر! یقین جان تعصب باطل و اصرار عاقل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل  
 کیا بعید ہے، شب در میان فرو الو نسع او نعقل کا یوم عصیب آلا ان موعدهم الصبح طالیس  
 الصبح بقریب اس دن سب ارجحون اعل صلحا کا جواب کلا ہوگا، اور طعن بے امان الم تا تکم  
 نذیرہ کے بگڑو دز تیر ہیں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے، ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سو جھنے  
 کی راہ نکالو چلے دوئیے، یہ ہی دیکھتے ہو، کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو؟ جس نے نہ صرف  
 ایک مسئلہ کذب باری بلکہ خوارج روافض معتزلہ مرسییہ ظاہریہ کرامیہ وغیر ہم طوائف ضالہ کی  
 بدعات شنیدہ، اور ان کے علاوہ صد ہا ضلالات قبیحہ قطعہ کی خندقیں جھنکا پیش، اور تمہیں  
 ان قدر ٹھوکروں، ستم، لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں، اور  
 پھر گمان یہ کہ اس بیڑا راہ کا ہدایت آل مہیات مہیات کہاں ہدایت اور کہاں یہ چال ہے

اذا كان الغراب دليل قوم • سيهد يهدم طريق الها الكينا  
 لشد اپنی حالت پر رحم کرو، قبل اس کے کہ پھر معذرت سر بنا ہو لاء الذین اضلونا السبيلہ کام  
 نہ آئے، اور لا تختصموالذی کی غضب بھنچھا، اذ تبرأ الذی اتبعواہ کارنگ دکھائے  
 سر بنا افتح بیننا دین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین • فقیر اس تمہید حمید و تمہید رشید  
 کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال میں قدم دھرتا، اور قسطے قسطے تے نازک طبعوں، گراں سمعوں،  
 چین بچینوں، ناتواں بیوں سے کچھ عرض کرتا ہے ۔

کہتے تو ان سے کہتا ہوں احوال دل نگر • ڈر ہے کہ شان ناز پر شکوہ گراں نہ ہو

**ایہا القوم!** ان حضرت امام اول و ولایت مہدیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی ادب کا  
 مزہ مقدم تھا، بے باک رومی میں اہلے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ اہل چلتے جب آہلتے پھر کیا  
 کسی کے سنبھالے سنبھلتے، جدھر جانکے، مسجد ہو یا دیر، لگی رکھنے سے پورا بیر سے

کہ بت شکنی گاہ بسجد زنی آتش • از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ وارد

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے، دوسری میں ایمان، آج جو ولی ہے کفر پکا شیطان  
 ایک آنکھ سے راضی، دوسری سے خفا، ایک پر میں زہر، دوسری میں شفا، دو رکیوں جاتیے  
 ایک ہاتھ پر صراط، ایک پر تقویت رکھ لیجئے، ایک دوسری کا رد کر دے تو سہی، اب ایک بڑی  
 مصلحت سے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے اور پیش خویش  
 آہستہ آہستہ سب سلمان کر لئے، جسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ الباسرۃ الشارقة  
**على مارقة الشارقة** مجلد سوم فتاویٰ فقیر مستی بہ العطا یا النبویہ  
**فی الفتاویٰ الرضویہ** میں مفصل و مدلل بیان کیا، یہ سوچھی کہ وہ مطلب نہ  
 نکلے گا جب تک اللہ تعالیٰ کا وجوب صدق باطل نہ ہو، لہذا رسالہ یکہ وزی میں امکان کذب  
 کے قائل ہوئے، اور اس بیودہ دعویٰ کے ثبوت کو بہزار جان کنی دو ہذیان بین البطلان ظاہر  
 کیئے ۔

**ہذیان اول امام ہادیہ**

عہ اب بجد اللہ تعالیٰ وہ بارہویں جلد ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

اگر کذب الہی محال ہو، اور محال پر خدا کو قدرت نہیں، تو اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہوگا؛ حالانکہ اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ گئی، یہ محال ہے۔ تو واجب کہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو **ایہا المسلمون** حماکم اللہ شر المجنون لئلا ينظر انصاف اس اغوائے عوام و طفوائے تمام کو غور کرو، کہ اس بس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پڑیاں بندھی ہیں اوکلا دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں، خدا نہ بول سکے، تو قدرت انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو، حالانکہ اہل سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام اعمال و اقوال و اوصاف و احوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولے سبحانہ و تعالیٰ واللہ خلقکم و ما تعلمون ہ تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے افعال مولے عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ و تکوین کے پلک مار سکے، انسان کا صدق کذب، کفر، ایمان، طاعت، عصیان جو کچھ ہے، سب اسی قدیر مقتدر جل و علانیے پیدا کیا، اور اسی کی عمیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے و ما قشاءون الا ان یشاء اللہ سراب العلمین ہ تم نہ چاہو گے، مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ع اس کا چاہا ہو، ہمارا نہ ہوا ہے

ما مشئت کان و ما تشاء یکون \* لا ما یشاء الدھر و الا فلانک

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب

۱۔ علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال حضرت اس کے بقول میں اپنا جھٹ نفس ظاہر کرتے ہیں قولہ و هو محال لانه نقص و النقص علیہ تعالیٰ محال اقول اگر مراد از محال ممتنع لہذا ہے کہ تحت قدرت الہیہ اغل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال یعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع و العائے آن بر ملائکہ انبیا خارج از قدرت الہیہ نیست و الا لازم آید کہ قدرت انسانی از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع و القای آن بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور آری منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است و لہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ نے شمارند الخ بقیہ عبارت سر اپا شرات زیر ہدیاں دوم آئے گی ۱۲ منہ من رحمہ اللہ تعالیٰ

ص امام و بابیر کا معتزلی ہیں کہ افعال انسان کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے نہیں مانتا۔

نامہ مذہب اور قرآن عظیم کا مردود و کذب ثانیاً۔ اقول۔ اس دی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنے جھوٹ بولنے پر قدرت ہے، یا معاذ اللہ الشد عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت بڑھنا تو جب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بولوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہوا، تو انسان کو اس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الہی سے اس کی قدرت زائد ہو گئی و لکن من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور ثالثاً حضرت کو اسی یگر روزی میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے، اور بے شک باری عزوجل میں عیب و نقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اسکی خدائی سے منکر ہو جانا ہے، حضرات بتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب رومی المشرّب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال کیسے پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عجزاً یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے۔ کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا + تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

۱۰ فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ۔ ایہا المسلمون پر ظاہر قدرت بڑھنے کے یہ معنی کہ ایک شے پر سے قدرت ہے اسے نہیں دیکھ کر اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اس کی قدرت سے خارج جو ہر گناہ کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا یہاں بھی دو چیزیں ہیں ایک کذب انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقتاً، دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی، ہوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت و غبادت کہ تمغائے عامہ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور بعینہ ہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدر انسان تھی مقدمہ رحمن نہ ہوتی، ختم الہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنی اعلانہ جانا ایک جگہ اپنے سے مراد انسان ہے، دوسری جگہ ذات رحمن جل و علا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوتی کذلک یطعم اللہ علی کل قلب متکبر حیار ۱۲ منہ یہی اللہ عنہ

لقد جئتم شيئاً اداہ تکاد السموت يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هداه  
 ان جوز والرحمن ولدا: وما ينبغي للرحمن ان يتخذ ولداہ سیدی علامہ عبد الفتنی نابلسی قدس  
 سرہ القدسی مطالب و فیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں فانظر اختلال هذا المبتدع  
 كيف غفل عما يلزم على هذه المقالة الشنيعة من اللوازم التي لا تدخل تحت وهم و  
 كيف فاته ان العجز انما يكون لو كان المقصود جاء من ناحية القدسرة اما اذا كان لعدم  
 قبول المستحيل تعلق القدسرة فلا يتوهم عاقل ان هذا عجز يعني اس بدعتی کی بدحواسی و کھنا  
 کیونکہ غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور کیونکہ  
 اس کے وہم سے گیا کہ عجز تو جب ہو کہ تصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود  
 ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزریگا اسی میں فرمایا :-  
 وبالجملة فذلك التقدير الفاسد يؤدي الى تخليط عظيم لا يبقى معه شيء من الايمان ولا  
 من المحقولات اصلا يعني یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی و  
 برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام رہے نہ اصلا احکام عقل کا نشان + اسی میں فرمایا  
 وقع ههنا لابن حزم هذان بين البطلان ليس له قدوة ورئيس الاشيخ الضلالة  
 ابليس یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ ہبکی ہبکی بات کھلی باطل واقع ہوئی جس میں اس  
 کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سردار مگر اسی ابليس + کنز الفوائد میں ہے القدسرة والارادة صفتان  
 مؤثرتان والمستحيل لا يمكن ان يتأثر بهما اذا يلزم حآن يجوز تعلقهما باعدام  
 انفسهما و اعدام الذات العالیه و اثبات الالهية لما لا يقبلها من المحوادث و  
 سلبها عن مستحقها جل و علا فای تصور و فساد و نقص اعظم من هذا و هذا التقدير  
 يؤدي الى تخليط عظيم و تخريب جسيم لا يبقى معه عقل ولا نقل ولا ايمان ولا كفر و  
 لعامة بعض الاشقياء من المبتدعة عن هذا صراح بنقيضه فانظر علماء هذا المبتدع  
 كيف عمى عما يلزم على هذا القول الشنيع من اللوازم التي لا يتطرق اليها الوهم يعني قدرت  
 و ارادہ دونوں صفتیں مؤثرہ ہیں، اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں، ورنہ لازم آئے کہ قدرت  
 و ارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالیٰ کے عدم اور مخلوق کو خدا کر دینے اور خالق سے جدا



چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے، اس سے بڑھ کر کونسا تصور و فساد و نقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل، نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بد مذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا، تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے، اب اس بدعتی کا اندھا پن دیکھو، کیونکر اُسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بڑے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں، مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعین جو علما نے اُس بد مذہب ابن حزم پر کیں، اس بد مشرب عدیم الحزم سے کتنی بیچ رہیں کذالک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم ط واللہ لایہدی کید الخائنین ہ رابعاً اقول العزۃ لہ، اگر دہلوی تلاکی یہ دلیل سچی ہو، تو وہ خدا، دس خدا، ہزار خدا، بے شمار خدا ممکن ہو جائیں، وجہ سنیٹے، جب یہ قرار پایا، کہ آدمی جو کچھ کر سکے، خدا بھی اپنی ذات پاک کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اُس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرت انسانی میں ہے، تو واجب کہ ملاجی کا مہوم خدا بھی یہ باتیں کر سکے، ورنہ آدمی کی قدرت جو اس سے بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہو چکا، تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام نحاذ ولد کو محال جانتے تھے، امام و ہابیہ نے قطعاً جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے، اور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کونسی ذلت و خواری باقی رہی ہے، جس کے باعث انہیں اتنے جھجکنا ہوگا، بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے، کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں، جب دنیا بھر میں بزعم ملاجی سب کے لئے اُس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، تو نیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائے گا، آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے، کہ نطفہ استقرار نہ لے، اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد خلل آسب مانع اولاد توجبت خدائی ہے، کیا ان موانع کا ازالہ نہ کر سکے گا بہر حال جب امور

یعنی اہل حق کے نزدیک ان کاموں اور تمام کائنات کا وقوع اُس سچے خدا کی قدرت سے ہے جو کذب و فحش و زنا و ولد و ہر عیب منقصت سے پاک ہے اس خدا سے مہوم کی قدرت سے ہونا بزعم ملاجی ہے ۱۲ اس رحمہ اللہ یعنی جب وہ امور ممکنہ واقع ہوئے ہر فرض کیجئے کہ خدا سے مہوم کی زن کتوم کے عنونہ مہوم کی رسائی ہولی پھر اگر فساد مزاج منی یا رحم یا فعل آسب مانع آئے لیا اپنی یا نہ جسکی اصلاح نہ کر سکے گا یا وہلی کے حکیموں سے علاج کرایئے یا قول البھیل کا گنڈانہ لے گا یا کہ گنگوہی پیر کا منتر نہ چلیگا بہر حال بن ہوئے ہرگز نہ لے گا دلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ اس رحمہ اللہ

سابقہ ممکن ٹھہرے، تو بچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا، قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العبدین ہ تو فرما کہ رحمن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوں +  
تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا، اگرچہ منافی غیرت ہو کر اتنا مع بال غیر ٹھہرے، اور جب ایک ممکن تو کوڑوں  
ممكن کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خاصاً ملائے وہی کا  
خدا نے مومن کہاں کہاں آدمی کی حرص کریگا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے اور  
پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے، کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرے، سننا نہ چاہے کانوں  
میں انگلیاں دے لے، آدمی قادر ہے، کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلانے، خاک  
پر لیٹے، کانٹوں پر لیٹے، رافضی ہو جائے، وہابی بن جائے، مگر ملائے بلوم کا مولائے مومن یہ سب  
باتیں اپنے لئے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا، اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،  
اقول عرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، نہ کر سکا، تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا، اور  
عاجز خدا نہیں کر سکا تو ناقص ہوا، ناقص خدا نہیں، محتاج ہوا، محتاج خدا نہیں، بلوث ہوا، بلوث  
خدا نہیں، تو شمس و امس کی طرح اظہر و ازہر کہ دہلوی بہادریہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر ما  
قد ساء اللہ حق قدرۃ - والعیاذ باللہ من اضلال الشیطین مگر سبحن ربنا ہمارا سچا خدا

لہ حملہ السدی علی الظاہر وعلیہ عول فی تکلمۃ المفاتیح والبیضاوی والمداریک وارشاد العقل و  
غیرہا ولا شک اند صحیح صاف لاغبار علیہ نای حاجت الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ نہ لکھا خوب جب  
امکان ٹھہرا تو کیا ایک ہی بچہ ہو کر رہ جائیگا خدا مقدر کی زوجہ دربار ایک مرغی سے بھی گئی گذری جو مینے میں بیس بیس انڈے  
دیتی ہے یہ دن میں لاکھ لاکھ انڈے دیگی اور خداؤں کی پودھ بڑھ کر بندوں کے بسنے کو جگہ نہ رکھے گی ۱۲ اس رحمہ اللہ +  
۳ ایک رافضی قادر ہے کہ کسی نجدیہ سے تین دن کے لئے ستائیس بوسوں اور نو بیلہ جماع پر متنعہ کرے، ایک وہابی قادر ہے  
کہ اپنی پناہ کو کشن دہلی سے چٹھی لے جب حج کو جاتے اہل حرمین سے ڈرے ایک نجدی قادر ہے کہ گٹھل چاقو سے اپنی ناک  
اڑائے یا کلا گھونٹ کر اپنا دم نکالے، ایک آنبہٹی قادر ہے کہ کسی گنگوہی یا جنگلی کو ہی معلم سے سبق بیٹھے یا دیوبندی مدرسہ  
میں امتحان دے کر دستار فضیلت سر پر لیٹے، مگر دہلوی بلوم کا خدائی مومن ان سب باتوں پر قادر ہوگا ولا حول ولا  
لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ اس رحمہ اللہ تعالیٰ

سب عیبوں سے پاک اور قدرت علیٰ المجال کی تمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان اعراض دوات صفات اعمال اقوال خیر شر صدق کذب حق قبیح سب اسی کی قدرت کاملہ و ارادہ ازلیہ سے ہوتے ہیں، نہ کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر، نہ کسی کی قدرت اس کی قدرت کے ہمسر، نہ اپنے لئے کسی عیب و منقصت پر قادر ہونا، اس کی شان قدوسی کے لائق اور درخور تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً و سبحن اللہ بکسرة و اصیلاً : والحمد لله حمداً کثیراً ثم اقول ذہن فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیان مذکور پر اور ابحاث دقیقہ کلامیہ ہیں، جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابل فہم و قائل درکار نہ وہ حضرت جن میں اجلہ و اکابر کا مبلغ علم سیدھی سیدھی نفس عبارت مشکوٰۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت و سند کی داد و دستد تاہ اذلہ و اصاعرچہ رسد امر فان نکلم الناس علی قدر عقولہ ، واللہ الہادی و ولی الایادی \*

## ہذیان دوم مولائے نجدیہ

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و اور اجل شانہ بآن مدح مے کنند بجلات اخریں و جہاد کہ ایشان را کے بعدم کذب مدح نمی کنند و پر ظاہرست کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب مے دارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضی حکمت بتنزیہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید بہاں شخص مدوح مے گردد بسلب عیب کذب و اتصاف بکمال صدق بجلات کسے کہ لسان او ماؤت شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع نمی تواند کرد یا شخصیکہ ہر گاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از و سواد میگرد و ہر گاہ کہ ارادہ تکلم بکلام کاذب مے نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤت می شود ، یا کسے دیگر وہن اور ابندی نماید یا حلقوم او رخنہ می کند یا کسے کہ چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلاً بر ترکیب قضایاے دیگر قدرت نمی دارد و نباء علیہ کلام کاذب از و صادر نمی گردد این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح مے نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب تنزیہاً عن التاؤت بہ از صفات مدح ست و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب بیچ گونہ از صفات مدح نیست یا مدح آن بسیار آردن ست از مدح اول انہی بلفظہ الرکیک المختل اس تلمیح باطل و تطویل لا طائل

کایہ حاصل ہے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات و صفات مدائح سے ہے اور صفت کمال  
 و قابل مدح یہی ہے کہ تکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے کو کذب سے باز  
 رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا  
 تو لازم کہ کذب الہی مقدور و ممکن ہو اقول وباللہ التوفیق اس ہذیان شدید الطغیان کے  
 شائع و مفاسد حد شمار سے زائد نگران تو سنیوں پر لگا میوں پر جو تازیانے بنگاہ ادلین دمن فقیر  
 میں حاضر ہوئے پیش کش کرتا ہوں وباللہ العصمة فی کل حرف و کلمة تازیانہ (۱) اقول العزۃ  
 للہ والعظمة للہ واللہ الذی لا الہ الاہو۔ کبرت کلمة تخرج من افواہہم ان یقولون الا  
 کذبا ہ شدید ظلم شدید و ضلال بعید تماشا کردنی کہ جا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب و لوٹ کہتا  
 جاتا ہے، پھر اسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا، اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے  
 کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے لہذا ترفعاً عن عیب الکذب و تنزیلاً عن التلوٹ بہ  
 یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب و لوٹ سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف  
 صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار و لوٹ ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی و لوٹ بن جائے  
 مگر یہ امر حکمت و مصلحت کے خلاف ہے، اس لئے تصدیق پر مینز کرتا ہے تعالیٰ اللہ عما یقولون  
 علواً کبیراً ہ اور خود سرے سے اصل بنائے خود سری دیکھیے، ملائے مقبول کایہ اطالئے مقدوح  
 اس کلام آئمہ کے رد میں ہے، کہ کذب نقص ہے، اور نقص باری تعالیٰ پر محال، اس کے جواب  
 میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا نہیں تسلیم نہیں، بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے  
 ممکن ہے، تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا میں آنا  
 ممکن و اہ بہادر کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ و تقدیس کی جڑ کاٹ گیا عاجز، جاہل حق  
 کابل، اندھا، بہرا، مہکلا، گونگا سب کچھ ہوتا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا،  
 بیمار پڑنا، بیچہ جننا، اونگھنا، سونا، بلکہ مرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا، غرض اصول  
 اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہی دلیل تھی، کہ موئے عزوجل پر نقص و  
 عیب محال بالذات ہیں، دفعتاً سب باطل و بے دلیل ہو کر رہ گئے، فقیر تنزیہ دوم میں زیر  
 دلیل اول ذکر کر آیا، کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا، جس پر ہزار ہا مسئلہ ذات و صفات

ف امام و بابہ نے صاف لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ میں ہر عیب و نقص ان اکنا ہے۔

ف امام و بابہ نے اللہ تعالیٰ کو عیبوں سے پاک جاننے اور کے  
 صفات اولی و اہم کا و ضروری ماننے کی بڑھ کاٹ دی۔

باری عزوجل متفرع و مبنی اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے، وہیں شرح مواتع سے گذرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں، مگر افعال الہی سے استدلال یا یہ کہ اس پر عیوب و نقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کر دیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کیں، اور ان میں یہ حکمتیں و ولایت رکھیں، تو لاہم ان کا خالق بالبدایتہ علیم و قدیر و حکیم و مرید ہے۔ اقول اولاً یہ استدلال صرف انہیں صفات و کمال میں جاری، جن سے خلق و تکوین کو علاقہ داری، باقی ہزار ہا مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی؛ مثلاً مصنوعات کا ایسا بدیع و رفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا، کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف یا نوم و اکل و شرب سے بھی منزہ ہے ثانیاً جن صفات پر دلالت افعال، وہاں بھی صرف ان کے حصول پر دال، نہ یہ کہ انکا حدوث ممنوع یا زوال محال، مثلاً اس نظم حکیم و عظیم بنانے کے لئے بے شک علم و قدرت و ارادہ و حکمت درکار، مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمیہ کی طرف چلے اقول اولاً بعض صفات سمع پر متقدم، تو ان کا سمع سے اثبات دور کو مستلزم ثانیاً سمع بھی صرف گنتی کے سلوب و ایجابات میں وارد، ان سے سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے، مثلاً نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں، کہ باری عزوجل اعراض و امراض و بول و براز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔ ثالثاً نصوص بھی فقہاء وقوع و عدم پر دلیل دیں گے، وجوب و استحالة و ازلیت و ابدیت کا پتہ کہاں سے چلے گا؟ مثلاً بکل شیء علیم۔ علیٰ کل شیء قدیر۔ سے یہ بے شک ثابت کہ اس کے لئے علم و قدرت ثابت یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں، اور ابد تک رہیں گے، اور ان کا زوال اس سے محال، یوں ہی و ہو یطعم و لا یطعم و لا تاخذ و لا تسنة و لا نوم کا اتنا حاصل کہ کھاتا، پیتا، سوتا، اڑکھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس پر ممتنع ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعویٰ کی ازلیت و ابدیت و وجوب و امتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اترنے والا، ہزاران ہزار مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا، مخالف ذمی ہوش، غیر مجنون و مدہوش کے موند میں دفعتاً بھاری پتھر دینے والا نہ تھا، مگر وہی یقینی عقلی بدیہی، اجماعی، ایسانی

مسئلہ کہ باری تعالیٰ پر عیب و منقصب محال بالذات، جب یہی ہاتھ سے گیا، سب کچھ جاتا رہا اب نہ دین ہے نہ نقل، نہ ایمان نہ عقل انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کذا لک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر مفتون ہاں وہاں یہ نجدیہ کو دعوت عام ہے اپنے مولائے مسلم و امام مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو، کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے یا نہیں؟ حاشا لشد اتنناع تو اتنناع عدم وقوع کے بھی لائے پڑیں گے، آخر قرآن و حدیث میں تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعال الہی اس نغی پر دلیل، اگر اجماع مسلمین کی طرف رجوع لائیں اور بے شک اجماع ہے، مگر جان برادر! یہ بے شک ہم نے یوں ہی کہا کہ یہ عیب میں اور عیب سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روانہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرے تو اب ثبوت اجماع کا کیا ذریعہ رہا، نقل و روایت سے ثابت کرو گے حاشا نقل اجماع درکنار سلفاً و خلفاً کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کیئے بول و براز کا وقوع ایسے آلات جسمانیہ پر موقوف جن سے جناب باری منزہ تو اوکلا ان آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہونے کے استحالہ پر سوا اس وجوب تنزیہ کے کیا دلیل، جسے تمہارا امام و مولے رو بیٹھا، ثانیاً توقف ممنوع آخر بے آلات زبان و مردک و پردہ گوش کلام و بصر و سمع ثابت، یونہی بے آلات بول و براز سے کون مانع اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے، کہ تمہارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہو کر قیامت تک ان سے مفر نہ ملے گی کذا لک ۱۰ لیحق اللہ الحق ویبطل الباطل ولو کراہ المجہودون مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار و امام مدعی اسلام نے کیا پس بویا، اور کیا کچھ کھویا، اور لاکھوں عقائد اسلام کو کیسا ڈبویا، ہزاروں کفر شنیع و ضلال قطع کا دروازہ کیسا کھولا، کہ اس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا، پھر دعوائے یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں، باقی سب مشرک، سبحان اللہ یہ ٹونڈ اور یہ دعوائے، اد ناقص و عیبی و تلوث خدا کے پوجنے والے کس ٹونڈ سے اس اپنے تراشیدہ باطل موبوم کو حضرت حق سبحانہ کہتا ہے، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ کے قابل، جس میں دنیا بھر کے عیبوں، آلائشوں کا امکان حاصل، العزۃ لشد میں اپنے رب ملک سبحوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف ہزار زبان و صد ہزار جان براءت کرتا ہوں تیرے اس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے مسلمانو تمہارے رب کے

عزت و جلال کی قسم، کہ تمہارا سچا معبود جل و علا وہ پاک و منترہ و سبح و قدوس ہے جس کے لئے تمام صفات کمالیہ ازلاً، ابداً واجب للذات اور اصلاً کسی عیب و لوٹ سے ملوث ہونا جزاً قطعاً محال بالذات، اس کی پاک قدرت اس ناپاک شناخت سے بری و منترہ، کہ معاذ اللہ اپنے عیبی و ناقص بنانے پر حاصل ہو نعم المولیٰ و نعم النصیرہ یہ ملائے ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب و فواحش پر قدرت تو رکھتا ہے، مگر لوگوں کے شرم و لحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر و غضب سے ڈر کر باز رہتا ہے ضعف الطالب و المطلوب لبئس المولیٰ و لبئس العشیروہ اوسفیہ ملوم کذب ظلوم الوہیت و منقصت باہم اعلیٰ درجہ تنافی پر ہیں، آلہ وہی ہے جس کے لئے جمیع صفات کمال واجب لذاتہ ہوں، تو کسی عیب سے انصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جانتا ہے۔ پھر خدا خدا کب رہا و لکن الظالمین بایت اللہ یجدونہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری کے لئے امکان ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، میں گمان نہیں کرتا، کہ اس بے باک کی طرح (مسلمانوں کی توحید امان کرے) کسی سمجھ والے کافر نے بھی بے دھڑک تصریح کر دی ہو، کہ عیب و لوٹ خدا میں تو آسکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے دور رہتا ہے صدق اللہ و من اصدق من اللہ قیلاہ فانہا لا تعمی الا بصاد و لکن تعمی القلوب التی فی الصدورہ بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں و لیکن وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں و العیاذ بالمولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ثم اقول طرہ تا شاہے خدا کی شان معلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا ادب باب طائفہ یوں بے وقت کی چھپر کرنا حق بلکان کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیبہ

۱۷ یہ عبارت براہین کے اسی صفحہ ۳۱ کی ہے جس کا خلاصہ صدرا ستفتا میں گزرا یہاں ملا گنگوہی صاحب جناب مؤلف یعنی مکرم مولوی عبد السمیع صاحب مؤلف انوار ساطعہ پر یوں مؤلف آتے ہیں، کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پرستے قادر نہیں جانتے ہو اور ہم تو اس کے لئے بھوٹ و غیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہوا۔ اگرچہ خدائی گئی۔ ہزار تفت اس بھونڈی سمجھ پر، رہا اس مغالطہ عجز کا دندان شکن حل وہ اس رسالہ مبارک میں جا بجا گزرا۔ سخن اللہ محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جانتا الہی کیسے نامشخص کی تشخیص ہے، واللہ العالیٰ ۱۲ ص رحمہ اللہ

ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایان دین کا ہے، مؤلف اس پر افسوس نہیں کرتا، حضرت ذرا گھر کی خبر لیجئے وہاں مولائی طائفہ عجز و جہل و ظلم و سخل و سفہ و ہزل و غیرہا دنیا بھر کے سب یوب و نقائص کے امکان کا ٹھیکہ لے چکے ہیں، پھر بفرض غلط اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا، تو تمہارے امام کے ایمان پر کیا بے جا کیا، ایک امر کہ خدا کے لیے اس کے کروڑوں جہ بدتر ممکن تھا، اس نے اس خرمن سے ایک خوشہ تسلیم کر لیا، پھر کیا قہر کیا، مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث الالشی ہو سکنے پر ایمان لایا، نہ یہ کہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تو تمہارے اعظم پیشوایان دین کی مت ہے معاذ اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بے چارے کی کیا بڑی گت ہے ثم اقول اس سے بڑھ کر مظلمہ عائف تناقص صریح امام الطائفہ اسی موٹھ سے خدا کے لئے عیب و ملوث ممکن مانتا ہے، اسی موٹھ سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے، تو قدرت جو گھٹ جائے گی جی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئیگی آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے اینہم بر علم پس ہے یہ کہ رب کریم رؤف رحیم عز مجدہ اپنے اضلال سے اپنی پناہ میں رکھے امین امین بجاہ سید الہادین محمد بن الصادق الحق المبین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین تازیانہ ۲۔ اقول وباللہ التوفیق۔

ایہا المسلمون حاشا یہ نہ جانتا کہ باری عزوجل کا عیوب و نقائص سے ملوث ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے دور مانتا ہے، اے مسلمان کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات و منافی جملہ ملوثات ہو، اور قطعاً جو ایسا ہوگا، اس پر عیب و نقصان محال ذاتی ہوگا، کہ ذات سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یا ذات و منافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الاتناع اور بے شک ہم اہل سنت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بے شک وہ سچے کمال والا ایسا ہی ہے اس شخص نے کہ اس عزیز جلیل پر عیب و نقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اس کا مقتضائے ذات نہ جانا، تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقتہً ناقص و فاقد مرتبہ عالی ہوا، آج وجہ معلوم

لہ وانظر ما سئل علیک ان السقیہ قائل بالامکان الوتوعی بل بالوقوع لا بمجر دالامکان الذاتی ۱۱

منہ رضی اللہ عنہ ۱۰ ولا تنس ما اشرناک الیہ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ



ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موعدا اور اہل سنت کو مشرک کیوں کہتا ہے؟ اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے، کہ لفظ وجوب جو مشترک ہو جائیگا اگرچہ وجوب بالذات و وجوب للذات کا فرق اس طفل مکتب پر بھی مخفی نہیں، جو اربعہ زوجیت کی حالت جانتا ہے، ولذا اس فرقہ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالات الہیہ کو مقتضائے ذات نہ ٹھہرایا تو جیسے معتزلہ نے تعدد قدمائے سچے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یونہی اس طائفہ جدید نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحد تراشا فی ذلک اقول ۷

خسر الذین بالاعتزال وبالٹوہب جاؤا  
ذا اهل توحید و ذلک موحد غواء  
نعم القلوب تشابہت: فتناسب الاسماء

تشبیہ نبیہ ہول، سفیہ کو جبکہ اس کے استاذ قدیم ابلیس رحیم علیہ اللعن نے یہ نقصان و تلوث باری عزوجل کا مہلک سکھایا، تو دوسری کتاب اقصاح الباطل مسمی بہ ایضاح الحق میں ترقی ضلال و شدت نکال کا راستہ دکھایا یعنی اس میں نہایت دیدہ دہنی مسائل تنزیہ و تقدیس باری تعالیٰ عزوجل کو جن پر تمام اہل سنت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقہ بتایا۔ جری بے باک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے: "تنزیہ او تعلق از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات و قول بصدور عالم بر سبیل ایجاب و اثبات قدم عالم و امثال آل ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد اھ بلخصاً، و بیکھو کیسا بے دھڑک لکھ دیا، کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں تقدیسیں کہ اُسے زمانہ و مکان و جہت سے پاک جانتا اور اس کا دیدار بلا کیف حق ماننا سب بدعت حقیقیہ میں، سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہر عیب و آلائش کو ممکن ماننا سنت ملعونہ امام نجدیہ ہے، تو اس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ و تقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت و ہابییہ ہوگی، وہی حساب ہے ع کہ تو ہم در میان ما تلخی + مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے ماسمعنا بھذا فی الملة الاحرة ۷ ان هذا الاختلاق ۷ خیر بیاں تک تو زنی بدعت ہی

ف و یکھنا امام و ہابییہ ایانی اجماعی عقیدوں کو کیونکر گمراہ بتاتا ہے۔

بدعت تھی آگے شراب ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نشے کی ترنگ کیفیت کی اُمنگ دون  
 پر آ کر کفر تک بڑھی، کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزہ اور ویدار الہی کہے بہت و مقابلہ ماننے کو مخلوق  
 کے قدیم جاننے اور خالق تعالیٰ کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا، اور اسے ان ناپاک مسئلوں کے  
 ساتھ کہ باجماع مسلمین کفر محض میں، ایک حکم میں شریک کیا، اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ  
 وسیعلم الذین ظلموا انی منقلب ینقلبون: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم:  
 اچھے امام اور اچھے ماموم مع مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم۔ تا زیانہ ۳۔ اقول وباللہ التوفیق  
 سفیہ سحیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھیے، خود ماننا جانتا ہے، کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات  
 کمالیہ سے ہے حیث قال "صفت کمال ہیں ست ان پھر اسے امر اختیاری جانتا ہے، کہ باری  
 تعالیٰ نے باوجود قدرت عدم بر عایت مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب  
 میں اللہ عزوجل کے کمالات اس کے یا کسی کے قدرت و اختیار سے نہیں، بلکہ اقتضائے نفس  
 ذات بے توسط قدرت و ارادہ و اختیار اس کی ذات پاک کے لئے واجب و لازم ہیں نہ کہ معاذ  
 اللہ اس کی صنعت یا ان کا عدم اس کے زیر قدرت تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے مالا  
 مال، وہ احادیث و آثار تمہارے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الہی کو با اختیار الہی  
 ملنے والا کافر ٹھہرا ہے، اور عجب نہیں کہ بعض ان میں سے میں بھی ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت  
 ہے کہ اس بے باک بدعتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کہتا ہوں کہ صفات کمالیہ الہی کا اختیار  
 اور ان کے عدم کا زیر قدرت باری نہ ہونا آئمہ اہل سنت کا مسئلہ اجماعی ہے، تو اس نے جیسے  
 اوپر مسائل اجماعیہ تشریح و تقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھ دیا، یہاں کہتے کون اس کی زبان پکڑتا ہے  
 کہ آئمہ اہل سنت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں، کہ صفت کمال کا اختیار  
 اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب و منقصت ہے، کہ جب کمال اختیار ہو، کہ  
 چاہے حاصل کیا یا نہ کیا، تو عیب و نقصان بھی روا ٹھہرا، اور مولے سبحانہ و تعالیٰ کا موصوف  
 بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا، تو یہ اس بد مشرب کا عین مذہب ہے، وہ صاف لکھ چکا،  
 کہ باری عزوجل میں عیب و آلائش کا آنا ممکن، مگر ہاں ان پیروں سے اتنا کہوں گا کہ آنکھ کھول

فہ امام و مہدیہ کا کراچی پین

فہ امام و مہدیہ کا کراچی پین

کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کترامی کو امام جانتے ہو، جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت و جماعت کو رد کرتا  
 جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سنی ہیں تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کمالیہ باری جل و علا کا اختیاری ہونا  
 کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم الہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تقویۃ  
 الایمان مسٹے بہ تقویۃ الایمان ع برعکس نہند نام زندگی کا نور، میں صاف لکھ دیا "غیب کا دریافت  
 کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے" حاشی اللہ، اللہ  
 عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا، کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو علم حاصل کر  
 لے، چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر! اہل سنت کے مذہب میں ازلا  
 ابداً ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے نہ کہ وہ کسی کے ارادہ و اختیار سے، نہ اس کا حاصل  
 ہونا یا ناکل ہو جانا کسی کے قابو و اقتدار میں، پیرو صاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بد مذہبیاں گنتے جاؤ،  
 اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہل سنت کے امام اعظم ہمام اقدم امام الائمہ سراج الائمہ امام ابو حنیفہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو، فقہ اکبر میں فرماتے ہیں صفاتہ تعالیٰ  
 فی الائنہل غیر محدثہ ولا مخلوقۃ فمن قال انها مخلوقۃ اد محدثہ اود قف فیہا اوشک  
 فیہا نہو کافر باللہ تعالیٰ صفات الہی اذلی ہیں، نہ حادث، نہ کسی کے مخلوق، تو جو انہیں مخلوق  
 یا حادث بتلئے یا ان میں تعدد کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کا منکر۔ اقول  
 وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو ان کا حادث و قابل فنا ہونا ذات کے حادث  
 و قابلیت فنا کو مستلزم اد یہ عین انکار ذات ہے والعیاذ باللہ سب العلمین تا زیانہ ۴۔  
 اقول وباللہ التوفیق جب صدق الہی اختیاری ہوا، اور قرآن عظیم قطعاً اس کا کلام صادق  
 تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور سنت  
 لازم، قرآن اور لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا بدایتہ باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ  
 ذات و مقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث و مخلوق، تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے  
 وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن

لہ الشیرازی فی الالقب والمخطیب ومن طریقۃ ابن الجوزی بوجہ اخر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ  
 لہ ابونصر السمری فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

عباس بن جابر بن عبد اللہ والبودرداء وحذیفہ بن الیمان و عمران بن حصین و رافع بن خدیج و ابو  
 حکیم شامی والنس بن مالک و ابو ہریرہ، و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حدیثوں  
 سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مخلوق کہنے والے کو کافر  
 بتایا، مگر ازاں جا کہ آئمہ محدثین کو ان احادیث میں کلام شدید ہے، لہذا آثار و اقوال صحابہ کرام و  
 تابعین عظام و آئمہ اعلام علیہم رضوان المنعم استماع کیجئے (اسر شاد اتا ۱۰) امام لائکالی کتب  
 السنۃ میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں انبأنا الشیخ ابو حامد بن ابی طاہر الفقیہ  
 انبأنا عمر بن احمد المواعظ حد ثنا محمد بن ہرون الحضرمی حد ثنا القاسم بن  
 العباس الشیبانی حد ثنا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن دینار قال ادسرت تسعة  
 من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقولون من قال القرآن مخلوق فهو  
 کافر یعنی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ  
 کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے کافر ہے (۱۱) بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام  
 جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن آباء الکرام سے راوی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی  
 نسبت فرماتے انہ یقتل ولا یستتاب قتل کیا جائے اور اس سے توبہ نہ لیں (۱۲) اسی میں امام  
 علی بن مدینی سے منقول انہ کافر (۱۳) اسی میں امام مالک سے مروی کافر فاقولہ کافر ہے  
 اسے قتل کرو (۱۴) جزء الفیل میں یحییٰ بن ابی طالب سے روایت من زعم ان القرآن مخلوق

۱۱ اخرج عنه الخطیب ۱۲ منہ ۱۳ الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منہ ۱۴ الشیرازی فی الالقب الدیلمی  
 فی مسند الفردوس بوجه آخر ۱۲ منہ ۱۳ الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ  
 ۱۴ کالذی قبلہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ شہ مروی عنہ الخطیب ۱۲ منہ ۱۳ الدیلمی وهو عند الخطیب بوجہ  
 آخر ۱۲ منہ ۱۳ ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ ۱۳ البیہقی فی الاسماء والصفات اسانیدہ مظلمہ لا  
 ینبئ ان یجتہ بشئ منها ولا ان یشہد بہا ابن الجوزی موضوع الذہبی فی المیزان والحافظ  
 فی اللسان والسجادی فی المقاصد باطل القاری فی المنہج الاصلہ السیوطی فی اللالی ما رأیت  
 لهذا الحدیث من خطیب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فہو کافر جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے ذکر ہذا الاسماع الامام السخاوی فی المقاصد  
 المحسنة (۱۵) امام احمد کتاب السنہ میں فرماتے ہیں من قال القرآن مخلوق فهو عندنا کافر  
 لان القرآن من صفة الله قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی  
 صفتوں سے ہے (۱۶) امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں من قال القرآن مخلوق فهو  
 زندیق جو کہے قرآن مخلوق ہے وہ بے دین ہے (۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں القرآن  
 کلام الله من قال مخلوق فهو کافر قرآن کلام الہی ہے جو اسے مخلوق کہے کافر ہے (۱۸)  
 عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ماننے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں فرمایا  
 کذبوا لیس هو کلام بموحدین هو کلام زنادقة من زعم ان القرآن مخلوق فقد زعم ان  
 الله مخلوق ومن زعم ان الله مخلوق فقد كفر هو کلام زنادقة جھوٹے ہیں وہ موحد نہیں  
 زندیق ہیں جس نے قرآن کو مخلوق کہا اس نے خدا کو مخلوق کہا، اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا  
 یہ بے دین ہیں (۱۹ تا ۲۱) وکیع بن الجراح و معاذ بن معاذ و یحییٰ بن معین فرماتے ہیں من  
 قال القرآن مخلوق فهو کافر (۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا من زعم ان القرآن مخلوق  
 فهو کافر (۲۳ و ۲۴) شبابہ بن سوار و عبدالعزیز بن ابان قرشی فرماتے ہیں القرآن کلام  
 الله ومن زعم انه مخلوق فهو کافر قرآن کلام اللہ ہے جو اسے مخلوق مانے کافر ہے۔  
 (۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا واللہ الذی کلامہ الا هو الرحمن الرحیم عالم الغیب  
 والشهادة من قال القرآن مخلوق فهو زندیق قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں،  
 بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب سب سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے اور  
 ہذا الاخر فی المحدثیۃ شرح الطریقة المحمدیۃ للعلامة النابلسی (۲۶)  
 سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصایا میں فرماتے ہیں من قال ان کلام الله مخلوق

لہ اقول وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حادث لازم حادث مستلزم کو مستلزم  
 اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم، حضرت نجدیہ غور کریں کہ یہ لازم شیعہ یعنی معاذ اللہ ذات  
 باری کا حادث و مخلوق ہونا ان کے امام پر بھی لازم آیا یا نہیں، غنیمت جانیں کہ لازم قول قول نہیں ہوتا ۱۲ سنہ رضی اللہ

فہو کافر باللہ العظیم جو قرآن کو مخلوق کہے اس نے عظمتِ واسے خدا کے ساتھ کفر کیا (۲۷) امام فخر  
 الاسلام فرماتے ہیں قد صح عن ابی یوسف انه قال ناظرت ابا حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فی مسئلۃ  
 خلق القرآن فاتفق راۃی و سراً یہ علی ان من قال بخلق القرآن فہو کافر امام ابو یوسف رحمہ  
 اللہ تعالیٰ سے بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا بالآخر میری اور ان کی رائے متفق ہوئی کہ خلق قرآن ماننے والا  
 کافر ہے (۲۸) مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں صحیح ہذا القول  
 ایضاً عن محمد بن یحییٰ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی بسند صحیح مروی ہوا (۲۹ و ۳۰) فصول  
 عمادی پھر فتاویٰ علیگیری میں ہے من قال بخلق القرآن فہو کافر الخ (۳۱) خلاصہ میں ہے  
 وقال تآقرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبی نہادہ شدہ یکف الخ (۳۲) خزائنہ المفتین  
 میں ہے من قال بخلق القرآن فہو کافر فص سئل نجم الدین النسفی عن معلیہ قالت  
 تآقرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبی استاد نہادہ شدہ است هل یقع فی نکاحہا شبہۃ  
 قال نعم لانہا قالت بخلق القرآن ایہا المسلمون امام وہابیہ کے صرف اس ایک قول  
 کے متعلق صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمائے دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے یہ  
 بتیس فتوے ہیں جن کی رو سے اس پر کفر لازم اور اس کے بہت اقوال کہ اس کے مثل یا اس  
 سے بھی شیعہ تر ہیں، ان کا کہنا ہی کیا ہے ع قیاس کن زگلستان او بہارش را اللہم انالساک  
 الختم علی الایمان والسنتہ امین امین یا عظیم المنۃ یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار  
 میں تھے کہ مولائے نجد نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بد مذہبیاں کیں، معتزلیت، کرامیت وغیر  
 ہما، کس کس طرح کی ضلالتیں لیں، کیسا کیسا عقائد اجماعیہ اہل سنت کو جھٹلایا، اللہ عزوجل کی  
 جناب میں گستاخی دے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بجمہ اللہ تفضیل مستدل سے فراغت  
 پائی، اب توفیقہ تعالیٰ تذلیل و ذلیل کی طرف چلیے یعنی اس بد بیان دوم میں جو اس نے امکان

لہ یحمد و ان المحققین فرقوا بین اللزوم والالتزام فافہم الایکیفہ ما فی ہذا من خسار کامل  
 دوسرا تمام والعیب باللہ ذی الجلال والاکرام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا، اس کا رد بلیغ سنیئے، ذرا اس کی تقریر مغالطہ پر بھی ایک نظر ل لیجئے کہ تازہ ہو جائے، حاصل اس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کے صفات کمال سے ہے جس سے اس کی مدح کی جاتی ہے، اور صفت کمال و قابل مدح یہی ہے کہ کذب پر قادر نہ ہو، اس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی، تو عدم کذب میں کیا خوبی ہے، پتھر کی کوئی تعریف کر لیجئے کہ بھوٹ نہیں بولتا، یونہی جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع کے سبب بول نہ سکے، عقلاً اس کی مدح نہ کریں گے، اب بتوفیق اللہ تعالیٰ پہلے نقوض اجمالی لیجئے، پھر حل مغالطہ کا اثر وہ دیکھیے اللہ الہادی و ولی الایادی تازیانہ ۵۔ رب عزوجل فرماتا ہے وما انا بظلام للعبید میں عدوؤں کے حق میں شمگہ نہیں، اور فرماتا ہے لا یظلم سہبک احداً تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور فرماتا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرے برابر ظلم نہیں فرماتا، قول ان آیات میں موسیٰ عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں ملتا جی! بھلا جو ظلم پر قدرت

۵۔ اقول اس احمق کا سارا ہڈیاں دفع کرنے کو صرف اتنا جملہ کافی جو تنزیہ دوم میں زیر دلیل بست و چہارم گزارا کہ اللہ عزوجل پر ہر وہ شے بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے یہی مدح اس نفی سے ہوگی جو کمال نہیں اور جو کچھ کمال نہیں وہ سب بدی عزوجل کے لئے محال ایمان ٹھیک ہو تو یہی دو حدت بس میں ۱۲۔ لہذا بھلا اللہ یہ نقص رفیع و بدیع ملے شنیع کی ساری تقریر قطع کو سرا پا حادی جس سے اس کے ہڈیاؤں کا ایک حرف نہ بچ سکے اس تقریر پریشان کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہ چلیے ظلم الہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے ان ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہوا، اسی لئے عدم ظلم کو کمالاً حضرت حق سبحانہ سے گنتے اور اس سے اس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر و حجر کہ انہیں کوئی عدم ظلم سے ستائش نہیں ہے ظاہر ہے کہ صفت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت و مقتضائے حکمت آلائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی شخص سلب حیب ظلم و انصاف کمال عدل سے مدد رح ہوگا بخلاف اس کے جس کے احضانہ جوارح بیکار ہو گئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفکرہ ناسد ہو گئی ہے کہ معنی ظلم سمجھنے اور اس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب عدل و انصاف کا حکم دے تو یہ حکم اس سے صادر ہوا اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جائے یا بان نہ چلے یا کوئی ٹونڈ بند کرے یا گلا و بادے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کر لے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے والا اسے احکام عدل و انصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے اس سے ظلم صادر نہیں ہوتا یہ لوگ عقلمند کے نزدیک قابل مدح نہیں بلکہ حیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزیہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں یا اس کی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی، ملاحظہ کیجئے نقض اسے کہتے ہیں کہ نام کو لگی نہ رکھے واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہی رکھے، اُس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی شنا کیجئے، کہ ظلم نہیں کرتا، اسی طرح جو  
صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے عقلاء اُس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عزوجل  
جل کو ظلم پر قادر کہئے گا، سبحان اللہ تم سے کیا دور جب کذب وغیرہ ہر عیب و آلائش پر قدرت  
مان چکے، تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے، مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف جیسا  
کو جب باری سبحانہ و تعالیٰ کو اس پر قادر مانئے گا، تو پہلے بعض اشیاء کو اُس کی ملک سے خارج اور  
غیر کی ملک مستقل مان لیجئے مسلمانوں کو تو بزور زبان زور و بہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر  
مشرک بن جائے، قال تعالیٰ للہ ما فی السموات وما فی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں  
میں ہے اور جو کچھ زمین میں + وقال تعالیٰ قل لمن ما فی السموات والارض قل للہ تو فرما کس کا  
ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرما اللہ کا ہے + وقال تعالیٰ ام لہم شرک فی السموات  
والارض کیا ان کا سا جہا ہے آسمانوں اور زمین میں + ولہذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم  
کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی  
الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرة وعند المعتزلة انه یقدر ولا یفعل باری تعالیٰ  
کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں  
بیضادی و عمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے الظلم یتحیل صد و سہا عنہ تعالیٰ اہ ماخصاً۔  
اللہ تعالیٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے + تفسیر روح البیان میں ہے الظلم محال منہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ  
سے ظلم محال ہے + تفسیر کبیر میں ہے الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عباق  
عن التصرف فی ملک الغیر والحق سبحانہ لا یتصرف الا فی ملک نفسه فیمتنع کونہ  
ظالم و ایضا الظالم لا یكون الها والشئی لا یصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منه  
الظلم لکان زوال الہیتہ صحیحاً و ذلک محال اہ ملخصاً ظلم الہی محال ہونے کی دلیل یہ  
ہے، کہ ظلم ملک غیر میں تصرف سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا  
ہے تو اُس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا نہیں ہوتا اور شے جس میں ممکن ہوتی ہے کہ اُس کے سبب

لہ لا یخفی علی الفطن الفہم فرق ما بین تعبیر الاصل وعبارة العبد المترجم ۱۲ منہ لہ یعنی ظلم  
الوہیت کا جمع ہونا ناممکن کہ ظلم عیب ہے اور الوہیت ہر عیب کو متانی تو صدور ظلم کو ہدم الوہیت لازم ۱۲ منہ رضی اللہ



مجازم ذاتیہ ممکن ہوں، تو اگر ظلم الہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے۔  
 اسی میں زیر قولہ تعالیٰ ونضع الموازين القسط ليوم القيمة۔ الا یہ لکھتے ہیں الظالم سفیہ  
 یخارج عن الالہیۃ فلو صح منه الظلم لصرخ ورجع عن الالہیۃ ظالم بے وقوف ہے،  
 خدائی سے خارج، تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو، تو اس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو + یہ تفسیر کبیر کی  
 وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔ تازیانہ ۶۔ قال ربنا تبارک  
 و تعالیٰ و قل الحمد لله الذی لم یخذ ولدا تو کہہ سب تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنے لئے  
 بیٹا نہ بنایا + وقال تعالیٰ حاکیا عن الجن و انه تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبة و  
 لا ولدا بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لئے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ +  
 اقول ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا میاں جی کہیں  
 اپنی دلیل سے چوکتے ہیں ضرور کہیں گے، کہ اُن کا خدائے مہیوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جنائے  
 مگر عیب و لوٹ سے بچنے کو ضرور ہوتا ہے، جب تو صفت مدح ٹھہری در نہ سرے سے قدرت  
 ہی نہ ہو تو خوبی ہی کیا ہے + سچھی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا سیدا و حصو سرا، سرور اور  
 عورتوں سے پرہیز رکھنے والا + نیز نامرد کی کون تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچتا ہے +  
 تازیانہ ۷۔ قال المولے سبحانہ و تعالیٰ و ما کان سبک نسیا ہ تیرا رب بھولنے والا نہیں۔  
 اقول اب دہلوی ملتا اپنی ہذیان کی دلیل کو آئیہ کریمہ میں جاری کر دیکھے، رب تعالیٰ ذکر ہا نے عدم  
 نسیان سے اپنی مدح فرمائی اور صفت کمال و قابل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب سے لوٹ  
 سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان  
 قطعاً سے بھی حاصل، یونہی اگر ایک شخص بالقصد کسی مشلہ کا بھلا دینا چاہتا اور عمداً اپنے دل کو اس  
 کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد دلاتا ہے، یوں بھلانے پر قدرت نہیں پاتا،  
 عقلاء ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تو لاجرم واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان  
 ممکن ہوا۔ امددہ اپنے علوم بھلا دینے پر قادر تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا۔ تازیانہ ۸۔ آئیہ کریمہ  
 لا یضل ساری ولا ینسی : میرا رب نہ بھولے نہ بھولے + اقول سونے کلیم علی سیدہ و علیہ الصلوٰۃ  
 و التسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی، اگر دہلوی میاں جی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری

ن امام دہلوی کے طور پر خدا کا بے غم بھولنا ممکن

ن امام دہلوی کے قول پر تمنا کا کتنا

عزوجل کا ہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب و لوٹ سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی، تو مجبوری کی بات میں تعریف کا ہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہیگا کہ یہ راہ نہیں بھولتا، یا جب پھینکتے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتے ہیں، کبھی ہلک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتا دی جائے، یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں۔ یہ چار تازیانے نقص کے لئے عیب ہیں، اور جو شخص طرز تقریر سمجھ لیا، اس پر اور نقص کثیرہ کا استخراج آسان، مگر انصاف یہ ہے، کہ جو گستاخ وہن عدیدہ، حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب و آلائش روا کر چکا، اس سے ان استحالوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سوہو ضلالت و جماع و ولادت سب کچھ گوارا کرے گا۔

تیر بہ جاہ انبیا اندازہ طعن در حضرت انہی کن

بے ادب زنی و آنچه دانی گوے بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

تازیانہ ۹۔ اقول ع عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوی ۰ جامعیت اوصاف عجب چیز ہے اور مجموعہ کا فضل آحاد پر ظاہر، دہلوی ملتا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطا فرمائی تھی دنیا بھر میں کم کوئی طائفہ ارباب ضلالت نکلے گا، جس سے ان حضرات نے کچھ تعلیم نہ لی ہو، پھر ایجاد بندہ اس پر علاوہ تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطر فتنہ کیے یا ضلالت کی گھائیوں برعطر مجموعہ۔ اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکان کذب باری عزوجل پر قائم کی، حاشا ان کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بہت برا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذہ کاملہ حضرات معززہ خذلہم اللہ تعالیٰ سے سیکھ لکھی ہے، ان خبیثوں نے بعینہ حرف بحرف اسی دلیل سے موٹے تعالیٰ کا امکان ظلم نکالا تھا، اور جو نقص فقیر نے ان حضرت پر کئے، بعینہ ایسے ہی نقصوں سے

لہ شلاً قال اللہ تعالیٰ دما اللہ بغافل عما تعلمون ۰ اللہ غافل نہیں تمہارے کاموں سے ۰ تو ملاجی کے مسلک پر لازم کہ اس کی غفلت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالیٰ اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات و الارض ولم یعی بخلقہن الا یہ ۰ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھا اس کے بنانے سے ۰ اب ملاجی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن۔ و علیٰ ہذا القیاس ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

تازیانہ کا معنی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سیکھ لکھی ہے، ان خبیثوں نے بعینہ حرف بحرف اسی دلیل سے موٹے تعالیٰ کا امکان ظلم نکالا تھا، اور جو نقص فقیر نے ان حضرت پر کئے، بعینہ ایسے ہی نقصوں سے

ائمہ اہل سنت نے اُن ناپاکوں کا رد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ عزوجل ان  
 اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ فرماتے ہیں قالت المعتزلة الآية تدل علی انه قادر علی الظلم  
 لانه تمدح بتركه ومن تمدح بترك فعل قبيح لم یصح منه ذلك التمدح الا اذا كان  
 هو قادراً علیہ الا توی ان الزمن لا یصح منه ان یتمدح بانه لا یذهب فی اللیالی  
 الی السرقة والجواب انه تعالی تمدح بانه لا تأخذ سنة ولا نوم ولم یلزم ان یصح  
 ذلك علیہ وتمدح بانه لا تدركه الابصار ولم یدل ذلك عند المعتزلة علی انه یصح ان  
 تدركه الابصار یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ ولالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے  
 اس لئے کہ رب عزوجل نے اُس میں ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی، اور کسی فعل قبیح کے ترک پر مدح  
 جب ہی صحیح ہوگی، کہ اُسے اُس کے کرنے پر قدرت ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ لہجہ اپنی تعریف نہیں کر  
 سکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا (مسلمان دیکھیں کہ معتزلی ذلیل کی یہ بیوہ دلیل  
 بعینہ وہی ہذیان ملاتے ضلیل ہے یا نہیں، فرق یہ ہے کہ انہوں نے اُس قدیم العدل پر  
 تہمت رکھی، انہوں نے اُس واجب الصدق پر افتراء کذب اٹھایا، انہوں نے بر تقدیر تہنزه  
 اپنے رب کو لہجے سے تشبیہ دی، انہوں نے گونگے اور پتھر سے ملایا دنی ذالک اقول۔  
 ہم امنوا ظلمنا بظلم ملیکھم ۶ ذاقائل کذبا یکنذ ب الہہ  
 لا غروفیہ اذا القلوب تشابھت ۶ فالشبه نزاع الی اشاہہ  
 اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنئے، امام ممدوح فرماتے ہیں، اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ نے اپنی تعریف فرمائی، کہ اُسے غنودگی و خواب نہیں آتی، اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذ اللہ یہ  
 چیزیں اُس کے لئے ممکن بھی ہوں اور اُس نے اپنی تعریف فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں اس  
 سے معتزلہ کے نزدیک اُس پر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا انتہی کیوں ہم نہ کہتے تھے ع آنچہ شوخاں  
 ہمہ دارند تو تنہا داری ۶ تازیانہ ۱۰۔ دھوا محل اقول وباللہ التوفیق صفات مدائح کے

۱۱ اقول بل وعندنا ایضاً اذا کان الادساک بمعنی الاحاطة ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۱۳ قد مر ان القول بالامکان قول بالوقوع بل بالوجوب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

درجات متفاوت ہیں، بعض مدائح اولیٰ ہوتے ہیں یعنی اعلیٰ درجہ کمال، اور بعض تنزلی یعنی فائتہ کمال کے مبلغ کمال، پھر یہ اسی کی حق میں مدح ہوں گے، جو مدائح اولیٰ نہیں رکھتا صاحب کمال تمام کا اُس پر قیاس جہل و دوسواں مثلاً عبادت و تذلل و شوع و خضوع و انکسار و تواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں، اور باری جل شانہ پر محال، کہ ان کا مداح ہونا قوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا، معبود عالم عز جلالہ کے حق میں عیب و منقصت ہیں بلکہ اُس کے لئے مدح تعالیٰ و تکبر ہے، جل و علا و سبحانہ و تعالیٰ یونہی ترک نقائص و معائب میں مخلوق کی مدح بالقصد بازرہنے پر مبتنی ہونا بھی اُس کے نقصان ذاتی پر مبنی، کہ وہ اپنی ذات میں سبوح و قدوس و واجب کمال و مستحیل النقصان نہیں، بلکہ جائزہ العیوب و القبوح ہے، اور بنظر نفس ذات کے عیوب و نقائص سے منافات نہیں رکھتا، تو غایت مدح اُس کے لئے یہ ہے، کہ جہاں تک بنے، اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے، و لہذا جہاں بوجہ فقدان اسباب و آلات بعض معائب و فواحش کی استطاعت نہ رہے، وہاں مدح بھی نہ ہوگی، جیسے نامرد، لہجھے، اپاہج، گونگے کا زنا نہ کرنا، چوری کو نہ جانا جھوٹ نہ بولنا کہ مناط مدح کہ دور بھاگنا اور اپنے نفس کو باز رکھنا تھا، یہاں منقود اور جب امکان ہے تو کیا معلوم کہ عصمت بی بی از بیچادری نہیں، شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا، سفیہ جاہل نے اپنے رب جل و علا کو بھی انہیں گونگوں، لہجھوں بلکہ اینٹوں، پتھروں پر قیاس کیا، اور جب تک عیب و نقصان سے متصف نہ ہو سکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا، حالانکہ یہ مدح اولیٰ و کمال حقیقی تھا کہ وہ اپنی نفس ذات میں متعالی و قدوس و سبوح و واجب الکمال و مستحیل القبوح ہے تعالیٰ و تقدس تو یہاں عیب ممکن سے بازرہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں، نہ حاش شدیہ اُس کے حق میں مدح بلکہ کمال مذمت و قدح ہے و لله العزۃ جمیعاً؛ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم تنبیہ نفیس۔ ایہا المسلمون! ایک عام فہم بات عرض کروں۔ سفیہ جاہل کا سارا مبلغ سعی یہ ہے کہ کذب پر قدرت پا کر ہی اُس سے بچنا صفت کمال ہے، نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہو اقول جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا، اور جو ضروری نہیں وہ ممکن الزوال، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہو سکے، اور جو ایسا کمال ہوا، جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ یہ بھی ایک ہی ہوئی، او احمق کمال حقیقی وہی ہے جس کا

ف نام و بابیہ کے نزدیک فرق کمال زوال ہو سکتے ہیں

زوال امکان ہی نہ رکھے ہر کمال قابل زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال، مسلمانو! لہذا انصاف باری عزوجل کا صدق یوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہو سکتا ہے، یہ کمال ہوا یا یوں کہ وہ سبوح قدوس تبارک و تعالیٰ ایسا سچا ہے جس کا جھوٹا ہونا قطعاً محال، اہل اسلام ان دونوں باتوں کو میزاً ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب کی تنزیہ کو بدعت و ضلالت جاننے والا بحیلہ مداح اُس کی مذمت و تنقیص پر اترتا ہے، اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولیٰ کی تقدیس کو اصل دین ماننے والا اُس کے صدق و نزاہت و جمل کمالات کو علی وجہ الکمال ثابت کرتا ہے و الحمد للہ سب العلمین ہ و قیل بعد اللقوم الظالمین ہ لہذا الحمد عشرہ کاملہ نے ہذیان ناپاک گستاخ بے باک کی وجھیاں اڑا دیں، مگر ہنوز ان کی نزاکتوں کو تو بس نہیں ع صد ہا سال سے تو اس سخن از زلف یار گفت و ابھی حضرت کی اس چار سطری، چار دیواری میں شواہد و زوائد وغیرہا مفسد سے بہت ابکار افکار ستم کیس عیار آہو ان مردم شکار کی چھیل نظر آتی ہے، جنہیں بے خدمت کامل و تسکین بالغ ناشاد نامراد سسکتا بلکتا چھوڑ جانا خلافت مردت و نفوت ذاتی ہے۔ لہذا اپنے سمندر ہوار غضنفر خونخوار صاعقہ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا، اور خامہ پختہ کار شہزور در شہسوار شیر گیر ضیغم شکار کو از سر نو رخصت جولان دیتا ہوں و باللہ التوفیق تازیانہ اقول

”عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ شمارند“ اقول اس ہوشیار عیار کی چالاکی دیدنی صدق کو چھوڑا عدم کذب پر مباحثہ چھیڑا تاکہ جہاد وغیرہ کی نظریں جاسکے، ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں کہہ سکتے مگر یہ ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہیں حالانکہ قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتہ بدیعہ الفتا کرے سلب کسی شے کا بنفسہ ہرگز کمال نہیں، ورنہ لازم آئے کہ معدومات کرداروں اور صفات کمال سے موصوف اور اعلیٰ درجہ جح کے مستحق بلکہ باری تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس میں اُس کے شریک ہوں کہ بحالت عدم موضوع سب سائلے سچے ہیں جو سب سے موجود ہی نہیں، وہ جسم بھی نہیں جہت بھی نہیں، زمان بھی نہیں، مکان بھی نہیں، مصور بھی نہیں، محدود بھی نہیں، مرکب بھی نہیں، متجزی

ف الامدادیہ کے باقی کلام کا مختصر ترجمہ

ف نکتہ برتہ سلب کسی شے کا صفت کمال نہیں

لہ آہود حشی معرود و مجازا معشوق و مینے عیب و خطا میں جا نہیں معنی مرادست و در صف مردم شکاری باہسام معنی ثانی بر بنائے آن و ضلال داغوائے عوام ست کہ ازیں خطایا ای امام الاولیاء میر بر میز نہ ۱۲ اس رجمہ اللہ

بھی نہیں، حادثہ بھی نہیں، متناہی بھی نہیں، کاذب بھی نہیں، ظالم بھی نہیں، مخلوق بھی نہیں، فانی بھی نہیں، ذی زوجہ بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، اُسے خواب بھی نہیں، ادنگھ بھی نہیں، بہکنا بھی نہیں، بھول بھی نہیں۔ بیس یہ اور ان جیسے صد ہا اور سب صادق ہیں، مگر کوئی مجنون ہی ان سلوب کو اس سلوب کے لئے صفت مدح و کمال جانے گا، ہاں عیوب و نقائص کا سلب اس وقت معرض مدح و بیان کمال میں آتا ہے جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور وصف مدح سے مبنی ہو، و لہذا قضایا مذكورہ باری عزوجل کے مدائح سے میں کہ ان چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب وجود کے ثبوت سے ناشی اور ان کے بیان سے اس کا سبوح و غنی و قدوس و متعالی ہونا ظاہر، باری عزوجل کو کہنا کہ متجزی نہیں بے شک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا سمجھا گیا، اور نقطہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اس کے لئے خوبی نہ نکلی، کہ وہاں غنا درکنار متجزی محتاج کے محتاج المحتاج کی محتاجی ہے و علیٰ ہذا القیاس۔ جب یہ امر مہم ہو لیا تو ظاہر ہو گیا کہ حقیقتہً صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق، البتہ سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا سلب ثبوت صدق کو مستلزم ہو مثلاً زید عاقل ناطق کی تعریف کیجئے کہ جھوٹا نہیں بے شک تعریف ہوئی، کہ جھوٹا نہیں تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہونا صفت کمال تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت بتایا، لہذا محل مدح میں آیا جہاں ایسا نہ ہو وہاں زہار نہ مفید مدح نہ منظر کمال، یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھیے پھر دیکھیے کہ عیار بہادر کی دی ہوئی نظیریں کیا کیا کئے کو پہنچتی ہیں واللہ الموفق تازیانہ ۱۲ و ۱۳۔ قولہ "آخرس و جاد کہ کسے ایساں رابعدم کذب مدح نمی کند" اقول دونوں نظیروں پر پتھر پڑے ہیں، گنگ و سنگ کی کیوں مدح کریں کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں گونگ یا پتھر اگر جھوٹا نہ ہوا تو کیا خبی کہ سچا بھی تو نہیں تو وہ استناد صفت کمال جو بنائے مدح تھا یہاں منتفی، تشریح ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے مقدم و تالی میں جب دو صفت مدح و ذم محمول ہوں، تو جس فرد موضوع سے ذمہ کو سلب کیجئے، مدحیہ ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رافع دوسری کے وضع کو منتج بخلاف ان چیزوں کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہیں کہ ان سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول پھر سلب ذم ثبوت مدح پر کیوں کر محمول یہاں قضیہ کل متکلم مخبراً ما صادق و اما کاذب تھا آخرس و جاد پر سرے سے وصف عنوانی

ہی صادق نہیں، پھر عدم کذب ان کے لئے کیا باعث مدح ہو، دیکھ او ذی ہوش یہ فارق ہے نہ وہ کہ جب تک عیب ممکن ہو کمال حاصل ہی نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم \* تکمیل جمیل۔ اقول ادجھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھ مسلمان کو اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کیئے، رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قدری، ناصبی وغیرہ، نہیں تو بے شک اس کی بڑی تعریف ہوئی، اور بعینہ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کیئے، تو کچھ تعریف نہیں، حالانکہ یہ سائبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا، لہذا محمود ہوا، اور اس کافر کو رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی، لہذا مدح نہ ٹھہرا، کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا، بلکہ تفرقہ وہابی ہے، کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں، تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی سنی ہونے کا اثبات کرے گی، لہذا اعظم مدائح سے ہوا، اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج، تو ان کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہذا مفید مدح نہ ٹھہرا والحمد للہ علیٰ اتمام

الحجة ووضوح الحجۃ تازیانہ ۱۴۔ قولہ بخلاف کسے کہ لسان اوماؤن شدہ باشد وکلمہ بکلام کاذب نہی تواند کرد" اقول اچھا ہوتا کہ تم بھی اسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے پس تو نہ بولتے، اے عقل مند! وہ ماؤن اللسان تکلم بکلام صادق بھی نہ کر سکے گا، تو عدم مدح کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہیں۔ تازیانہ ۱۵۔ قولہ "یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع نئے تواند کرد" اقول تم سے بڑھ کر فاسد المتفکرہ کون ہوگا، پھر کتنے قضایاٹے باطلہ کا عقد کر رہے ہو، بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صورت نمایاں ہے کاذب ہی کے لئے ہوگا، اور جب مطلقاً ہے، تو عقد قضیہ مطابق پر بھی قدرت نہ ہوئی، تو صراحتہ وہی فارق صادق اور دہم زاہق، ہاں جس تام العقل، سالم النطق کو لطف الہی صدق محض کی استطاعت دے کہ بوجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو، تو یہ عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا، اسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبرے سے مبنی اور کمال جمیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندرج اور بطور فساد و تفکر خارج فظہا التفرقة وذهب الوسوسة تازیانہ ۱۶ تا ۱۹۔ قولہ یا شخصے کہ کلام صادق از و صادر کرد

دہرگاہ ارادہ کاذب نماید آواز بند یا زبان ماؤت شود یا کسے دہن او بند یا حلقوم خفہ کند اقول  
ایسا تو کیا کہوں، جو آپ کی طبع نازک کو باکل خفہ کند ہاں اتنا کہونگا کہ اب کی تو اچھل کر تار سے  
ہی توڑ لائے، یہ چار نظیریں وہ بے نظیر دی ہیں کہ باید و شاید، او عقل کی پڑیا! جب وہ عظیم حکم  
بکذب کر چکا، تو کلام نفسی میں کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہو سکا، تو اس کے عدم سے  
حکم کذب کیونکر رکا، کذب حقیقتہً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ، پھر اس کی مدح کیا معنی قطعاً  
مذموم ہوگا، بھلائے دے کر اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی، یہاں اللہ کی عنایت سے  
وہ بھی نہ رہی، صریح کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جیسی تو کہتے ہیں کہ  
اللہ تعالیٰ جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ سہب العلمین تازیانہ ۲۰۔

قولہ "یا کسے کہ چند قضایاے صادقہ یاد گرفتہ و اصلاً بر ترکیب قضایاے دیگر قدرت ندارد بناؤ علیہ  
تکلم بکاذب از و صادر نہ گردد" اقول یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے، جس میں فقط حفظ  
صواب کا شعبہ بڑھایا مگر کام نہ آیا، قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی، اور ایسے شخص سے حفظ  
قضایا معقول بھی ہے یا نہیں اولاً انسان مرتبہ عقل بالملکہ میں بالبداہتہ ترکیب قضایا پر قادر  
توسرے سے تصویر ہی باطل اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل الطباعی نہیں ہوتا۔ اگر تعقل نسبت  
خبر یہ معقول بھی ہوتا ہم حکایت و قصد افادات قطعاً غیر معقول اور صدق و کذب باعتبار حکایت  
ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کو اذب کاذب ٹھہرے، تو یہاں بھی سلب کذب  
سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا، اور وہی فارق پیش آیا ثانیاً جو اصلاً کسی قضیہ حتی قضایاے  
وہمیہ و احکام شخصیہ بدیہیہ حسیہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً جانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جہاد  
سے ملحق تو اس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق و کذب اولاً بالذات صفت  
معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ باین معنی سچی ہو کہ سامع اس سے ادراک معنی  
مطابق للواقع کرے، مگر اس سے اس جہادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف  
بالصدق اس کے نفس سے قائم نہیں، حتیٰ کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا۔  
اور پر ظاہر کہ صدق و کذب اوصاف خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، مولنا بحر العلوم قدس سرہ  
فواتح میں فرماتے ہیں الکلام الصادر عن المجنون لا یكون مقصوداً بالافادۃ فلا یكون



حکایۃ عن امرحشی یكون خیراً (تنبیہ وائر و سائر بتسفیہ جلد نظائر) (قول ایہا المسلمون سفیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب میں راہ کذب نکالنے کو نظیریں دیں، مگر بحمد اللہ سب بے معنی، ہم نے اس وقت تک ان کے رد میں اس امر پر بناٹے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہ کمال نہیں جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو اور یہاں ایسا نہیں، اس کی سزا کو اسی قدر بس تھا، مگر غور کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر و در فقہاء ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علی الذب کا بر بناٹے کمال ہونا بالائے طاق انشا بر بناٹے عیوب و نقائص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں عجز آلات، کہیں حق مغلوبی، کہیں عروض آفات پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صورتوں میں سلب کذب سے تعریف نہیں کرتے، نہ وہ جاہلانہ و سفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الہی کا اثر کہ سفیہ جاہل کو خدا و جہاد میں فرق نہ سوجھا، اس کا عدم کذب اس کے کمال عالی یعنی سبوحیت و قدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی، کہ الوہیت اپنی حد ذات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب و نقائص پر مبنی، پھر کسی پر لے سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پر قیاس کرے، اور اینٹوں پتھروں کے عیوب و نقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پر ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب با آنکہ کمال سے ناشی ہوتا، پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا وافی لہ ذالک۔ اب جو اس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیجئے، کہ ایسی نظیر ڈھونڈھ کر لاؤ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا الایہ تنبیہ دوم۔ (قول، اس سے زائد تقریر ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا نظیریں دے کر بالجملہ لکھ کر آپ ہی خلاصہ مطلب یہ نکالتا ہے، کہ عدم کذب اگر بر بناٹے عجز ہو تو مورث مدح نہیں معلوم ہوا، کہ ان نظائر میں تحقق عجز و قصور پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب و منقصت پر عدم قدرت زہار عجز نہیں، بلکہ عین کمال و مدحت اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص و مذمت یہ تقریر کافی و ودانی طور پر مقدمہ رسالہ و نیز رد ثالث ہذیان اول میں گندی، اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز جو ب ہے جانب فاعل قصور و کمی ہو، جیسے اے سفیہ ان تیری نظیروں میں کہ گنگ و سنگ اپنے

نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے، نہ یہ کہ جانب قابل نالائق ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجزگمان نہ کرے گا مگر یارب ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرات سا جاہل اضل وباللہ العصمة عن مواقع الذلل والحمد للہ الاعن الاجل بحمد اللہ یہ صرف نظائر پر تازیانوں کا دوسرا عشرہ کاملہ تھا، بلکہ خیال کیجئے، تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفایات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے۔ تازیانہ اول میں دوسرا قسم اقول جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور دوم و سوم و دہم کے بعد کی تہنیتات اور بسم کا ثانیہ، اور اس کے بعد کی دو تہنیتیں، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے، تو حقیقتاً عشرہ اولیٰ میں چودہ اور ثانیہ میں تیرہ کل ستائیس تازیانے یہاں تک ہوئے، چلتے وقت کے تین اور لیتے جائیے، کہ تیس کا عدد وجودوں میں تنزیہ سابق میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان بچانی مشکل، جو آپ کا خلاصہ مطلب کھولے، اصل مذہب سرچڑھ کر بولے وباللہ التوفیق و اضاعة التحقيق تازیانہ ۲۸۔ اقول وباللہ التوفیق شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جمال کو کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب ولی کے ردے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ ردانض سے بڑھ کر اصل اھیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دیئے کہ کذب مذکور آسے منافی حکمت اوست پس ممنوع بالغیرست۔ مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جو من پر آیا، اور نظیرین دینے کا شوق گرمایا، تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الہی میں اصلاً امتناع بالغیر کی بوجہ نہیں تھی قطعاً جزماً جائز و قوعی ہے، جس کے وقوع میں استحالة عقلی درکنار استبعاد عادی کا بھی نام و نشان نہیں، ثبوت یجئے، اگر اس کے مذہب میں کذب الہی ممکن بالذات و ممنوع بالغیر ہوتا تو نظیرین وہ دیتا جن میں کذب ممنوع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے، تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتا نہیں، مثلاً جس کا مونہ بند کر لیں یا گلا گھونٹ دیں، اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو پھر ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر اگر

ف امام و بابیہ کے نزدیک ضلک جھوٹے ہو جائے میں کچھ استبعاد بھی نہیں

بالفرض امتناع ہے، تو اس عارضہ کی وجہ سے تو نہ ہوا، مگر امتناع بالغیر، امام نجدیہ سے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے صراحتاً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقانہ کہا تھا ممتنع بالغیرست، صاف کہا ہوتا اصلاً از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد، اے حضرت دور کیوں جاتیے پہلی بسم اللہ اخرس و جماد ہی کی نظیر نہ لیجئے، بھلا اخرس تو انسان ہے جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں، صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھیے بطور خرق عادت ہزار بار پتھروں، جادوں سے کلام واقع ہوا، اور ہزار بار ہوگا، قریب قیامت آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے گا۔ جب اہل اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے، اور وہ پتھروں درختوں کی آرٹ لیں گے شجر و حجر مسلمان سے کہیں گے، اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے، اسی طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد، اللہ عزوجل فرماتا وقالوا لجلودہم لہم لہم لہم لہم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء کا فراہمی کھالوں سے بولے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی، وہ بولیں ہمیں اس اللہ نے بلوایا، جس نے ہر چیز کو گویا بنی بخشی، اگر کلام جماد و اخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم، تو وقوع نے ظاہر کر دیا کہ صرف خلاف عادت ہے، جب وقوع کلام ثابت اور ان کے استحال کذب پر ہر کوئی وسیل عقلی نہ شرعی تو یقیناً اس کے لئے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی۔ اب جیوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل میں مدح تو لاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، اتنا، تو اس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اخرس و جماد میں کیا عدم تھا، جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا زہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحال شرعی، بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور ملتا ہے بے باک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا العظمتہ بشد، اگر لازم قول قول ٹھہرے، تو اس سے بڑھ کر کفر جعلی اور کیا ہے، مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہل سنت ہی کو عطا فرمایا، اہل بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جن کا معلم و امام ہے کفر و شرک کو ٹکے سیر کیئے ہوئے ہیں، بات چھیے اور کفر و شرک پہلے، اگر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کی ٹھہرے، تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوے کفر نہ دیتے، مگر الحمد للہ یہاں ارفع بالقیحی احسن پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے، کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں والحمد للہ سبحانہ والعلیین  
 تازیانہ ۲۹۔ اقول منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفر کا صریح  
 تناقض ہے ممتنع بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف مبغیر ہو ورنہ لزوم ممکن کا  
 ممکن کو ناممکن کرنا ناممکن اور انتقائے حکمت اگرچہ ہم اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات، مگر ان  
 حضرات کے دین میں بالیقین ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب و منقصت ہے اور وہ تمام عیوب  
 و نقائص کو ممکن مان چکا، پھر کس موکد سے کہتا ہے، کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی الحمد  
 للہ اہل بدعت کے بارے میں اسی طرح سنت باری تعالیٰ ہے کہ انہیں کلام سے انہیں کے کلام  
 پر حجت والزام قائم فرماتا ہے ع و منها علی بطلانہا الشواہد، سچ کہا ہے دروغ گور حاقطہ  
 نباشد۔ تازیانہ ۳۰۔ اقول سبحان اللہ ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائف نے امتناع  
 بالغیر محض تقیۃ مانا حقیقۃً اس کا مذہب جواز دعوئی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا  
 ہے امام و ماموم، خادم و مخدوم، سارا طائفہ ملوم کذب الہی کو واقع و موجود گارہا ہے، صراحتاً  
 کہتے ہیں کذب مقدور اور بلاشبہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم کما دللنا علیہ فی  
 الدلیل السادس والعشیرین اور امام الطائف نے تو صاف بتایا کہ برعایت مصلحت صدق اختیاراً  
 فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قابر تصریحیں ملیں گی، کہ جو کچھ باختیار صادر ہو  
 قدیم نہیں، تو لاجرم صدق الہی حادث ٹھہرا، اور ہر حادث ازل میں معدوم، اور ازل کے لئے  
 نہایت نہیں تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں مولے تعالیٰ سچا نہ رہا، اور جب سچا نہ تھا تو معاذ  
 اللہ ضرور جھوٹا تھا لہذا انفصال الحقیقی بینہما پھر ضلال پشت کا چہرہ زشت چھپانے کو کیوں کہتے  
 ہو کہ کذب الہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدا سے موبوم طائفہ ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا  
 رہ چکا ہے۔ پھر اب بھی اپنی پرانی آن پر آئے تو کیسے تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً  
 تازیانہ ۳۱۔ میں نے بارہا تصدیق کیا کہ تازیانوں میں دس، بیس، تیس برس کروں، مگر جب  
 ان حضرات کی شوخیاں بھی مانیں، وہاں تو سے

زرق تابه قدم ہر کجبا کہ مے نگم ۶ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست  
 اسی رسالہ بیکرندی میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کروں تو وہاں تو خوب ہی سانچے میں

ف امام الوابیہ کا صریح تناقض

ف امام الوابیہ کے مذہب پر اس کا عبود با لفظ جھوٹا ہے

ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال مطلب پر پردہ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں بعد

اخبار ممکن است کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شود پس قول باسکان وجود مثل اصلاً منجر تکذیب نصی از نصوص نکرود و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت الہیہ کما قال

اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجدک بہ علینا وکیلاہ حاصل یہ کہ امکان کذب ماننا تکذیب قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیات قرآن محفوظ بھی رہیں، حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالیٰ قرآن ہی کو فنا کر دے، پھر تکذیب کا ہے کی لازم آئے اقول ایہا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات توقع میں جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اسی تقدیر پر ہوگا، کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعے سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلاںی بات جھوٹی ہوئی، اور جب قرآن ہی محو ہو گیا پھر جھوٹی پڑھی، تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈراس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پرواہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے سفیہ بلوم یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور ان سے چرا چھپا بھلا بھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے، ہمارا سچا خدا بالذات برعیب و منقصت سے پاک ہے، کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اُس کے سراپردہ عزت تک بار ممکن نہیں اور جو افعال اُس کے ہیں حاشا وہ ان میں کسی سے نہیں ڈرتا يفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یریدہ اُس کی شان ہے اور لایسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ اُس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السموات والارض سبحنہ وتعالی عما یصفون۔ تازیانہ ۳۲۔ رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تفویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرما گئے۔ آمین

بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا، کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی

لہ حضرت نے درگزر نہیں کر سکتا لکھا تھا اول اول جو تفویت الایمان چھپی اُس میں یہ لفظیوں ہی (باقی صفحہ پر)

تدرگٹ نہ جاوے "العظمت للذسفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے چیلے ڈھونڈھتا ہے الا بعد اللقوم الظالمین ۵ تازیانہ ۳۳ - قولہ سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است" اقول اسے طرہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید الشعز و جل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ متمنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود الشعز و علا کے ارادہ و اختیار و خلق و ایجاد سے نہ اس کا سلب و اعدام اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت میں، ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کر سکے، کہ مقتضائے ذات بے انتفاہی ذات منتعنی نہیں ہو سکتا۔ تازیانہ ۳۴ - قولہ "كما قال الله تعالى" اقول کیا خوب کہاں ذاہب، کہاں مسلوب مگر آپ کو تحریف معنوی مرغوب تنبیہ یہاں یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے اولاً جس ضرورت سے اس طرف جائیے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق و اختیاری مانتا ہے، جیسا کہ علم الہی و صدق ربانی کے بارے میں اس کی تصریحیں ہم نے اوپر نقل کیں، اور بے شک جو چیز مخلوق و مقدر ہے اس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو برخلاف مسلک قائل تاویل قول غلط و باطل ثانیاً ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے، اور بے شک ہر حادث قابل فنا، پھر اس کے نزدیک فنائے قرآن یقیناً جائز ثالثاً خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب ان کی جاہلانہ نظر میں جیسی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہ معدوم ہو سکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہوگی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی کذب نہیں ہو سکتا کما لا ینحی فاعرف تازیانہ ۳۵ - اقول بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہوتا ہم جناب سفارت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب، معترض نے لزوم کذب

(بقیہ ص ۶۷) موجود بعد کو مقتدیوں نے سوچ سمجھ کر کہ اس میں تو صراحتاً عجز الہی کا اقرار ہے نہیں کر سکتا کو نہیں کرتا بنا دیا مگر اسے کیا نفع جو لکھ کر مر گیا نہ یہ کوئی دیانت ہوئی کہ خدا سے تو نہ ڈریے جس نے خدا کو یہ کچھ کہا اسے امام ہی ماننے مگر بندوں کے ڈر سے اس کی حمایت کرنے کو یوں تحریفیں کیجئے، اسی طرح تقویت الایمان کے ابتدائی چھاپوں میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود کہیں نہ لکھا۔ اب جو نئی چھپی ہیں ان میں جا بجا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے اچھے امام اور اچھے مقتدی، اللہ تعالیٰ شیطان کے پھندوں سے بچائے آمین ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ

سے استحالة قائم کیا تھا نہ لزوم تکذیب سے، اور بے شک اس تقدیر پر لزوم کذب سے اصلا مفر نہیں کہ خبر جب خلافت واقع ہو تو اس کا صفحہ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہ ہو گا مانا کہ خبر معدوم ہو گئی، اُس کے بعد اُس کا خلافت واقع ہوا، تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت تھا، نہ کہ کذب، اس وقت اُسے عارض ہوتا جس کے لئے وجود معروض درکار تھا، وہ جس وقت موجود تھی اسی وقت بوجہ مخالفت واقع کا ذب تھی، گو ظہور کذب بعد کو ہوا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھیے اُس کا کلام کہ عارض ہے اور عارض علمائے متکلمین کے نزدیک صالح بقائیں فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہو جاتا ہے با این ہمہ جب اُس کا خلافت واقع ہوتا ہے کہتے ہیں فلاں کی بات جھوٹی تھی۔ غرض اس نفیس جواب ملائے عجاب اور اور ان دو ہذیان تباہ و خراب کی قدر ان کے مثل مجاہدین ہی جانتے ہوں گے یا معاذ اللہ عفو الہی بشرط صلاحیت کام نہ فرمائے، تو اس کی سچی قدر اُس دن کھلے گی یوم یقوم الناس لسبب العلمین ۵ الحمد للہ یہ حضرت کی چند سطر ہی تحریر پر بالفعل پینتیس کوڑے ہیں اور پانچ ہذیان اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے واقعی معلم طائف نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولے پر کذب و عیوب کا افتراء ممقوت کیا، اور شرع میں افترا کی سزا اسی کوڑے، مگر غلام کے حق میں آدھی حد فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب تو چالیس کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے اللہ عزوجل سے ہرزو کہ قبول فرمائے، اور ان تازیانوں کو قبضع کے حق میں نکال و عقوبت تابع کے لئے ہدایت و عبرت اہل سنت کے واسطے قوت و استقامت بنائے آئین یا رحم الراحمین، بے شک ہماری طرف کے

۱۔ بلکہ مذہب بتفاہر بھی مدعا حاصل کلام لفظی غیر تار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوط بالارادہ ملحوظ بقصد الافادہ کا نام ہے پر ظاہر کہ ارادہ افادہ دائم نہیں اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صحت علمیہ ہے نہ کلام نفسی معہذا بحالت نسیان وہ بھی نائل، علاوہ بریں روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اُس کے ساتھ اُس کے سبب صفات معدوم ہو سکتے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۲۔ اور اگر تیس نفی اور تیس دلیلیں ساٹھ وہ بھی ان چالیس سے ملایمجتے تو پورے سو کوڑے ہوتے اس کی وجہ یہ کہ طائف کے علامۃ الہیہ نے اپنی ناپاک ضلالتوں کا معتزلہ دکرا میہ کے بیباک فسادوں سے ناجائز طور پر جوڑا ملایا جس کے باعث سو کوڑوں کا استحقاق پایا ۱۲ اس رحمہ اللہ

علماء شکر اللہ ساعیہم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان و دہم کی بھی ضرور دہجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک نقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ سب القائے ربانی ہے کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائز ہوا، امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اس بسط جلیل و درجہ جمیل پر نقد بزیل حسہ خاص نقیر ذیل ہے نلله المنۃ فی کل ان و حین و الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین »

## تنزیہ ہمارم علاج جہالات جدیدہ میں

اقول و بحول اللہ اصول: ایہا المسلمون امکان کذب الہی کو خلف و عید کی فرع جاننا اور اس میں اختلاف ائمہ کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو اترادوسرے کتنا بے مزہ، بے شک مسئلہ خلف و عید میں بعض علماء جانب جواز گئے، اور محققین نے منع و انکار فرمایا، مگر حاشا نہ اس سے امکان کذب ثابت نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے ہزار زبان تبری و تحاشی کرتے ہیں پھر ان کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب و ستم جسارت جس کے ہتھان واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ حجت اولیٰ ہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے، جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منقذ تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف صریح فرمادی کہ اس پر اجماع و اتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اس پر جزم فرمایا ہے۔ حجت ثانیہ، اقول طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلہ خلف و عید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں جس کی شرح مقاصد میں ہے ان المتأخرین منهم یجوزون الخلف فی الوعد ان کے متأخرین خلف و عید جائز مانتے، اسی شرح مقاصد میں ہے الکذب محال باجماع

لہ تنبیہ ضروری خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنہیں عروساں منصب امامت طائفہ نے اپنے بھولے چروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطب ان نئے مقبوعوں تازہ مقتداؤں سے ہے، جو کتاب پر تقریظ لکھیں اور اس کے حرف بھرت صحیح و مسلم ہونے کی تصریح کریں والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ان ایس دیلوں سے دہجیاں جدیدہ اس جہالت کا رد کرنا کذب خلف و عید کی فرع



العلماء لان الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال كذب النبي باجماع علماء  
محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اس پاک بے عیب پر قطعاً محال + مگر علما کو خبر  
نہ تھی کہ امکان کذب جواز حلف وعید پر متفرع تو ہم اسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماعی بتاتے دیتے  
ہیں اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریح کی خبر ہوئی حجت ثالثہ ، اقول طرفہ تر  
یہ کہ جو علما خلف وعید کا جواز مانتے ہیں، خود وہی کذب الہی کو محال و اجماعی محال مانتے ہیں جس  
مواقف میں ہے لا یعد الخلف فی الوعد نقصا خلف وعید نقص نہیں گنا جاتا + اسی موافق  
میں ہے انہ تعالیٰ یتنع علیہ الکذب اتفاقاً کذب باری بالاتفاق محال ہے + جس شرح  
طوابع میں ہے الخلف فی الوعد حسن۔ اسی میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال + جس  
علامہ جلال ودانی نے شرح عقائد میں لکھا ذہب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعد  
جائز علی اللہ تعالیٰ لاف الوعد و بہذا و سردت السنة بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید  
میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے، نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا + پھر بعد ذکر حدیث  
اسے عرب و کلام عرب سے مؤید کیا کما نقلہ آندی اسمعیل حقی نے روح البیان وہی علامہ  
جلال فراچکی الکذب علیہ تعالیٰ محال لا تشملہ القدیراۃ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت  
الہی میں داخل نہیں + مگر یہ علما خود اپنا لکھنا نہ سمجھتے تھے کہ ہم متلازم چیزوں میں ایک کا جواز دوسرے  
کا استحالة کیوں کر مانے لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں۔ اب صد ہا سال کے بعد  
ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنی وہ تھے جو خواہل مذہب کی فہم میں نہ تھے حجت رابعہ  
اقول افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل و مبنی کیا ٹھہراتے  
اور اس تفریح شنیع یعنی امکان کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں۔ میں یہاں ان سے  
بعض وجوہ نقل کرتا ہوں۔ (وجہ ۱) وعید سے مقصود انشاء تخویف و تہدید ہے نہ اخبار تو  
سرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا مسلم الثبوت اور اس کی شرح نواتح الرتموت میں ہے  
الخلف فی الوعد جائز فان اهل العقول السلیمة یعدونہ فضلاً لان تضاد و ن الوعد  
فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ و راد بان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فہو صادق  
قطعاً لاستحالة الکذب هناك واعتذر بان کونہ خیراً مم بل هو انشاء للتخویف فلا

باس ح فی الخلق یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلمین اُسے خوبی گنتی ہیں نہ عیب اور وعدہ میں جائز نہیں کہ اُس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال، اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقیناً سچی کہ باری جل و علا کا کذب محال اور عذر کیا گیا کہ ہم اُسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشاءً تحریف ہے، تو اب خلف میں حرج نہیں، دیکھو خلف وعید جائز ماننے والوں نے استحالہ کذب الہی کا صراحتاً اقرار اور اُس کے امکان سے ہزار زبان اجتناب و انکار کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی، جس نے اس احتمال کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر معاذ اللہ امکان کذب ماننے کو اُن کے سر باندھنا کیسی وقاہت و شوخ چٹھی ہے (وجہ ۲) فرماتے ہیں آیات وعید آیات عفو سے مخصوص و مقید ہیں یعنی آیتیں عفو و وعید دونوں میں وارد، تو اُن کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنی ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے جب یہ معنی خود قرآن عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو معاذ اللہ امکان کذب سے کیا علاقہ رہا، امکان کذب توجب نکلتا کہ جزماً محتملاً وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل و علا نے اُسے مقید بعدم عفو فرما دیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو، ہر طرح اُس کا کلام یقیناً صادق، جس میں احتمال کذب کو اصلاً دخل نہیں، یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر بیضاوی، انوار التنزیل و تفسیر عمادی، ارشاد العقلمین سلیم و تفسیر حقی، روح البیان و شرح مقاصد وغیرہا میں اختیار فرمائی۔ لطف یہ ہے کہ خود ہی ردالمحتار جس سے مدعی جدید غیر مستدی و رشید نے مسئلہ خلف میں خلافت نقل کیا، اسی ردالمحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا حاصل هذا القول جواز التخصیص لمادل علیہ اللفظ بوضع اللغوی من العموم فی نصوص الوعید اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنی لغوی کی رو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا یہ سزا پائے گا، اُس میں تخصیص جائز ہے، یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنہیں مولیٰ تعالیٰ عذاب فرمانا چاہے ایمان سے کہنا، اسی ردالمحتار میں ہمیں یہ تصریح صریح تونہ تھی، جس نے اُس تفریح خبیث و قبیح کی صاف بیخ کنی کر دی، آج تک کسی عاقل نے بھی عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکان کذب کیوں مانو، صاف نہ کہو کہ قرآن مجید میں (خاک بدن گستاخان) جا بجا کذب موجود ہے واہ

فہم کوئی بانی نے جس عبارت سے استناد کیا اسی کا لفظ صراحتاً اسی عبارت کا رد لفظاً چھوڑ دیا۔

شاباش : اردو المختار کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل، پھر بھی دعویٰ رشد و دیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے و لا حول و لا قوة الا بالله العلیٰ العظیم ۱  
 (وجہ ۳) اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص و تقييد وعید نہ بھی آتا، تاہم کریم کی شان ہی ہے کہ غیر متمر و علاموں کے حق میں وعید بنظر تمديد فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینہ کرم تخصیص و تقييد وعید کے لئے بس ہے، اگرچہ مخصص قلی نہ ہو اقول وہ بہ يحصل تہان المخصص والمخصص بخلاف ما سبق فہو خاص  
 بذهب من یجیز التواخی والانفصال وهذا جار علی مذهب الکل یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ حاشیہ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی حیث قال لعل مرادہم ان الکسیم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیہ وان لم یصرح بذلك بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا، مسلمانو! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریح ناپاک سے جو مدعی بے باک نے گڑھی کس قدر دود بھاگتے اور کس کس وجہ سے اسے علانیہ رد کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناگروہ گناہ ان کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت و بے حیائی ہے قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 ومن یکسب خطیئة ادا ثماثم یوم بہ بریا نقد احتمال بہتانا ادا ثما مبینا ہ حجت خامسہ اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری اسمہ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء بے شک اللہ تعالیٰ کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا + اسی ردو المختار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چارہی سطر بعد فرمایا ادلة المثبتین التي من انصہا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلك اور یوہیں اس کی ماخذ علیہ شرح فیہ امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے ان پر ظاہر کہ دعویٰ دلیل پر متفرع اور اس کے مفاو

نکتہ شریفی: یہی ہے اسی عبارت کے لفظ سے کہ پہلے بھی زیادہ اس کی تجاوت کا آئینہ تصاویر آکر بند کر لیں

کتاب میں ہے کہ جن اشخاص جو از خلف خود ارشاد متکلم بالوعدہ جل مجدہ کی طرف مستند کہ اس نے فرمایا ہم جسے چاہیں گے بخش دیں گے، تو دلیل امکان کذب کو اصل راہ نہیں دیتی، مگر مدلول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا، اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علما اپنے دعوے کو دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنی پر جائز مانیں جسے امکان کذب لازم اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنی کی بالکل تابع و حاسم، خدا اپنی جہالتیں سفاہتیں علما کے سر کیوں باندھتے ہو ع اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ، بتد انصاف اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کریگا یہ سزا پائے گا، اور ساتھ ہی اسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے، تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے، تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا اس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیسا کہ وہ احمق دعوے کرتا ہے، یا اگر کوئی شخص بدلیل اس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہت نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہو ہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے، تو اس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے، ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات مونہ سے نکالے، سبحان اللہ جس ردالمحتار سے سن لائے اسی میں وہیں وہیں اسی بیان میں اسی صفحہ میں وہ صاف و روشن تصریحیں موجود، جن سے اس تفریح ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے۔ حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل مضموم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین و دیانت ہے، اسی پر دعوے رشد و ہدایت ہے، مگر حضرات وہابیہ عارت سے مجبور ہیں، نقل عبارت میں قطع بریدان صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے یہاں تک کہ ان کے متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گڑھ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے، انتہا یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تکرر مطالبہ تمام عالم میں ان کے وجود کا پتہ نہ

سہ یشیرالی ماہر عن تفویت الایمان ۱۲ اس رحمہ اللہ ۱۱ بجھایہ تو ان کے اگلوں کے کونک تھے یہ پچھلی سنگت ان پر بھی فوق ہے لگی، اب حال میں دیوبندیوں نے ایک کتاب لعنت نصاب نجس خراب خلف رشید مسلمہ کذاب مسماة سیف النقی چھاپی جس میں کمال بے حیائی کا پارا پہلے نمبر سے بھی ادسچا گزرا یعنی کتابیں اہل حضرت مجددین ولایت رضی اللہ عنہ کے اقدس حضرت والد ماجد و جد ماجد پیر و مرشد و خود حضور پر نور سیدنا (باقی صفحہ پر)

وے سکے، فقیر کے بعض احباب سلمہم اللہ تعالیٰ نے رسالہ سیف المصطفیٰ علی ادیان الاقتراسی باب میں لکھا اور اس میں ان حضرات کے عمائد و اکابر کی ڈیڑھ سے زیادہ ایسی ہی عیاریوں، بددیانتیوں کا ثبوت دیا، واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذالم تستعی فاصنع ما شئت ع بے حیا باش و آنچه خواہی کن بہ حجت ساوسہ۔ اقول امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قال ابو عمرو بن العلاء لعمر و بن عبید ما تقول فی اصحاب الکبار قال اقول ان الله منجز اعادة کما

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کے اسمائے طیبہ سے گڑھ لیں کہ آپ تو یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد و جد ماجد پیر و مرشد غوث اعظم اپنی فلاں فلاں کتاب مضمونات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحات پر یہ یہ عبارات تحریر فرماتے ہیں حالانکہ جہان میں نہ ان کتابوں کا پتا، نہ ان مطابع میں طبع کا نشان نہ ان صفحات کا وجود نہ ان عبارات کا نام اول سے آخر تک محض ملعون گڑھت ابلیسی بناوٹ اور بے دھڑک چھاپ ڈی اور دیوبند کے مدرس سے شائع ہوتی رہی دیوبندی فاضلوں نے اس پر افتخار کئے اس سے استناد کئے اس پر اعتماد کئے اور جھوٹا نام لینے کے لئے رنڈ سے مسلمان نہیں چھوڑتے، لطیف ترین کہ اسی ابلیسی کتاب لعنت باب میں اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کے نام سے ایک فتوے لکھا اور اس میں حضرت قدس سرہ کی سرودہ تراشی جو ہرگز نہ شریف نہ بھنی، اس میں سند لکھی حالانکہ سرودہ کا دھال شریفہ ۱۲۹۶ء میں ہوا یعنی اتغال کے چار سال بعد مرکنندہ ہوئی اور حضرت اقدس نے فتوے تحریر فرمائے۔ بدالفاظ سے کہنا کسی بے حیا سے بے حیا ملعون کھلے کاہرے بھنی خنصر کے مقابل ایسے لچھن دکھائے ہیں ان عجوبہ روزگار کے کاحال العذاب البئیس علی انفس حدائل ابلیس و رباح القوار علی کفر الکفار و ابخاٹ اخیرہ در شحہ اخیرہ وغیرھا مستد و مسائل میں شائع کر دیا گیا اور اس روز سے ایسی دھوٹی دھائی حیا دار مورتوں کے موٹھ لٹنا چھوڑ دیا، جس پر انہیں ناچنے کا موقع ملا کہ اباب تو دیوبندی دو درقیوں کا کوئی جواب نہیں دیتا، اور یہ نہ دیکھا کہ کسی مائل کے نزدیک

ہوں کی بدھتیاں ٹھکنے کے قابل بھی نہ رہیں، بلکہ ان پر پیشاب کرنا پیشاب

کو اور ناپاک و خراب کرنا ہے۔ الہی ابلیس و اولاد ابلیس سے

تیری پستیاہ، آمین

۱۲ س زحمہ اللہ

هو منجز وعده قال ابو عمر وانك رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان ولكن اعجم القلب ان  
 العرب تعد الرجوع عن الوعد لثوما وعن الاعداء كما ما والمعتزلة حكوا ان ابا عمر بن  
 العلاء لما قال هذا الكلام قال له عمر بن عبيد بن ابا عمر وفهل يسمي الله مكذب نفسه  
 قال لا قال فقد سقطت حججتك قالوا فانقطع ابو عمر بن العلاء وعندي انه كان لا يفي  
 عمرا وان يجيب عن هذا السؤال ان هذا النمايلزم لو كان الوعيد ثابتاً جزماً من غير شرط  
 وعندي جميع الوعيدات مشروطة بعدم العفو فلا يلزم من توكدة دخول الكذب في كلام  
 الله تعالى اه بلخصاً يعني امام ابو عمرو بن العلاء رحمه الله تعالى في عمرو بن عبيد بن عبيد بن  
 سے فرمایا اہل کبار کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور  
 پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بے شک پورا فرمائے گا امام نے فرمایا تو عجیبی ہے میں نہیں کہتا کہ  
 زبان کا عجیبی بلکہ دل کا عجیبی ہے، عرب وعدہ سے رجوع کو نالا تھی جلتے ہیں اور وعید سے درگزر  
 کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا  
 ٹھہرائیے گا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے۔ اب  
 امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض توجب لازم ہائے  
 کہ وعید یقینی بلا شرط ہو، اور میرے مذہب میں تو سب وعیدین عدم عفو سے مشروط ہیں، تو  
 خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الہی میں کذب کہاں سے لازم آیا، اب عاقل بنظر انصاف غور کرے  
 اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی، تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنی؟  
 انہیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف ماننا ہوں تو امکان کذب میرا عین مذہب اور بر تقدیر کذب  
 معتزلہ علمائے اہل سنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گڑھی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل  
 ہے، مجوزین خلف تو امکان کذب مانتے ہی ہیں۔ پھر امام اس الزام پر کیوں بند ہو جاتے ثانیاً  
 آگے چل کر امام رازی امام ابن العلاء کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب  
 وعیدین مقید ہیں، سبحان اللہ جب وعیدین مقید ہوں گی، تو امکان کذب کدھر جائے گا، کیوں  
 نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی  
 جدید غیر متدی در شیعہ نے علمائے کرام پر جیتا طوفان باندھا۔ حجت سابعہ۔ اقول آپ کی

یہی رد المحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کر کے ائمہ دین پر پوری تہمت کر دی، اس بحث میں علیہ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے، شروع عبارت یوں ہے وافقہ علی الاول صاحب المحلیۃ المحقق ابن امیر الحاج وخالفہ فی الثانی وحقق بانہ مبنی علی مسئلۃ شہیرۃ وہی انہ ہل یجوز الخلف فی الوعد فظاہر ما فی المواقف الخ اور ختم یوں ہذا خلاصۃ ما اطال بہ فی المحلیۃ اور یہ صاحب علیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی رد المحتار میں ان سے منقول الاشبه ترجیح جواز الخلف فی الوعد فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علامہ قائل جواز خود آپ کی اس تفریح شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تخاصی فرماتے ہیں، اسی علیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا وحاشی للہ ان یراد بجواز الخلف فی الوعد ان لا یقع عذاب من اراد اللہ الاخبار بعذابہ فانہ محال علی اللہ تعالیٰ قطعاً کما ان عدم وقوع نعیم من اراد اللہ الاخبار عنہ بالنعیم محال علیہ قطعاً کیف لا وقد قال تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً ومن اصدق من اللہ حدیثاً وتمت کلمتہ سربک صدقاً وعدلاً لا مبدل لکلمتہ ج یعنی حاشی الخلف وعید جائز ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو، یہ اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے، جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اس نے جسم کی نعیم کی خبر دینی چاہی اس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے، اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں + کیوں ایمان سے کہنا، یہ وہی علماء میں جن پر تم امکان کذب ماننے کا بہتان کرتے ہو، اللہ حیا دے۔ حجت ثامنہ، بقطع عرق ضلالت ضامنہ اقول وباللہ التوفیق وبہ العصول الی ذہبی التحقیق علمائے مجوزین کے طرق استدلال و مناظر و جدال شاہد عدل ہیں کہ ان کے نزدیک خلف وعید و عفو و مغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے توافقی کلی ہے، ثبوت صحیح قریب گزرا کہ انہوں نے اپنے دعوے پر آیت کریمہ و بعض ما دون ذلک لمن یشاء سے استدلال کیا اور علیہ پھر رد المحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑہ نقل کر لائے، اس دلیل کو انفس و اظہر لاثیل

فصل کے کلام میں غلط روایت یعنی عفو ہے نہ یعنی کذب جیسا کہ اس جہاں نے لکھا ہے

جوزین کہا، اور پھر ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے، اسی کو انہوں نے جواز ظہری پر دلیل ٹھہرایا، تو ان کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہو سکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات و عید سے تسک کیا، اس پر ان علمائے جواب دیا کہ خلف جائز ہے، تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا رد مانا اور زہار جواز اعم امتناع اخص کا نافی نہیں ہو سکتا، تو ان کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تبیین وہ بالبداہتہ اور خود اسی رد و اثبات سے بین البطلان پس تساوی متعین اور مراد متبیین یعنی ظاہر ہو گیا کہ وہ صرف عدم وقوع و عید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول و تکذیب خبر کہ عفو سے عموم و خصوص دونوں رکھتی ہے مثلاً درگزر بنائے تخصیص لخصوص و تقييد و عید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی و عید حتمی اور ایفلاع کے وقت اس میں کمی کی، تو عفو مفقود اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل لیجئے، تو عام مطلقاً سہی، بہر حال خلف کہ اس کا مساوی ہے، کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہ، اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم کو امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد لله على اتمام المحجة و ايضا المحجة حجت تاسعة قاسره قالعہ قائلہ قارعه بازعة التہیین و امغرة الكذابین، اقول وباللہ التوفیق۔ ایہا المسلمون ذرا قلب حاضر و کار اس مدعی جدید غیر ہندی و رشید نے کذب باری عز و جل کا صرف امکان عقلی ہی ائمہ دین کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ معاذ اللہ انہیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر مجد اللہ ان کا دامن سنت مامن تو کفر و ضلالت کے ناپاک دھڑوں سے پاک و منترہ، مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں، یوں نہ مائیں، تو مفصل جانیں۔ اصل امر یہ ہے کہ خلف بایں معنی کہ متکلم ایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی، اس کے خلاف عمل میں لائے، بلاشبہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس معنی پر خلف کو ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ مانئے بعینہ وہی حکم کذب کے ثابت ہو گا کہ یہ جانب وجود ہے، اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے

فان کذب باری و تعالیٰ نے ائمہ دین کو کفر صریح کا قائل بنا دیا۔

سنة المغفرة و قاية شر الذنوب بالذکریة اه عليه ۱۲ سنہ رفقی اللہ تعالیٰ عنہ



مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اس کے محال و ناممکن، تو لاجرم اس کا امکان اس کے جواز اور اس کا وجود اس کے وقوع اور اس کا وجود اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت و ضلالت سے کلام علماء میں خلف کے یہی معنی سمجھے کہ باری تعالیٰ عیاذاً باللہ بات کہہ کر پلٹ جائے، خبر دے کر غلط کر دے لہذا جواز خلف پر امکان کذب کو متفرع کیا، حالانکہ حاشا اللہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحتاً اس معنی مردود و مخترع عنود کا رو بلیغ فرماتے اور جواز خلف کو تخصیص نصوص و تقیید و عید و غیر ہما ایسے امور پر بنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ معاذ اللہ کہہ کر پلٹنا، نہ بات کا بدلنا، اس امر پر دلائل قاہرہ و تصریحات باہرہ سن ہی چکے، مگر ان حضرات کو یہ مسلم نہیں خواہی نخواستہ ہی خلف کو اسی معنی پر ڈھلتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اس کے جواز سے امکان کذب کی راہ نکالیں، بہت اچھا اگر یہی معنی مراد ہوں، تو اب نظر کیجئے کہ جواز خلف کے کیا معنی ہیں، اور وہ اپنے کس معنی پر ائمہ میں مختلف فیہ، حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہیں، بلکہ قطعاً جواز شرعی و امکان وقوعی میں نزاع ہے جس کے بعد

لہ اقول هل عسیت ان تتقطن مما القینا و نلفی علیک من الابحاث و نقلنا و ننقل لک من کلنت العلماء ان الکلام فی مطلق الخلف فی حق العصاة لا الخلف المطلق فیہم ولا الخلفا فی الکفار لوفاق اهل السنة الوعیدیة علی استحالة شرعاً اما الثاني فظاهر و اوضح وقد نص علیہ القرآن العزیز و اجمعت علیہ الامة جمیعاً و اما الاول فنقل علیہ ایضاً غیر واحد الاجماع وهو الصواب من حیث النظر و ان نقل العلامة فی حاشیة العلانی خلافہ ففی ہذین ان کان الخلف فلا یكون الا فی الامکان العقلی و لہذا حمل علیہ العلامة ش بیدانی لا اعلم خلافاً بین اهل السنة فی جواز الاول عقلاً و الثاني و ان وقع فیہ خلاف و لکن المحققین ہہنا علی الجواز و لم یخالف فیہ الا اقل قلیل کما سیأتی فالذی وقع عن العلامة ش اشتباہ یجب التنبہ لہ وقد اوضحنا علی ہامشہ و لو ان امرضنا فی المقام لا یتعلق بتعد ذلک لا یتنبأ بالتحقیق فیما ہنالک ثم من البدیہی ان امکان عدم التعذیب عقلاً مع استحالة شرعاً دخل فی الرد علی ہؤلاء الجہلۃ کما لا یخفی علی عاقل فضلاً (باقی صفحہ ۸۰ پر)

امتناع بالغير بھی نہیں رہتا، دلائلِ سنّیہ اوّل اہل سنّت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرتِ عاصیانِ کبائر کو دکان و بے توبہ مردگان کے امکانِ عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ نہ فرمائے، مگر امکانِ شرعی میں اختلاف پڑا، اہل سنّت بالاجماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقہ و عید یہ سمعاً ناجائز اور حذاب واجب مانتے ہیں، انہوں نے آیات و عید سے استناد کیا، اس کے جواب میں جوازِ خلف کا مسئلہ پیش ہوا یعنی اے معتزلہ! تمہارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوع و عید شرعاً واجب مانتے ہیں، وہ خود ہمارے نزدیک جائز الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا، اور شرعاً وجوبِ عذاب کو تمہارا دعویٰ تھا ثابت نہ ہوا امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں البعث الثانی عشر، اتفقت الامة ونطق الكتاب والسنة بان الله تعالى عفو عفوس يعفو عن الصغائر مطلقاً وعن الكبائر بعد التوبة ولا يعفو عن الكفر قطعاً واختلّفوا في العفو عن الكبائر بدون التوبة فجوسرہ الاصحاب بل اثبتوا خلافاً للمعتزلة تمسك القائلون بجواز العفو عقلاً وامتناعه سمعاً ودهم البصريون من المعتزلة وبعض البغدادية بالنصوص الواردة في وعيد الفساق واصحاب الكبائر واجيب بانهم داخلون في عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنة على ما مروا الخلف في الوعد لثوم لا يليق بالكرم وفاقاً بخلاف الخلف في الوعد

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۷۹) عن فاضل و سنلقتی علیک تحقیقہ فیہا سیأتی فی سرد الوهابیۃ ال دیوبندیۃ فانظر واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ: عہ قولہ فالذی وقع حیث نقل النزاع المشہور وكون المحققین علی المنع فی کلامہ علی ہذین الخلفین وزعم بتعالیٰ اللہ ان الاشبه ترجم جواز الاول عقلاً فاوہم ان جوازہ العقلی مختلف فیہ واوہم ایہا ما اشد واعظم ان المحققین علی انکارہ وان کان الاشبه عندہ ترجم الجواز مع ان الالعلم فیہ نزاعاً اصلاً ولا نظنہ محل نزاع وان کان فلا شک ان عامۃ الائمۃ علی جوازہم بل صرح اخر ان الصیغ عند المحققین منہ الثانی عقلاً مع ان الامر بالعکس فالحق ان محل النزاع المشہور هو الجواز الشرعی وکلامہم انما ہرزی مطلق الخلف و تحقیق الحق فی محصلہ ما سنلقتی علیک واللہ الہادی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فانه سبباً بعد كما ما. اھ ملتقطاً ويكفو علماء اس جواز خلفت سے عذاب کے وجوب شرعی  
 کو دفع فرماتے ہیں، اور وجوب شرعی کا مقال نہیں، مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو  
 وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور ان کی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کب کہتے تھے، کہ  
 واجب عقلی ہے، جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو، تو ثابت ہوا کہ یہ علماء بالیقین خلفت وعید  
 کو شرعاً جائز مانتے ہیں۔ ثانیاً محققین کہ جواز خلفت نہیں مانتے آیت کریمہ ما یبدل القول  
 لدی سے استدلال کرتے ہیں کما فی شرح عقائد الفسفی وشرح الفقہ الاکبر وغیرہما  
 اور پھر ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالة شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علماء  
 جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافی نہیں ہوتی  
 ہوگی وہ نہ کہیں گے کہ اس سے صرف استحالة شرعی ثابت ہوا، وہ امکان عقلی کے کتب خلافت سے  
 جس کے ہم قائل ہیں ثالثاً واعدی نے بسبب میں آیت کریمہ انک لا تخلف المیعاد سے عبارت  
 و عدم مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو خلفت جائز ہے، تفسیر کبیر میں فرمایا  
 احتیج الجبائی بھذا الایة علی القطع بوعد الفساق وشم ذکر احتیاجہ والاحیویة  
 عند الی ان قال، و ذکر الواحدی فی البسیط طریقتہ احرى فقال، لم لا یجوز ان یخلف  
 هذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلفت الوعد کما ھم عند العرب الخ  
 ظاہر ہے کہ علماء مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی نہیں کیا حاجت تھی  
 کہ انتقائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔ سزا بعباً قائمان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ  
 خلفت وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار۔ عبارت حلیہ الاشبہ ترجمہ القول بجواز  
 الخلف فی الوعد فی حق المسلمین خاصة دون الکفار، ابھی جواز کے رد المحتار گزری کہیں  
 اس کی جگہ اور تخفیف پیش کروں۔ مختصر العقائد میں ہے الملك لله والناس عبیدة وله ان  
 یفعل بہم ما یرید ولکن وعدان لا یعدب احداً بغير ذنب وان لا یخلد المؤمن المذنب  
 فی النار ویستجیل ان یخلف فی میعادہ وکذا وعدان یعدب المؤمن المذنب زیاراً  
 الکافر مؤبداً لکن قد یعفو عن المؤمن المذنب ولا یعدبہ لانه نکریم وتفضل فی قوله  
 الوعد اما فی حق الکفار فلا یکن العفو وان کان نکریم ما وتفضل قال الله تعالی ونو

شتہا لا تینا کل نفس ہذا و لکن حق القول منی الایة اخبار انہ لا یفعل مع الکفار الا  
 بطریق العدل۔ روح البیان میں ہے اللہ تعالیٰ لا یغفر ان یشرك به فینجذ و عبدا فی  
 حق المشرکین و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء فیحوزون ینخلت و عیدة فی حق المؤمنین  
 سبحان اللہ اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وہ تو باجماع اشاعہ بلکہ جاہل سنت حق  
 کفار میں بھی حاصل و ہوا التحقیق۔ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔ شرح مقاصد  
 الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامة ان اللہ تعالیٰ لا یعفو عن الکفر قطعاً و  
 ان جاز عقلاً و منع بعضهم الجواز العقلی ایضاً لانه مخالفت حکمة التفارقة بین من  
 احسن غاية الاحسان و من اساء غاية الاساءة و ضعفہ ظاہر اہل انحصار اسی میں  
 ہے شراذمہ لا یجوزون العفو عنهم فی الحکمة لا جرم بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین  
 جواز، جواز شرعی لیتے اور خلفت کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے، اب تم نے خلفت کے وہ  
 معنی لئے جو ایک قسم کذب ہے، تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب  
 الہی نہ صرف عقلاً بلکہ شرعاً بھی جائز ہو، جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں، یہ صریح کفر ہے  
 والعیاذ باللہ سب العلمین امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں فرماتے ہیں من دان  
 بالوحدانۃ و صحۃ النبوة بنبوۃ تبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لکن جوز علی الانبیاء  
 الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحة بزعمہم ام لم یدعہا فہو کافر باجماع جو اللہ تعالیٰ  
 کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف اور  
 رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے  
 کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے؛  
 سبحن اللہ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ و الثناء پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا جناب  
 باری عزوجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکہ بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا؛ اب تو جانا کہ تم نے اپنی  
 جہالت و قاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی، اور کفر خالص پر معاذ اللہ دین میں نزاع ٹھہرا دی۔  
 سبحن اللہ یہ فہم و فقہت، یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت و آدمیان گم  
 شدید ملک خرافت گرفت؛ ذرا یہ مقام یاد رکھیے کہ آپ کو خاتمہ میں اس سے کام پڑنا ہے واللہ

المستعان علی تصفون : ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم . حجت عاشرة ظاہرہ  
 باہرہ ناہرہ قاہرہ . اقر واوہی من قرینتها الاولی ، اقول وباللہ التوفیق  
 ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کر رہے ہیں مگر عقل صافی و نظر دانی نصیب  
 ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز کہتے ہیں ، اس معنی پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع  
 مانتے ہیں ، تو تمہارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ اللہ دین کذب الہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل  
 جانتے ہیں ، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا ، ولأئیل لیجئے اولاً ہم ثابت کر آئے کہ خلف و عفو  
 ان کے نزدیک متساوی ہیں . اور ایک مساوی کا وقوع ، وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم ، خواہ  
 تساوی فی التحقیق ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود ، اور ثانی اس سے بھی  
 زیادہ ادخل فی المقصود فان الالفکاک فی الوجود الفکاک فی الصدق مع شیء زائد لیکن  
 عفو بالیقین واقع ، ابھی شرح مقاصد سے گزرا جو زہ الاصحاب بل اثبتوا تو ثابت ہوا ، کہ  
 وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع ، اب تم خلف کو اس معنی ناپاک پر حمل کرتے ہو ، تو  
 معاذ اللہ کذب الہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا صدق اللہ تعالیٰ فانہا لا  
 تعی الا بصار ، ولكن تعی القلوب التي فی الصدور : بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں  
 وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ، العیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ ثانیاً یقین تساوی  
 سے قطع نظر بھی کیجئے ، تاہم آیہ کریمہ ویغفر ما دون ذلک سے ان کا استدلال دلیل قاطع ، کہ  
 خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا ، بہر حال وقوع مغفرت وقوع  
 خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا  
 اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں . ثالثاً مختصر العقائد کی عبارت گزرے کچھ دیر نہ ہوئی .  
 جس میں خلف وعید کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا یجوز ان بتروک  
 الوعید نہ کہا بلکہ صاف صاف بتروک الوعید مرقوم کیا ، پھر ثبوت مدعا میں کیا کلام رہا . سراً بعلاً  
 ان ولأئیل قاطعہ عقلیہ کے بعد تمہاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع و دافع شغب یہ ہے ، کہ امام محمد محمد  
 محمد ابن امیر الحاج طبری رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حلیہ میں جو اسی ردالمحتار کی جس سے آپ ناقل اس مقام  
 میں ماخذ ہے صاف بتا دیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے . اب آپ ہی بولیں ، آپ کے

فنگلوہی و ہابی نے خود کو افضل جھوٹا ماننے کا اتنا ارادہ دین کر دیا۔

مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے، اور تم خلف کو اصل کذب سمجھ  
تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں، علیہ کی وہ عبارت یہ ہے الدعاء المذکور مستلزم  
انہ یخون الخلف فی الوعد وظاہر المواقف والمقاصد ان الاثامرة قائلہ بدلانہ  
لا یعد نقصا بل جوداً وکرمًا ولہذا مدح بہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث قال ۛ

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ۛ والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو عسراحتہ مدح بالعفو کو مدح بخلف و عید قرار دیا۔ اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری  
الحمد لله الذي اذا وعد وذا اذا اوعد عفا كذا اسی باب سے ٹھہرایا، اب بھی وضوح حق میں  
کچھ باقی رہا یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحتہ وقوع و وجود کذب الہی کو اہل سنت کا  
مذہب جانا اور ایسے کفر شیعہ و ارتداد قبیح کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذا لک یطبع اللہ  
علی کل قلب متکبر جبار، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار، بالجملہ بحمد اللہ بحج  
قاہرہ وینیات باہرہ شمس و امس سے زیادہ روشن و ابین ہو گیا کہ علماء جس معنی پر خلف جائز  
مانتے ہیں حاشا اللہ اسے امکان کذب سے اصلاً علاقہ نہیں، ان کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع  
و عید بوجہ تجاوز و کرم ہے، کہ عین عفو یا عفو کا مساوی و ملازم، اور یہ معنی نہ صرف جائز بلکہ باجماع  
اہل سنت بلاشبہ واقع، رہا خلف بمعنی تبدیل قول و تکذیب خبر، جس کے جواز پر امکان کذب  
متفرع ہو سکے، ہرگز ان علماء کی مردانہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں، بلکہ وہ بالاتفاق  
یک زبان و یک دل اس سے تبری و تحاشی کامل کرتے، اور کذب الہی کے استحالة قطعی و  
اتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں، اول سے آخر تک ان کے تمام کلمات و محاورات و وجوہ  
مناظرہ و طرق رد و اثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل و ناطق فصل کما قد ظہر  
علی کل دی عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف  
کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدہ مدعی بے باک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق  
تک خبر آئی، یوں میں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء  
قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی، جس پر ان حضرت

فی عفو و الا سے صدر  
کے جو معنی ہیں انہر و ان

نے تفریح کی ٹھہرائی، اس پر وہ شدید و عظیم نیک فرمائی، کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی، اسی تفسیر میں فرماتے ہیں الخیر اذا جهر علی اللہ الخلف فیہ فقد جوس الکذب علی اللہ تعالیٰ و هذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انه تعالیٰ منزلا عن الکذب و معلوم ان فتح هذا الباب یقضى الی الطعن فی القرآن و کل الشریعة اہل مخلصاً یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز رکھا جائے، تو بے شک کذب الہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ وال کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں، کہ باری تعالیٰ کذب سے منزہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تکبیرے جائیگا۔ بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں بدعیان علم و دیانت و رشد و شیخیت اغوائے عوام و بلیس مرام کو یوں دیدہ و دانستہ کو مقرر بن جاتے اور خود خالق و شرم خلائق سب کو یک دست سلام کر کے اٹھ دین پر یوں کھلے بہتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں۔

چشم باز و گوش باز و این ذکا ۛ خیرہ ام در چشم بندے خدا  
 فان کنت لا تدری فکنت مصیبة ۛ وان کنت تدری فان مصیبة اعظم  
 بس زیادہ کیا کہوں سو اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین۔ تنبیہ ندیہ الحمد للہ تحقیق ذرۃ  
 علیا کو پہنچی، اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا، کہ جب  
 خلف یعنی تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور معنی مساوی عفو بالا جماع جائز بلکہ واقع، تو  
 علمائے مجوزین و محققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے اقول وباللہ التوفیق و بہ العروج  
 علی اوج التحقیق علی الخیر سقطت ان نشاء نزاع اس اطلاق خلف کی تجویز ہے مجوزین  
 نے خیال کیا کہ خلف و عید معاذ اللہ کسی عیب و منقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو و کرم پر دلیل  
 ہوتا اور محل مدح و ستائش میں بولا جاتا ہے، ولذا جابجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے  
 ہیں قال قائلہم ۛ

وانی وان اعدتہ او وعدتہ ۛ الخلف ایعادى و منجر موعدى

تحقیق نفیس کہ سند ظن و یہ عالم میں کس سے پر تکلف نہ ہیں

## وقال آخره

اذا وعد السراء انجز وعده \* وان اوعد الضراء فالعفو مانعه  
 بنا بر ان خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنی محال یعنی تبدیل مقال کو موہم اور  
 یہاں ایہام محال بھی منع میں کافی کما نصوا علیہ فی مسئلۃ معقد العن اور اس کے ساتھ وقوع  
 تمدح صرف مخلوق میں ہے، خالق عزوجل کا ان پر تیا صحیح نہیں، لاجرم اس تجویز سے تماشی  
 کی خلاصہ یہ کہ آیات وعید میں بنظر ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے۔  
 اگرچہ بنظر تخصیص و تقید حقیقت خلف سے قطعاً منزہ، تجویز میں اسی خلف صوری کو خلف  
 وعید سے تعبیر کرتے اور اسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے، اور محققین منع فرماتے ہیں، کہ  
 موہم نقص و قدح ہے، ورنہ اگر خیال معنی کیجئے تو بلاشبہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً  
 بالاجماع جائز و واقع، ولہذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفاء  
 امام قاضی عیاض میں مسئلہ خلف کو اہل سنت کا اتفاقی قرار دیا، اور اس میں خلافت صرف  
 معتزلہ کی طرف نسبت کیا حیث قال الوعید لا یجوز ان تخلفہ عند المعتزلۃ لقولہم  
 بانہ یجب علی اللہ تعالیٰ تعذیب العاصی پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے  
 کہ معنی مقصود و مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلافت ہے، اہل سنت میں  
 کوئی اس کا منکر نہیں، جس طرح معنی کذب و تبدیل کے بطلان و امتناع پر اہل سنت بلکہ اہل  
 اسلام بلکہ اہل مل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے، جس میں کسی فرقہ کا خلافت معلوم و ظاہر نہیں یہ  
 ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر ائین و تقریر رشیق والحمد للہ ولی التوفیق علی الہمام المتحقق  
 وارشاد الطریق امام محقق مدقن علامہ علی نے اسی علیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب و  
 تبدیل سے وہ تماشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ میں گزری، پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد  
 کی السراء بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب مسئلہ جواز خلف میں وعید  
 سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے + یعنی انتہا الفاظ وعید  
 پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے، کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے، پھر جبکہ  
 بدلائل قاطعہ ثابت ہو کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی، حالانکہ وہ عموم صرف



صوری تھا، نہ حقیقی، کہ حقیقت میں عموماً وعید آیات مشیت سے مکتبِ تقیید جن کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہوگی، پس اس قدر محصلِ خلف ہے جسے معاذ اللہ کذب و تبدیل سے کچھ علاقہ نہیں، پھر اس مراد و مقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں ثم حیث کان المراد هذا فالوجه ترك اطلاق جواز المخلف في الوعد والوعيد دفعا لايهام ان يكون المراد منه هذا المحال یعنی جب معلوم ہو گیا کہ جوازِ خلف سے صرف اس قدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذ اللہ امکانِ کذب کو راہ دے کہ کذب و تبدیل تو یقیناً اللہ تعالیٰ پر مستحیل تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جوازِ خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اس معنی محال کا وہم نہ گذرے + واقعی امام مدوح کا گمان بجا تھا، آخر دیکھئے نہ کہ اس چودھویں صدی میں جہاں سفہا کو وہ وہم آڑے ہی آیا والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔ پھر فرماتے ہیں وانما وافقنا ہم على الاطلاق لشهرة المسئلة بينهم بهذه الترجمة واستغفر الله العظيم من كل ما ليس فيه رضا كما ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ ان میں اسی نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم عزوجل سے مغفرت چاہتے ہیں ہر اس بات کی جو اسے پسندیدہ نہیں + سفیہ جاہل دیکھے کہ اس کے امکانِ کذب کے شوشے کدھر گئے قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے توفیق المولے سبحنہ و تعالیٰ اس مقام کی زیادہ تحقیق خواہی شرح عقائد و شرح مقاصد و شرح مواعظ پر ذکر کی، اگر مخالفت تطویل نہ ہوتی ان نقاش جلیدہ کو زیور گوش سامعین کرتا و فیما ذکرنا کفایة والحمد لله ولی الهدایة غرض اس مقدار سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود ان کے مقتضائے کلام و مقال و تمسک و استدلال سے جدا پڑنا اور توجیہ القول بالایرضی بہ قائلہ کرنا اور ان کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور ان ہمالک شنیعہ و قبایح فظیعہ کا ان کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ تبصریح صریح تبری کرتے ہیں، اور واقعی سجد اللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عند التحقیق اس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے، پھر ایک فریق کے

دوسرے پر الزامات حقیقتاً اپنے معنی مراد پر الزام ہیں، جس سے دوسرے کا ذہن خالی، نہ اس کی مراد سے انہیں تعلق، نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کر سکتا ہے، کہ وہ امر جس کا الزام دیا گیا، فریقین میں مختلف فیہ ہے، بلکہ یہ تو عامہ نزاعات حقیقیہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا، چہ جائے صورتیہ و لفظیہ الزام اسی امر سے دیتے ہیں، جس کا بطلان متفق علیہ ہو، مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی یہ خصوصاً جبکہ ایک امر میں اختلاف دوسرے میں تنازع کی فرع ہو کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام صادرہ علی المطلوب ہے، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل کہ طرف مقابل سخت ابلہ و جاہل، خیر بات دور پہنچی نظائر لیجئے مثلاً ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام عارف باللہ حارث محاسبی و جعفر بن حرب و عبد اللہ بن کلاب و امام المتکلمین عبد العزیز مکی و ائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف امام بہام ابو الحسن اشعری قدس سرہ مائل، بلکہ اسی پر امام الائمہ سراج الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نص شریف دلیل کامل اور امام عماد السنہ احمد بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول ثانی منقول، اور یہی ائمہ بخارا و منہ افقہم کے نزدیک مختار و منصور و معتمد و مقبول، اس پر ائمہ سمرقند و بخارا میں نزاع کو جو طول ہوا مخفی نہیں انہوں نے ان پر مخلوقیت قرآن کا الزام رکھا، انہوں نے ان پر نامخلوقیت افعال عباد کا طعن کیا اور حقیقت دیکھتے تو بات کچھ بھی نہیں، اپنی اپنی مراد پر دونوں سچ فرماتے ہیں، ایمان مخلوق ہے شک مخلوق، کہ مخلوق و صفات مخلوق سب مخلوق، اور ایمان کہ صفت خالق عز و جل ہے جس پر اسمائے حسنی سے اسم پاک مؤمن دلیل یعنی اس ملک جلیل جل جلالہ کا ازل میں اپنے کلام کی تصدیق فرمانا، وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق و صفات خالق مخلوقیت سے منزہ ہکذا قررہ الفاضل العلامة کمال الدین ابی شریف القدسی فی المسامرة شرح المسامرة اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق یا بعض افعال مخلوق کا نا مخلوق ہونا ائمہ اہل سنت میں مختلف فیہ ہے حاشا و کلا۔ یوہیں مسئلہ زیادت و نقصان ایسان کہ قدیم سے مختلف فیہا، امام رازی وغیرہ بہت محققین اسے بھی نزاع لفظی پر اتارتے ہیں، منہ الروض میں ہے ذہب الامام الرازی و کثیر من المتکلمین الی ان هذا الخلاف لفظی مراجع الی تفسیر الایمان پھر کہا ہذا

فائزہ جلیلہ: مسائل اصول میں اختلافات اکثر نزاع لفظی وغیرہ اس مسئلہ کی طرف راجع ہوتے ہیں الزامات ناظرہ کو شککھنے فیہ جائنا جمالت ہے

هو التحقيق الذي يجب ان يعول عليه اسی طرح اور مسائل پائے گا، اگر اس پر حمل کیجئے جب تو امر نہایت ایسر مجوزین بمعنی مساوی عفو لیتے ہیں اور مانعین بمعنی تبدیل، قول دونوں سچ کہتے ہیں، اور دونوں اجماعی باتیں، مگر فقیر نے بحمد اللہ جو تنقیح مناظر کر دی، اس پر نزاع بھی معنوی رہی، اور قول مانعین کا محقق و راجح ہونا بھی کھل گیا، اور بہالت جاہلین کا علاج بھی بحمد اللہ بروجہ کافی ہو لیا ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون: اللهم لك الشكر الابدی والمن السرمدی والحمد لله رب العالمین۔ تسجیل جلیل و تکمیل جمیل۔ اقول وباللہ التوفیق برہمی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابل رحم۔ غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل و دیانت کو پان رخصت دیا، اپنے رب کو جیسے بے لائق کذب کر دینے کا ذمہ لیا، ائمہ امت و مساوات ملت پر کھلی آنکھوں جینا بہستان کیا، غرض لاکھ جن کر چھوڑے مگر کال نہ گنا، یعنی امام کی پیشانی سے داغ صفالت مٹنا تھکانہ مٹا، آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کا ہے پر چھڑی تھی، ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین و الآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے۔ اور ختم نبوت ناقابل شریکت تو امکان مثل مستلزم کذب الہی اور کذب الہی محال عقلی ہے

منزلاً عن شریک فی محاسنہ : فجوہر المحسن فیہ غیر منقسم

اس پر اس سفید نے جواب دیا کہ کذب الہی محال نہیں ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہو جائے، اور اس پر جو بیانات بکے ان کی خدمت گزاری تو آپ سن ہی چکے، اب یہ حضرت اس کی حمایت میں خلف و عید کا مسئلہ پیش کرتے ہیں یعنی ان کے امام نے نبی نہ کہی بلکہ اس کا قول ایک لڑوہ ائمہ کے موافق ہے اے سبحان اللہ

امامے چنین مقتدیے چسناں : جہاں چوں نہ بیند بے چسناں

اے حضرت سب کچھ جانے دیجئے، مگر یہ آیت کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز خلف پر متفرع کیجئے گا یہ تو دعویٰ ہے، یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمہیں اس نفل جمیل سے شرف کیا

تمہاری شریعت مطہرہ کو شرفِ افضلیت بخشا، تم ناسخِ ادیان ہوئے، تمہارے دینِ متین کا ناسخ کوئی نہ آسکے گا، تم سب سے بلند و برتر رہے، تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا۔ اس میں خلف تو ہر طرح بالاجماع محال ہے۔ پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا، اور مخالفتِ اجماعِ مسلمین و احداثِ بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا؟ ہاں یہ اس کی اور ساتھ لگے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہئے کام ہو جانا قسمت کا بد کہ دین و دیانت سے یوں کسی ٹھہنی، اور امام بے چارے کی بات بھی نہ بنی، نہ خدا ہی ملانہ وصالِ صنم! جبک الشئی یعنی ویصم سے ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے بہک گئے دینِ حق کا رستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ۷

اذا كان الغراب دليل قوم ۷ سيد يهم طريق الهالكينا  
الحمد لله بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقتہً اکیس دلائل قاسرہ میں کہ حجتِ رابعہ میں وجہ ۲ و وجہ ۳، حجتِ سادسہ میں ثانیاً، حجتِ تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً ثالثاً رابعاً بالجملة کے بعد عبارتِ امامِ رازی تنبیہ نبیہ میں کلامِ امامِ علیؑ یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انہیں مدعی جدید پر اکیس کڑے سمجھیے تو بائیسواں تا زیاں نہ پہنچیل جلیل کا ہوا، اوپر کے سوا ایک سو بائیس کڑے انہیں جمع رکھیے اور آگے چلئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہارِ جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری۔ اب وقت وہ آیا کہ ادھر عطفِ عنان کر دن اور پیلن حکم قائل کے لئے میدانِ بین تحقیق رفیع میں قدم رکھوں واللہ الہادی و ولی الامیلاہی والصلاۃ علی حبیبہ سراج النادی ۷

## خاتمہ، تحقیق حکم قائل میں

اقول وباللہ التوفیق اللہم اغفر لنا الضلال والکفر اجان برادر یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا، اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ یہ پوچھ کہ ان امام و ماموم پر ایک جماعت اللہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے حاش لشد حاش لشد ہزار ہزار بار حاش لشد!

میں سرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا ہیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن و جلی نہ ہو جائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی نہ رہے فان الا سلام یعلو ولا یعلیٰ لکریہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلا ریب ان تابع و متبوع سب پر ایک گروہ علما کے مذہب میں بوجہ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شناخت ہائکہ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو کس نیند سو رہی ہو گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گدگ خوشخوار بظاہر دوست بن کر تھامے کان تھپک رہا ہے کہ ذرا جھٹ پٹا ہو اور اپنا کام کر لے جو پاؤں میں تمہاری بے جا ہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے، کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج میں بھڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنے خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، یہاں یہاں اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپاں سمجھ رہے ہو دانش وہ چوپان نہیں خود بھڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھا، حقیقی بھڑیٹے نے جب سے اُسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے

فہمید نصحت امیر

لے ابھی تک کی قید محمد اللہ تعالیٰ نے کس قدر مفید و با معنی واقع ہوئی، ان مدعی جدید یعنی جناب مولوی گنگوہی دلتا اینٹی صاحبان مع فدیات کے وہ اقوال ظاہر ہوئے کہ جناب اسمعیل دہلوی کو بھی ان کے آگے کفریات پکنے کا موٹہ نہ رہا، اُس پر تو کفر لازم ہی ہوا تھا ان صاحبوں نے دل کھول کر موٹہ بھر کر وہ صریح یقینی قطعی کفر کیے جن پر تمام اکابر علمائے حرمین شریفین نے فتوے دیا کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس کا بیان کتاب مبارک حسام الحرمین و کتاب مبارک تمہیدایان آیات قرآن میں مع مواہیر علمائے حرمین شریفین ملاحظہ ہو، ان دونوں کتابوں کا مجموعہ فدوی کتب خانہ لاہور سے طلب فرمائیے ۱۲۰ عجاز الہندی مصحح عہ یعنی امام ابو ہامیہ ۱۲۰ عہ یعنی شیطان ۱۲

کی ٹٹی بنا لیا، اب وہ بھی اگے دڑے کی خیر مناتا اور بھولی بھیر یوں کو لگا کر لے جاتا ہے، اللہ اپنی حالت پر رحم کر دے، اور جہاں تک دم رکھتے ہو، ان گرگ و ناثب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گٹھے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں آکر بلو کہ امن چین کا راستہ چلو، اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو، اسے رب میرے ہدایت فرما آمین **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس لائے، اوسان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اہامہ اللہ لنا حتی نلقا کا بہ یوم النقیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام امین اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر عاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم وراحم عجزنا وخصمنا بلطفہ الفخیم انه هو الغفور الرحیم امین امین اللہ الحق امین پوریہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، وہ طرح ہوتا ہے، لزومی و التزامی التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحاً خلاف کرے، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑھے اور کمال اسلام کا دعوت کرے کفر التزامی کے ہی معنی نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو، جیسا کہ بعض جہاں سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعوت کیا، وہ بعینہ کفر و مخالف ضروریات دین ہو، جیسے طائفہ تالفہ نیا چہرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیاء علیہم افضل الصلاة والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ و سلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات غلطہ کو لے کر نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انہیں کفر سے بچائیں گے، نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلہم اللہ انی یوفونہ اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مال سخن و لازم حکم کو ترتیب مقدمات و تہمید تقریبات کرتے بے چلیئے، تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض

تفصیل التزامی کا مفہوم

کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر  
 المؤمنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تفضیل جمیع صحابہ رضوان  
 اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف ثبوتی اور وہ قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتاً اس لازم کا اقرار نہ کیا  
 تھا بلکہ اس سے صاف تخاصی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر  
 کرام علی مولیٰ ہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی  
 و فاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں، اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف  
 ہو گئے جنہوں نے نال مقال و لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں  
 بدعت و بد مذہبی و ضلالت و گمراہی ہے و العیاذ باللہ سب العلمین امام علامہ قاضی عیاض  
 رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں قال بالمآل لما یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ  
 من ہبہ کفرہ فکانہم صرحوا عندہ بما دئی الیہ قولہم ومن لم یراخذہم بمآل  
 قولہم ولا الزمہم بموجب مذہبہم لم یرا کفارہم قال لانہم اذا وقعوا علی ہذا  
 قالوا لا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا و نعتقد نحن و انتم انہ کفر بل نقول ان  
 قولنا لا یؤل الیہ علی ما اصلناہ فعلی ہذین الماخذین اختلف الناس فی الکفار  
 اهل التاویل والصواب ترک اکفارہم اہل مخلصاً جب یہ امر محمد ہولیا تو اب ان امام و  
 ماموم کے کفریات لزومیہ گنیے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں، اس نے تو صرف انہیں چند  
 سطروں میں جو تمیزیہ سوم میں اس سے منقول ہو میں کفر لزومی کی سات اصلین طیار کیں، جن  
 میں ہر اصل صندہ کفر کی طرف منجر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفرد العیاذ  
 باللہ العلی اکبر اصل اول جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے  
 ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفروں کی کتنی نہیں مگر اسی  
 قدر شمار کدوں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود  
 کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے  
 (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ  
 میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لیٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہو سکتا

ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا لطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیت کریمہ واللہ خلقکم وما تعجلون ہ حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا **اصل دوم** خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصداً بچتے ہیں (ہذیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صد ہا درجے فزون جس سے لازم کہ اس بے باک کے مذہب ناپاک پر ۲۰ اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں سب باطل و بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) آہن (۲۴) کابل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) مکلا (۲۸) گونگا سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) ادنگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے۔ (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے ازلی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اُس کی الوہیت قابل زوال ان سب لزوجوں کا بیان تازیانہ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا اور حقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بے شک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے من نفی او اثبت ما هو صریح فی النقص کفر الخ **اصل سوم** جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اُس کے معبود کی جو رو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اُس کی ہلک سے خارج ہیں الی غیر ذلک من الکفریات (دیکھو تازیانہ ۵ تا ۸) **اصل چہارم** صدق الہی اختیار ہی ہے (۵۸) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر (۵۹) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اُس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی



کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الی غیر ذالک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا الزام گزرا **اصل پنجم** علم الہی اختیاری ہے (تنبیہ بعد تازیانہ ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر فتوائے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالیٰ ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابل فنا ہے۔ الی غیر ذالک **اصل ششم** کذب الہی ممکن ہے، اور ہم ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان واقعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے، اور (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر انان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندرج (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب نامکن **اصل ہفتم** (۷۴) اللہ تعالیٰ بندوں سے چرا چھپا کر بہلا بھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کر دے تو کچھ حرج نہیں (تازیانہ ۳۱) یہاں یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں تمہارے لئے اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر لشر حساب کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر خیر میں صاف صریح احتمال نقص باقی، تو یقین کیسا؟ تو ایمان کہاں والعیاذ باللہ سبب العلمین۔ ہماری تقریرات سابقہ و تحریرات لاسف دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صد ہا تک پہنچا سکتا ہے بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گئے گئے پھر بھی معاذ اللہ کچھ کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں، باقی کفریات تقویت الایمان و صراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے، پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے۔ جو ایمان تقویت الایمان پر صراط نامستقیم میں اہل گھلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ و اقبالیہ کی تفصیل کرتے ہی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جائیے، تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا موٹھ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک و دھڑی دھڑی کر کے بیچا، محض بلا وجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا، یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ بیچا، گویا حضرت کے نزدیک کفر موعظ

سے لکھا، پھر یہ خود اُس سے بچکد کہاں جاتے کہ کرد نیافت کما تدين تदान ۛ  
 ویدی کہ خونِ ناحق پر دانہ شمع را ۛ چنداں امان نداد کہ شبِ راسخ کند

كذلك العذاب وللعذاب الآخرة اكبر لو كانوا يعلمون ۛ اللهم احفظ لنا الايمان  
 واعصمنا من شر الشيطان بجاه جيبك محمد سيد الانس والجان صل على الله تعالى  
 عليه وسلم وعلى آله وصحبه وشرف وكرم امين والحمد لله رب العالمين ۛ ان امام  
 صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانی اور پر گزرے تھے پچھتر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک  
 تم پچھتر وجہ سے کافر ہو امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد  
 رکھیے اب مقتدری صاحبوں کی طرف چلیے، ان میں دیوبندی تعلید نے تو دیوبندگی یعنی  
 اُس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس  
 پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا، صرف انہیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اُس کی باقی خرافات  
 شدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں، تاہم معرض بیان میں سکوت نامحسوس، لہذا بطور  
 اجہال تعرض مقصود قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ ہوئے اقول یہ زبانی  
 اظہار محض ہے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز و قومی ہوا جیسا کہ تمہارے امام کا  
 مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحتاً ام تقولون علی اللہ ما لا  
 تعلمون ۛ میں داخل ہونا ہے، وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں  
 یہاں بنہایت وضوح واضح جاری، جنہیں مجد الشہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری کی

ۛ تنبیہ ضروری۔ واقع منصب افتا جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل و ضلال کی نسبت سوال سائل ہو  
 اُس پر اُس کلام کی شناختوں کا اظہار قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی و جاہل ہو کہ تمام جواب  
 و احکام صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قائل قائل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل  
 مدعیان جدید کوئی اکابر و متبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس رد و تبلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت  
 براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا بہتہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، در نہ کلام فقیر ضرورت لفظ  
 محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوت اور خصوص متکلم سے نظر موصوف ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

پوری ذمہ داری، سچا ہے تو کذب الہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے۔ اور جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطر داری عوام کے لئے تھی، آخر اس کا امام صراحتاً لکھ ہی چکا کہ چڑا چھپا کر خدا جھوٹ بولے تو کچھ حرج نہیں اللہم انى اعوذ بك من اضلال الشيطيين: والعياذ بالله رب العالمين قوله لگے بول سکتے اقول انظر كيف يفترون على الله الكذب وكفى به اثماً مبيناً قوله بشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجے اقول تلخ نظر اس سے کہ مو من طبع کی تعذیب ہمارے ائمہ کرام ما ترید یہ اعلام قدست اسرارہم کے نزدیک محال عقلی، مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے امتناع تعذیب الطائع مذہبنا معشر الما ترید یہ فانہ نقص مستحيل عليه سبحانه وتعالى عقلاً اہ ملخصاً اور امام نسفی وغیرہ بعض علمائے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا امام ابن الہام مسایرہ میں فرماتے ہیں صاحب العمدۃ اختاران العفو عن الکفر لا یجوز عقلاً اس قائل سے پوچھیے انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنہوں نے کبھی طاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذ اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علما سے اپنا حکم پوچھ دیکھے، اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر مؤا، اور ممتنع بالذریعہ جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف ہجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالة ممکن محض ناممکن اب وہ غیر کیا ہے یہی لزوم کذب باری عزوجل تو آپ ہی کی دلیل سے ثابت ہوا کہ کذب

سے طرفہ یہ کہ وہ رد المحتار جس سے مدعیان جدید اس سئلہ میں جہلاً متمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کی تصحیح و مستند قرار دیا حیث قال لکنہ مبني علی جواز اذعوان الشرك عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعد و قد علمت ان الصمیم خلافتاً لہذا لہذا بہ کذا لہذا جواز عقلاً ولا شرعاً اور اسی طرف سے اس کے اخذ حلیہ کا کلام ناظر کما لا یخفی علی من طالعه بامعان النظر واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے فان قلت لم لا یجوز ان یکون هذا ایضاً محالاً لغيره وذلك الغير المستحيل بالذات شئیناً آخر قلت لم لا یجوز ان یکون هذا هو ذلك الغير المحال بالذات ولا جملہ عباراتہ و معہ محالاً بالذات شئیناً آخر باحتمال تشبثنا باخر و کنا مصیبین و کنت من المخاطبین لانک مستدل بھذا الدلیل علی امکان کذب امام مدعیان و اما غاصباً فیکفیک عیسیٰ ولعل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باری محال ذاتی ہے، اسے ذی ہوش و رو دہش کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب الہی کو مستلزم۔ شرح عقائد میں ہے لو وقع لنہم کذب کلام اللہ تعالیٰ وہو محال۔ شرح فقہ اکبر میں ہے قال اللہ تعالیٰ لا یكلف اللہ نفساً الا وسعہا وعن ہذا النص ذہب المحققون من جوزہ عقلا من الا شاعرۃ الی امتناعہ سمعا وان جاز عقلاً ای والالزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ سبحان اللہ یہ نوعقل وفہم اور آہلیات میں بحث کا وہم قولہ تو کسی کا اجارہ نہیں اقول یوں تو تم اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالیٰ اپنے آپ کو ناقص و ملوث و عیبی بنائے تو کسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کر دے، تو کسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا، کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اس نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے، تو کچھ حرج نہیں، اور بے شک عرف میں یہ کلام اسی معنی کو مفید ہوتا ہے، تو محض غلط و باطل، اور اجماع امت و نصوص قاطعہ کے خلاف، بے شک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچا مالک معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرے، جس کے استحالہ پر نصوص بے شمار سننتے آئے، اور علیہ کا کلام تازہ گزرا اور شرح عقائد و شرح فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی، مگر ہاں تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا، تمہارا امام تو صاف کہہ چکا کہ اس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں، پھر اینہم بر علم اللہ ایمان و حیا بنخشے قولہ "اور یہی امکان کذب ہے" اقول محض تمہارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم

لہ و اقول ایضاً بلکہ اد جاہل اگر یہ تیری دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا معاذ اللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے باہم وہ خلاف پر قادر اس تقدیر پر اس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالیٰ عن ذالک علوا کبیرا، ہاں اسے جاہل! اب تو یا تو امکان جہل بھی مان یا امکان کذب پر ان جھوٹے شوشوں سے درگزر، اللہ تعالیٰ ہدایت بنخشے آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے اس کا امکان ذاتی، اس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات، بلکہ یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا، نہ ذاتی، ورنہ محال بالذات ہوتا نہ بالذات بالذات، یوں تو لازم کہ باری تعالیٰ و تقدس واجب الوجود نہ رہے، یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائیں، و جب ملازمت سنئے: زید آج موجود ہوا، اس کا اس وقت وجود علم الہی سبحانہ و تعالیٰ میں تھا یا نہیں، اگر نہیں تو علم محیط باری جل و علا متنفی ہوا، اور انتفائی علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائی مقتضی کو مقتضی، تو باری عز و جل معاذ اللہ معدوم ہوا، اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور ہاں تو اس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے، عدم علم اور عدم علم عدم عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذات ممکن، تو باری جل و جلالہ واجب الوجود نہ ہوا۔ اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا واقعی تم بے چارے معذور ہو، کہ حقائق علوم و دقائق فہوم میں بے چاری گنگو ہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا، ذرا کلمات علماء پر نظر کیجئے، تو آپ کو اپنی دانش مندی پر یقین کامل آئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ لما اوجد العالم بقدرہ، تہ و اختیارہ، فعدمہ ممکن فی نفسہ مع انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل ان الممكن لا یلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاته واما بالنظر الی امرض اند علی نفسہ فلا نسلم انہ لا یستلزم المحال۔ شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان قیل ما علم اللہ او اخبیر بوقوعہ یلزم من فرض وقوعہ محال وهو جہلہ او کذبہ تعالیٰ عن ذلک وکما یلزم من فرض وقوعہ محال فهو محال ضرورۃ امتناع وجود الملزوم بدون اللزوم فجوابہ منع الکبریٰ واما تصدق لوکان لزوم المحال لذاتہ اما لوکان لعارضہ کالعلم او الخبر فیما نحن فیہ فلا لجواز ان یکون هو ممکننا فی نفسہ و منشؤ لزوم المحال هو ذلک العارض غرض استحالة ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کر کے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالة لازم بالذات سے استحالة ملزوم بالذات کا حکم تو کیا جس کا محققین نے یوں حل کر دیا، مگر ایسی جگہ امکان مستلزم سے امکان لازم مستحیل بالذات

یہ حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصہ خاصہ تھا کہ اس کے رد میں بھی علماء کا وہ حل کافی و دافی ہوا  
 سخن اللہ میں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں، آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سنیئے اسی بحث  
 کذب والی یکرزی میں کیا کہتا ہے، اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل "جسے یہاں  
 اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے" مستلزم کذب ست پس ان مسلم  
 ست و کسے دعویٰ وقوع مذکور بالفعل نہ کر وہ و اگر مقصود این ست کہ امکان وقوع مذکور مستلزم  
 کذب نفسی ست از نصوص قرآنیہ پس ان نفس را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نفس بر نفسی  
 امکان وجود مذکور دلالت میکند و اگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب  
 ست پس ملازمت ممنوع ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نفس ست پس تحقق عدم مذکور  
 البتہ مستلزم تحقق امکان صدق نفس مذکور ست و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست  
 و اما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مذکور مستلزم  
 امکان کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علت نیست والا لازم آید کہ  
 امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد  
 پس عقل اول واجب لذاتہ باشد ما صلش آنکہ تلازم در میان علت و معلول در فعلیت وجود  
 و عدم ست نہ در امکان ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ گردد چہ معلولات او ہمہ  
 ممکنات اندازہً ملخصاً۔ اگر اس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اس نے خواہی نخواہی  
 ذرا سی بات کو بیکھوں میں پھیلا یا ہے، تمہاری مقدس سمجھ میں نہ آئے، تو اسی کا دوسرا بیان  
 مختصر سنو، اسی یکرزی میں لکھتا ہے: "اگر مقصود این ست کہ از وقوع ممکن بیچگونہ محال  
 ناشی نئے گردد و لا بالنظر الی ذاته و لا بالنظر الی الامور الخارجیة پس این مقدمہ ممنوع  
 ست چہ برین تقدیر لازم مے آید کہ وجود ہر معدوم و عدم موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال  
 ست یعنی کذب علم ازلی" دیکھو باوجود امکان ملزوم لازم کو محال ماننا ہے پھر تمہاری جہالت  
 کہ تعذیب مطیع و عفو کافر کے امکان سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو، غرض حق یہ ہے  
 کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے، جسے دیو جہالت کی بند و قید میں کبھی  
 علم و فہم کی ہوا نہ لگی ہو واللہ الہادی۔ خیر یہ تو وہ تھے جنہوں نے تقلید امام سے تجاوز نہ

نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید انہوں نے بے شک ہمت فرا کر وہ طرفہ ابکار افکار ہدیہ  
 انظارِ فحولِ نظار کیں یعنی یہی جوازِ خلف کی تقریرِ نازنین جس کے باعث اُن پر لزومِ کفر کی تین (۳)  
 وجہیں اور بڑھیں ادا لادہ وجہ ہائل کہ تمام معتقدانِ امام الطائفہ کو عموماً شامل یعنی یہ اس کے  
 قول مذکور و جمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بے شک جو کفریات میں تقابلاً کرے قطعاً لزومِ کفر  
 سے حصہ پائے ثانیاً ان حضرت نے جوازِ خلف بمعنی کذبِ ائمہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم  
 بدلائل قاطعہ مبرہن کہ آئے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز فرماتے ہیں اُسے قطعاً جائز و قوعی بلکہ واقع  
 ٹھہراتے ہیں تو ان حضرت نے مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر  
 خالص ہے، ایک جماعتِ ائمہ دین کا مذہب جانا اور اُسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت  
 کا اختلافی مسئلہ مانا اور اُس پر طعن کو بے جا بتایا اور اُس سے تعجب کا رجہلا ٹھہرایا اور بے شک  
 جو شخص کسی عقیدہ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقوٰطع الاسلام میں ہمارے علمائے  
 اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول اوصدق کلام اهل الاهواء اذ قال عندی  
 کلامہم کلام معنوی او معنای صحیح الخ فیرنے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ  
 مبارکہ مقام الحدید علی خد المنطق الجدید میں ذکر کی واللہ الموفق شالمشاً  
 الحمد للہ کہ علمائے سنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نراے اور اُن کے بہتانی خیالوں  
 شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مگر ان کی قوتِ واہمہ نے جو انہیں امام  
 الطائفہ کے ترکہ میں ملی، آئمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذبِ الہی کے جواز و قوعی  
 بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے، تو وہ تراشیدہ علماء ساختہ ائمہ رجن کا ان جہال کے  
 وہم و خیال کے سوا کہیں وجود نہیں، قطعاً اجماعاً کافر مرتد تھے، اب انہوں نے اُن و مسمی  
 موجودوں یعنی مرتدوں کو کافر نہ جانا، بلکہ مشائخ دین و علمائے معتمدین مانا تو خود اُن پر کفر

لہ حل العلامة ابن حجر اهل الاهواء علی الذین نکفروہم ببدعتہم قلت وھو کما افادو  
 لا یتقیم التخریم علی قول من اطلق الا کفار بل بدعتہ فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ  
 فلیتنبہ مقام الحدید علی خد المنطق الجدید، من مصنفات المصنف رضوان اللہ تعالیٰ عنہ

وارندہ اور لازم آنے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکر ضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے امام علامہ  
 قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں فرماتے ہیں الاجماع علی کفر من لم یکفر احداً من  
 النصارى واليهود وكل من فارق دين المسلمين او وقف في تكفيرهم او شك قال  
 القاضی ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفاقاً علی کفرهم فمن وقف في ذلك فقد  
 كذب النص والتوقیف ادشك فيه والتكذيب والشك فيه لا يقع الا من كافر،  
 یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو کسی نصرانی یہودی خواہ کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے  
 جدا ہو گیا کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے امام قاضی ابوبکر باقلانی  
 نے اس کی وجہ یہ فرمائی، کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں، تو جو  
 ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے  
 اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے، اسی میں ہے یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة  
 الاسلام او وقف فيهم ادشك او صح مذهبهم وان اظهر الاسلام واعتقده و  
 اعتقدا ابطال كل مذهب سوا الفهوكافر باظهار ما اظهر من خلات ذلك  
 اہ ملخصاً یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان  
 کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور  
 مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو، کہ  
 اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جبکہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا  
 آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید نامتدی و رشید پر ایک سو بائیس کوڑے اور چوٹے اور ان  
 کے امام کا وبال انہیں کب چھوڑے کہ آخر یہ اسی کے مقلد اور اس کے اقوال کے پورے معتقد  
 معہذا جب ضرب الغلام اہانۃ المولیٰ تو ضرب المولیٰ اہانۃ الغلام بدرجہ اولیٰ، بہر  
 حال یہ پچھتر کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے، ان کے حصے میں بھی یقیناً جڑے، ایک  
 سو ستائیس ہوئے اور تین خاص ان کے دم پر سوار، تو اس مختصر رسالے موجز عجائے میں  
 مدعیان جدید پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھاڑ کذا لك العذاب ولعذاب  
 الآخرة اکر لوکانوا یعلمون ۵



میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام سجن السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا، تو ہیں ان تازیانوں کا عدد درخواست کرتا ہے۔ کہ اس تاریخی لقب دو صد تازیانہ بر فرق جمول زمانہ رکھوں، بالجمہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صد ہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں و فی ذلک اقول

فکفر فوق کفر فوق کفر ، کان الکفر من کثر و دق

کباء أسبن فی نطن دفر ، تتابع قطر کا من ثقب کفر

معاذ اللہ اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے، اگرچہ ائمہ محققین و علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے و هو الجواب وبہ یفتی و علیہ الفتوی و هو المذہب و علیہ الاعتماد فیہ السلامة و فیہ السداد۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اعلام میں فرماتے ہیں انہ یصیر مرتد اعلیٰ قول جماعة و کفی بہذا خساراً وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہو گیا اور اس قدر خسران و زیان میں بس میں : والعیاذ باللہ خیر المحافظین، پھر جبکہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہو گئے، تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں، اور اپنے مذہب نامذہب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تقبیح کی صفات تصریح کریں، ورنہ بطور عادت کلمہ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا رد نہیں سمجھتے، بحر الرائق میں بزاز یہ و جامع الفصولین سے ہے لواتی بالشہادتین علی وجه العادة لم ینفعہ ما لم یوجع عما قال، اور جس طرح اس مذہب حیثیت کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نماں کی نماں ہے اور عیاں کی عیاں، حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا علمت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر و العلانية بالعلانية جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر رواہ الامام احمد فی کتاب الزهد و الطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلائی کا حکم ہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ، پھر علامہ علائی

شرح تئور میں فرماتے ہیں ما یكون كفى اتقا قاي بطل العمل والنكاح واولاده اولاد ذنی  
وما فیہ خلاف یؤمر بالاکستغفار والتوبة وتجدید النکاح پس اگر مولے سبحانہ و  
تعالے ہدایت فرمائے، اور اس کے کرم سے کچھ دور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود  
سے باز آئیں، اور علانیہ رب العلمین کی طرف توبہ لائیں فانخواتکم فی الدین تمہارے دینی  
بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہو جائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان  
کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کر لیں، کہ نماز اعظم عبادات رب  
بے نیاز ہے اور تقدیم و امامت ایک اعلیٰ اعزاز اور فاسق مجاہر واجب التوبین نہ کہ بدعتی  
گمراہ فاسق فی الدین والعباد باللہ رب العلمین، فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے ان مسائل  
کی قدرے تحقیق و تفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلاة و ساء عدی  
التقلید میں ذکر کی، علامہ ابراہیم حلبی عنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں یکما تقدم الفاسق  
کما اھتہ تحریم و کذا المبتدع اھ بلخصاً یعنی فاسق و بد مذہب کی امامت مکروہ تحریمی  
قریب مجرام ہے، جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم واللہ المحکم والیہ  
ترجعون : والحمد للہ رب العالمین ۵

التماس ہدایت اساس : میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن  
پروری، و بحکم دستور تعصب و خود سری، اگر بعض سلیم خاطرین شریائیں گی قبول والفضات  
کو کام فرمائیں گی، توبت عنادی طبیعتیں گرا جائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی  
حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمائیں ہمت پر آئیں گی حسبنا اللہ ونعم الوکیل  
نعم المولیٰ ونعم الکذیل یہ سب کچھ مستجول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انہما  
اعظکم بواحدة حق اسلام یاد دلا کر اتنا مول، کہ چند ساعت کے لئے تعصب و  
نفسانیت کو راہ بتائیں مثنیٰ و فرادی تنہا یا دو دو صاحب بیچھ کر غور فرمائیں، اگر کلام  
خصم حق و صواب ہو، تو شد حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب  
نے کیا فرمایا سید کہ من یخشی : ویتجنبھا الا شقی : اے میرے پیارے بھائیو! کلمۃ  
اسلام کے ہمراہیو! اگرچہ نفس امارہ، رہزن عیارہ، اور شیطان لعین، اس کا معین

ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار مگر واللہ واذا قبل له اتق اللہ اخذتہ العنة بالاثم کی آفت سخت شدید الیس منکم مما جل من شیدا : خدا را ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی، کس پر امکان کذب کی تمہت دھرتے ہو؟ کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو؟ العظمت لہ۔ اے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا، ہر عیب و نقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں موٹھ ڈالو، جس نے زبان عطا فرمائی، اس کے بارے میں تو زبان سمجھا لو واٹے بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں رہو، اور ملک جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا، یوں ممکن کہو، یہ کون دیانت ہے کیا انصاف ہے؟ اس پر یہ قہر صراہ یہ بلا اعتساف ہے، اسے طائفہ عائذ، اے قوم مفتون! مانو تو ایک سہل تدبیر تمہیں بتاؤں؟ میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دوسو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کر کے انصاف سے پرکھو! فرض کر دو کہ دوسو میں استحالہ کذب الہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام کے ہدائی احوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر حال وقیل باقی رہ گیا، باقی سب سے تم نے جواب دے لیا، تو جان برادر احقاق حق کو ایک دلیل کافی، ابطال باطل کو ایک اعتراض دافی نہ کہ دلائل باہرہ، اعتراضات قاہرہ صدہا سنو اور ایک نہ گنو، دل میں جانتے جاؤ، کہ دلائل باصواب اور اعتراض لا جواب، مگر ماننے کی قسم تو بہ کی آن بلکہ اٹلے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی باو بدستی ہوئی، نشہ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال و جواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے ہدایت فرما، اور ان بھیلی آنکھوں کو کچھ تو شراب

می توانی کہ وہی اشک مرا حق قبول ، اے کہ در ساختہ قطرہ باسانی را  
 اور ہمیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصد جواب کی ہمت رکھیں، ایک ایک دلیل ایک ایک  
 اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ ابقائے مشیخت رفع ندامت، فریب عوام  
 جواب کے نام کو کہیں کچھ اعتراض باقی سے اعراض، یہ کلام خصم کا رد نہ کرے گا، الٹا تمہیں پر  
 صاعقہ بن کر گرے گا، کہ جب حجت خصم مٹانے سکے، مذہب سے اعتراض ہٹانے سکے، تو ناحق  
 تکلیف خامہ اٹھائی، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلان مذہب کا

اقرار کیا، لہذا کچھ دیر تو حق و انصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو، خارزار تکبر میں  
 اتنا نہ الجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما، اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمٹے ہمایوں  
 سایہ انگن، اور تمہارا تاج وہی بال زغن، اے سچے خدایچ سے موصوف، جھوٹ سے نرانے  
 سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے، اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ، اُمرت  
 مصطفیٰ کو سچی ہدایت عنایت فرما صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیب وسلم و علیٰ آلہ و صحبہ و شرف  
 و کرام ما نجی الصادق و هلك الكاذب و نهی الصدق عن تعاطی الکواذب قولك  
 الحق و وعدك الصادق و لك الحمد و اليك المصير انك على كل شیء قدير و صلی اللہ  
 تعالیٰ علی سید الصادقین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین امین امین الہ الحق امین  
 الحمد لہ کہ یہ مبارک رسالہ موجز عجالہ باوجود کثرت اشغال تحریر مسائل و ترتیب رسائل  
 تیرہ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ، اور تیس دن میں صاف و مبیضہ ہو کر دو ازوہم  
 ماہ مبارک و فاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایوں جمعہ ۱۳۰۷ھ علی صاحبہا الصلاة و التحیة  
 کو بہمہ و جوہ بدرسمائے تمام و شمع بزم ہدایت انام ہوا۔

بشدا الحمد و المنہ کہ آج اس مبارک رسالے سنت قبائے رنگ صدق جانے والے رنگ  
 کذب گمانے والے سے علوم و نیہ میں تصانیف فقیر نے سو کا عدد و کامل پایا و الحمد للہ  
 و ہاب العطا یا۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم : و الحمد للہ رب  
 العالمین و الصلاة و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین  
 سبحن ربك رب العزة عما یصنمون : و سلام علی المرسلین : و الحمد للہ  
 رب العالمین تمہت و بالخیر عمت بعون من قال و قوله الحق تمہت کلمت ربك  
 صدقا و عدلا ط لا مبدل بکلمتہ ج و هو السميع العليم : الحمد للہ الذی بنعمتہ  
 و جلالہ تتم الصالحات و الصلاة و السلام علی سیدنا و مولانا محمد سید  
 الکائنات و آلہ و صحبہ و امتہ و حزبہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین ۰

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البیلوی

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری  
 عبدالمصطفیٰ احمد رضا انار

تحریر جناب مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا القادر القدير بر رسالہ مبارکہ سجن  
 السبوح عن عیب کذب مقبوح، فقیر غلام دستگیر تصوری کان الشذہ حمادی الاول ۱۳۰۸ھ  
 میں بریلی میں وارد ہوا، اور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا، چونکہ مدت دراز کے بعد  
 یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے اور ملاقات احباب اور نیز مشورہ امر دینی کے سبب جو کلاء سے  
 کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی، کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوتے تھے ان  
 چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہو سکے، اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالاستیعاب کیا  
 کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا، مگر ابتدا اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا، تو مسئلہ امکان  
 کذب باری تعالیٰ کا رد پایا، اور اس کو آنکھوں سے لگایا الحمد للہ تعالیٰ جداً کثیراً کہ اس  
 کے مؤلف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف و بقیۃ السلف  
 میں اس بارے میں بھی اپنے عزیز اوقات کو جو ہمیشہ کار خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں  
 صرف فرمایا جزاک اللہ الشکور عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء و اوصلہ الی غایۃ ما  
 یحب و یرضی اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم، و صلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ  
 مظهر لطفہ و احسانہ سیدنا محمد و عترتہ اجمعین : اللہم ارحمنا معهم برحمتک  
 یا ارحم الراحمین

۱۵ جمادی اول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ هو المسیر للصعاب

قرآن عزیز :- مترجم ترجمۃ اعلیٰ حضرت عظیم البکرۃ مع حاشیہ نثر اثن العرفان از صدر الافاضل

رحمۃ اللہ علیہا جلد ۱

قرآن عزیز :- ترجمہ نثر اثن العرفان جلد ۱

قرآن عزیز :- مترجم مع حاشیہ نور العرفان از مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب عمدہ کتابت و طباعت قیمت جلد ۱

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور

# مزق تلبیس و دعائے تقدیس

دیوبندیوں کے رسالہ تقدیس التفسیر کی جہالتوں ضلالتوں کی فہرست

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه اولى الفضل والمجاهة  
فقير سيد محمد الكريم قادري غفر له برادران دين ومصداقان كلام رب العالمين كوگردن زنى بدعت  
وبطالت وتكبر شكنتى اهل ضلالت كاشروه تازہ سنانا اور قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا  
كے جلوہ لكرے كا منتظر بناتا ہے، حضرت عالم محقق فاضل مدقن حامى السنن ماجى الفتن فخر الاكابر وارث  
العلم كابر عن كابر، استاذ استاذى وملاذ ملاذى بالحجر والرضا ابده الله وبالنفى والعلی  
ایده اللہ نے یہ رسالہ رابعہ و عجالہ بارہ بھل و قوت اللہ الصمد مطابق عدد اسم پاک  
احد صرف تیرہ روز میں تصنیف فرمایا، اور دو از وہم ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ کو ماہ تام سمانے اتما

۱۰ یعنی مولوی حاجی حافظ سید محمد عبد الکریم صاحب قادری محشی رسالہ مستطابہ رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲۰۷ھ اشاہ بنام حاجی  
حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ لیل یوم القیام ۱۲۰۷ھ ایام باسم اقدس حضرت افضل المحققین امثل المدققین بقیۃ  
السلف حجة الخلف علی حضرت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه و جعل علی غزف الجنان مشواہ والد ماجد حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہم الی یوم القیام ۱۲۰۷ھ

بنایا ازا سجا کہ رسالہ حقیقتہً ایک فتویٰ تھا کہ سچو اب سوال مولانا مداح مکمل ہوا، لہذا میرٹھ میں ان کے پاس مرسل ہوا، اس کے بعد بھی مدت تک برابرین دیکر وزمی کے سوا جنہیں اس رسالہ میں براتین دن روزی ہوا، نہ کوئی تحریر مخالف یہاں آتی، نہ تبدیل بحث کی خبر پائی، مداح مدوح نے منظر نفع ہر بزرگ و خورد و عواہہ تنہا بنا لیتا خورد و طبع رسالہ میں کلفت سعی سہی، کہ بوجہ عوائق ناکام رہی، سوا برس بعد وہ نافع برایا باستدعائے طبع واپس آیا، ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ سے انوار محمدی میں چھپنا شروع ہوا، انوار محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہاند طلوع ہوا۔ ادھر بذریعہ بعض احباب سلمہم الوہاب رسالہ تلبیس الکیبر بلفظ مسمی تقدیس التقیر نام رنگی کافور کی سچی تصویر زیر نظر انوار حضرت مولانا آیا، بنگاہ اولین ارشاد فرمایا، یہ مہمانت تحریر متناقض تقریر شدت اضطراب و تقلب و انقلاب، آپ ہی اپنا رد و جواب اور باکشار مکابرات و انکار بدیہات و کمال سفالات و جمال بلاہات کیا لائق توجہ و قابل خطاب حضرت مولانا نے ساعت واحدہ میں اس رسالہ عجیبہ کے کمالات غریبہ وہ ظاہر فرمائے، جن کے مشاہدوں نے یقین دلایا کہ مؤلف صاحب دم تحریر کافب ہوش سے دور تھے یا نشہ میں چور یا ہوائے انہمہ کے زور میں معذور یا ماموں الہ سخن گنگوہی کے منظور ایک سہل سی بات یہی کافی اثبات و کاشف حالات کہ ذی ہوش بے چارے گھبراہٹ مارے ہیبت اہل حق سے گور کنارے صفحہ ۲۵ پر یوں انکھی پکارے، کہ جس کے امکان میں یہاں گفتگو ہے یہ کذب ہرگز نہیں اور صفحہ ۲۷ پر یوں تصریح میں کہ سینیو ہم پر ناحق نرغہ ہے، کذب باری کو ممکن ہی کون کہتا ہے۔ چلیے

ذی ہندی خود اپنے ذہب سے نکل کر ہوئی

۱۰ مسائل نزاعیہ و دہابیہ کے متعلق حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر فتاویٰ ایسی ہی بسوط و عاقل ہیں کہ بجائے خود رسالہ مستقل میں ۱۲ ۱۳ یعنی یہی تخصیص عادت لفظی عادت ۱۲ ۱۳ سرزمین انہمہ حماقت میں مشہور و ضرب المثل ہے خود بنت کا فقیر کہ ان کا ہم مشرب ہے اپنے ایک مدرس میں یوں منظر غضب ہے :-  
یہی بس ہے کہ دہن آپ کا انہما ہے ۱۲ ۱۳ یہ شخص جمال گنگوہہ ددیوبند کے زعم میں مثل شیخ سدو دزین خاں ارواح موفیہ سے ہے وہاں کے لوگ اس کی بیٹھکیں دیتے اور خوش آمد کے مارے ماموں کہتے ہیں، پھر بھی اس ماموں کی نظر سے ماموں نہیں ۱۲

نیم جھانولی میں سب گاؤں خورد سارا دفتر ہی دریا برد سے

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ۛ پسینہ پوچھیے اپنی جبین سے

انصاف کیجئے ایسے زبون ناتوان عاجز پریشان سرا سیمہ و حیران ترس کے مستحق یا حملہ شیرانہ  
و نعرہ دلیرانہ سے قتل کے لائق، پھر لطف یہ کہ خود اسی رسالہ میں انہیں لفظوں کے جا بجا  
متعلین، کہ ان کے نزدیک کذب باری ممکن، صفحہ ۱۷۰۔ سائل نے سوال کیا کذب الباری  
کیسے ہے؟ بعض کلمہ (یعنی میاں رشید) نے فرمایا موجود بالامکان۔ صفحہ ۱۷۰ ہا قول آپ کا  
امکان کذب باری تعالیٰ بالاجماع محال ہے، اس میں کس کو کلام ہے، گفتگو بالغیر و  
بالذات میں ہے، دیکھیے اتناع بالغیر میں امکان ذاتی کذب باری انہیں لفظوں کی تصریح  
دانی، نیز مبلغ علم دیکھنے کو دیکھنے حضرات کا یہی چا دل کافی، جن عزیزوں کو اتنی تمیز نہ ہو  
کہ امکان کذب محال مان کر کذب محال بالغیر جاننا کھلا قول بالمتناقضین وہ مقدس صورتیں  
کیا قابل کلام و خطاب عقلا ہیں، پھر یہ تقدس یا تو ادنیٰ درجہ کی اس سے اونچی چوٹی کی رسالہ  
شریفہ میں جا بجا مرثیہ خواں دانش والا میں سے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگر م ۛ کرشمہ و امن دل می کشد کہ جا اینجاست

ستم و قاحت یہ کہ سر سے پاؤں تک سارا رسالہ اس تازہ عجبہ تو خیز کا پالا کہ کلام نفسی میں  
ہم بھی کذب محال بالذات جانتے ہیں حالانکہ کل تک کلام یقیناً عام طرہ یہ کہ اب بھی عام  
مانتے ہیں۔ اس رسالہ میں بخوف اہل حق استحالہ ذاتی کذب نفسی کے بے شمار اقرار، اور  
پر وہ اٹھا کر دیکھیے تو وہی بیبا بازار جو دلیل جلوہ دکھاتی آئی نفسی ہی میں امکان سناتی  
آئی، مذہب حق پر جو اعتراض ڈھلا نفسی ہی میں اتناع رو کر چلا، مزہ یہ کہ براہ تفسیر  
کتے یوں جائیں کہ کذب لفظی ممتنع بالغیر اور ایک نہیں، دش نہیں، بیسیوں جگہ صاف جھلک  
دکھا جائیں کہ وہ بھی بخیر سے

عیار ہو سارا ہو جو آج ہو تم ہو ۛ بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

۱۷ یعنی مصنف رسالہ تنزیہ الرحمن جس کے جواب کا نام یہ رسالہ تبلیغ مستحی بہ تقدیس سیاہ کیا گیا ۱۲

نہ لطف یہ کہ اہل بحث اور اپنے مذہب سے کہیں بھی اور پکڑیں بھی نہ دیوبندی کمال جہالت

نہ دیوبندی کمال بے حیائی



قسمت کی بدی قسمت میں بدی کہ جا بجا اپنی موت اپنے ہی مونہ لکھ دی، سبحن السبوح میں حاجت اقامت دلائل ہوئی تھی، کہ مجوزان خلف کا مذہب جواز و قوعی تو ان کے کلام میں خلف بمعنی کذب لے کر اُسے سند بنانا، اور اُس پر طعن بے جا بتانا رشید و خلیل پر لزوم کفر آنا، اب حضرات نے سب وقت اٹھادی صفحہ ۲۱ پر قول مجوزین میں خلف نوع کذب بتا کر صفحہ ۲۲ پر تصریح فرمادی کہ بعض (یعنی مجوزان خلف) جواز و قوعی کا اثبات کرتے ہیں۔ اور صفحہ ۲۸ پر شرح مقاصد سے اس مقصد پر سند بھی سنادی، غرض کفر ضلیل رشید و خلیل کی نوجمادی پردہ حمایت میں اچھی سزادی، سچ ہے سے

اگر خصم جاں تو عاقل بود \* بہ از دو ستداری کہ پاگل بود

مگر قیامت او اول پھیننے والی ہی صفحہ ۲۲ کی نئی نرالی کہ خلف وعید میں دو احتمال مقدوریت و جواز و قوعی جواز و قوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں پس سند زید (یعنی رشید و خلیل) کی مقدوریت ہے نہ جواز واقعی۔ کیا کہنا ہے اس آپ کی پس کا، جھٹ نقیض کو نقیض پر دے پٹکا، بیان تو یہ کہ زید بے چارے کا جس قول سے استناد، اُس میں جواز و قوعی مراد، اور اُس پر یہ پھڑکتی چمکتی تفریح نازنین کہ پس سند زید کی جواز و قوعی نہیں، سچ ہے آدمی میں ہے کیا حواس ہی تو ہیں، سارا سالہ ایسی ہی سفاہتوں بلاہتوں سے جوش زن، رسالہ نہ کہئے بلا و بلاوت کی منجلی پلٹن تناقض وہ نہیں کہ گنتی میں آئیں، ہزار ہزار جگہ فرمائیں شرمائیں، آپ ہی ٹھنڈے ہوں، آپ ہی گرمائیں پھر یہ نہیں کہ تناقض کر کے اُسی پر جم جائیں، نہیں موقعہ پائیں تو اُس سے بھی رم جائیں سے تناقض کے پیچھے تعارض کا شور \* تعارض کی دم میں تناقض کی ڈور

۱۵ دیکھو صفحہ ۶۹ تا ۷۴، صفحہ ۷۹ و ۸۰ \* ۵ عبارت صفحہ ۲۱ یہ ہے کذب جنس اور خلف زید ایک نوع اُس کی ہے پس جواز جنس جواز ہوگا اور یہ میزان منطقی دان بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس واجب کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی گمان کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس بدی ہی ہے کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل اور یہ وہی مضمون ہے کہ برابر میں تحریر فرمایا \* ۳ وہاں فرماتے ہیں قول زعمی قول امام تفتازانی (والذہب جواز الخلف فی الوعد بان لا یقع العذاب صریح دال ہے ورنہ قید بان لا یقع کی کیا ضرورت تھی \* ۷

اں گنگوہ کی فوج میں تھمنا کہاں، گنگا کی موج میں جتنا کہاں افترا کی شدت وہ گندہ بہار کہ ایک ایک سطر میں چار چار کی بوچھار، مانا کہ تنزیہ الرحمن پر افترا سہی کہ ائمہ ذیشان پر افترا یہ کیسا ظلم کہ قرآن پر افترا، ملک جبار دیان پر افترا نہ اختلافی ہی مسائل میں اجماع کے دعوے کہ اختلافی نزاکتوں میں اس ادعا کے جلوے، تحکم کا وہ جوش کہ ایک ہی قاعدہ خود وضع فرمائیں، جب خصم کا داؤں آئے آنکھیں دکھائیں، خود محض مضر کو سند بنائیں، مفید خصم کو نامفید بتائیں تحریف کی حرفت، وہ حرافہ خصلت کہ جس کتاب کا جواب، اسی کی عبارت میں قطع برید کا داب کج فہمی اور آپ کیا سمجھے کیسی کج فہمی، این نہ آں باشد کہ تومی فہمی، وہ کج فہمی کہ بقوت وہی کیٹے کوہ تو سنیں گنگوہ، سنیں گنگوہ تو سمجھیں اندوہ سمجھیں، اندوہ تو کہیں ابنوہ کہیں، ابنوہ تو لکھیں کنبوہ لکھیں کنبوہ تو پڑھیں کنکوا، پڑھیں کنکوا تو یاد کو، میرے قلم سے حاشا دکلا کوئی کلمہ سنسی سے نہ نکلا، ایک ایک بات دلیل سے کہی، ثابت ہو جائے جب تو سہی، بغایت الہی نہ اپنا کہا سمجھیں نہ خصم کا لکھا نہ اپنی دلیل نہ خصم کا دعوا، نہ اپنے امام بے چارے کا کلام، اور بحث الہیات کا شوق برام، اس قطع مبارک پر علاقہ بندی کام، یہ صورت اور اتنے ہنگے دام سے ترا کہ گفت کہ اے نازنین ز پر وہ برآ و بغمزہ بر صفت مردان شیر افکن زن اور شوخی و عیاری تو رگ رگ میں ساری، کھل بدل جائیں، چل کر چل جائیں، وقت پستبول، موقع پر عدول، کہیں دلیل میں پیوند لگا گئے، کہیں دعوے میں رنو فرما گئے، بات بنانے کو بد بیہیات سے مکر گئے، موت ابن پڑا تو چو کڑی بھر گئے، جو دکھتی دیکھی اس سے آنکھیں بند، ایک ایک فن میں سو سو فنڈ، اعتراض خصم سے طرز جواب نرالی، عجائب انوکھی، لا جواب صاف اعتراض قبول فرمائیں، قبول صریح کو جواب ٹھہرائیں جوش مکابره گزارش ہو چکا کہ مطلب کا پتیا جب دلدل میں رکا، انکار بد بیہیات کے ہال چڑھے، عقل کے بیل فی الحال بڑھے کفریان کا جوش غارت گر ہوش، ایک ایک قول میں دس دس کفر، قطار اور قطار گجھالہ صفا صریح گستاخیوں سے نہ چھوڑا قرآن کو، نہ جبار قہار شدید السلطان کو، نہ عرب کے چاند ملک دیار

نہ دیوبندی تاقضوں کی کثرت نہ دیوبندی افتراؤں کا نہ دیوبندی ہمت نہ دیوبندی تحریفات نہ دیوبندی شدید ویشل جوش اللہ در سول پر بھی اترا و ہری

کج فہمیاں

نہ دیوبندی شوخیان عیاریاں نہ دیوبندی سکاریاں نہ دیوبندی کفریات

۱۰ معذرت بعض کلمات ظرافت مسلمانوں حضرات کا یہ ظلم شدید قابل دید صاحب تنزیہ پر اتنی بات غصہ (باقی)

کو صغیرتہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علیؑ کو و محبوباً و کریماً و محمداً و شریفاً و نبیاً و رسولاً و  
 و شہداء و عیال و یتیم و یتیم و یتیم و صدق و ضیانت . سب سے جی بھر کر کہیں چھٹی . و جو جی بھر کر  
 تو غیب ہی نبی . اگر نہ خوف مخالفت بے زیاں ہوتا . تو ایسوں سے کہ مابین شیخین ہوتا . جس جو  
 میری درد نفسی پر غصہ نہ کیجئے . جو کچھ کہلے . ایک ایک حرف کا ثبوت لے لیتے . اس سے کہ  
 ہاں وہ جلد ثانی سخن السبوح میں رو لانا . ان تقدیس جنوح میں جس کے محمد استہ صیت  
 جانے کا میں آپ صاحبوں کو مرثوہ رسا . اس میں کچھ ان حضرات دوران کے . کا بڑے کے جس قدر  
 سے ثبوت دیکھے کہ اب تک کام عام رہا ہے . تخصیص حادثہ لفظی روٹ . دو دنہ پر سے پر قول  
 مردہ کی داست و دم بدلائل ساہو ثابت کیا ہے کہ اب جی حضرت کا وہی مدعا ہے سو صحیح شہاد  
 اثبات و اظہار کہ امتناع بالغیر بھی نہیں ناکور . ان کے مذہب پر نفسی و نفسی دونوں کو مہ میں کذب  
 باری . نہ صرف ممکن ذاتی بلکہ وقوعی بلکہ واقع بلکہ دائم بلکہ واجب فتعی اتے تن نقد ہر  
 کاذب چہارم واضح کیا ہے کہ ان کے مذہب پر کذب لفظی کا وقوع . وقوع کذب نفسی کو مستلزم  
 ہونا ممنوع . دعوت استلزام بمخالطہ عوام . نرمی عیاری . ثبوت سے غاری چھبہ انہی کے

(بقیہ صفحہ ۱۳) میں فرماتے ہیں کہ تعریف مولوی عبداللہ صاحب کوئی کیوں چھپانی جس میں رشید تمغہ و سیدہ رضیہ لکھا  
 ان دو لفظوں پر کہ قطعاً حق ہے جامہ سے باہر ہو کر دیا یا اس کے جواب میں اس طرف سے جو کچھ لکھا . و باجوئے ہر طرف  
 کھا کر صبر کیا . لہذا اپنی یہ حالت کہ معاذ اللہ اس سے سخت تر باتیں خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سن  
 از نعوالمے میں لکھیں . جلد دوم بعونہ تعالیٰ چھپنے دیجئے انشاء اللہ العزیز عنقریب اس رشدریائی کی قلعی کھن جاتی سے بیان  
 کی کہتے تو ہم کو یہ کہنا زیبا تھا کہ جس فرقہ بے باک طائفہ ناپاک نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لگایا . ہم  
 اس کی نسبت جو لکھتے سجا تھا ، مگر ہم نے صبر جمیل کیا ، صرف بعض کلمات لطف خیر ، ظرافت آمیز سے کام لیا ، حضرت  
 اگر انصاف فرمائیں ، اپنے گریبان میں مونہ ڈال کر شرمائیں ، ہمارے کلمات پر غصہ نہ لائیں کہ محض لطیف و ظریف ہیں  
 نہ معاذ اللہ تمہاری طرح دشنام سخیف ، پھر العزۃ لہ فرق مراتب تو دیکھیے کہاں ان کے گھ کا کوئی رشید و خلیل کہاں  
 بلکہ جلد کارمول جلیل ، پھر رسول بھی کون رسولوں کی جان نبیوں کا ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و باکوئی دنی و دوزخ

و کرم . نسال اللہ العفو و العافیۃ آمین ۱۲ منہ زغی اللہ تعالیٰ عنہ

عہ باقی مصدری ۱۲

اقراروں سے ثبوت دیا ہے کہ کذب لفظی محال ہو یا ممکن مگر ان کے طور پر کلام اللہ نفسی کا صدق ہر طرح ناممکن ششم چالیس دلیلوں سے اس نزاکت تازہ کار و مبین کہ معانی قائم بنفس باری نہیں ہفتم اکیس حجّتوں سے اس زعم شنیع کا ابطال متین کہ صدق و کذب لفظی کا نفسی پر مدار نہیں سارے رسالہ حضرات کا مینائے خرافات ہی دو مقدمے تھے کہ اکسٹھ دلیلوں سے اس پر ثبوت ہوئے ہشتم بیانات مینہ سے بین کیا کہ امکان کذب لفظی مان کر نفسی میں استحالہ محال، نہم بیانات مینہ سے مبین کیا کہ امتناع کذب نفسی جان کر لفظی میں امکان کی کیا مجال۔ وہم امکان پر ان صاحبوں نے جو نئی برہان وی، خلیلی رشیدی قدیمی جدیدی، ایک ایک پر اتنے تازیانے جڑے کہ محاسب کو گننے مشکل پڑے یا وہم ابکار افکار سرکار پر کار مذہب حق پر جو اعتراض لے کر آئیں، ان کی صد فہمائے سوال قطرات زلال رود ابطال سے چھلکتی ٹٹائیں دواز وہم ان حضرات نے بکمال حیا امکان پر جو اوعائے اتفاق کیا، اس کی وہ گت بنائی کہ رود دیا۔ سیز وہم پھر خود استحالہ ذاتی کذب لفظی پر اجماع بتایا اور اسے قاہر تقریروں ناہر تنویروں سے ظاہر کر دکھایا چار وہم خاص امتناع ذاتی کذب لفظی پر بکثرت دلائل سا طعہ دیئے اور اجماعی

۱۔ تنبیہ تنبیہ تنبیہ۔ ہاں ہاں، جس نے جانا، اس نے جانا، اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ بیانات یکم دوم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم خاص اس امر واضح کے ایضاح کہیں کہ ان حضرات کی یہ نئی فیشن کی ڈھال کہ فلاں نص یا دلیل یا تقریر کلام نفسی سے متعلق ہے اس میں ہمیں بھی نزاع نہیں، نزاع کلام لفظی حادث میں ہے اس میں یہ بیان جاری نہیں، محض مکر کی چال اور ان ادھن البیوت لبیت العنکبوت کی پوری مثال ہے اولاً محض جھوٹ کہ کلام کلام نفسی میں نہیں قطعاً اسی میں کلام تھا اور اسی میں ہے ثانیاً نرما کا برہ کہ یہ بیان کلام لفظی میں جاری نہیں حاشا بلکہ جو کچھ نفسی میں جاری قطعاً یقیناً بے وقت و دشواری لفظی میں بھی جاری انہیں امر کا ثبوت روشن دندان شکن اس سطوت قاہرہ و شوکت باہرہ سے ان بیانات جلد دوم میں لامع ہوا ہے جس کی تابش خداداد کے حضور خفا شان بے نور کی آنکھیں چندھیائیں گی، پُر غرور گردنیں زانوں تک جھک جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ ہر موافق و مخالف پر کھل جائے گا کہ یہ عیار مکار کتنے پانی میں تھے فانظر وانی معکم من المنتظرین ولتعلن نباہ بعد حین انشاء اللہ رب العالمین ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحقیقی التامی تین قسموں پر منقسم کئے پانزدہم ہر جگہ تحقیقات جلیلہ و تدقیقات جمیلہ و افادات عالیہ و ارشادات عالیہ کا دُورِ نوری و دُورِ نور ایسا نہیں کہ بیان میں سما سکے یا سننے سے اُس کا لطف اُسکے ذوق میں نہ نشناسی بخدا تا نچشتی ۛ بالجملہ بحول و قوت باری دعویٰ کیا جاتا ہے کہ طوائف و ہابیہ خصوصاً طائفہ مکذّبہ کے رو میں میں اس رنگ کی کتاب نفیس لا جواب دوسری نظر نہ آئے گی، مگر آئینے یا چشمِ دور بین میں عکسِ گمشدہ تو ہست ہم تو باشتی ۛ اللہ اللہ جو بیان اٹھانا نہایت کو پہنچانا، جو نعرہ ہو جگر گداز، جو جملہ ہو کوہ انداز، مخالف بے چارے کی وہ حالت کرنی جیسے شیرِ ثریان کے حضور باری ہرنی نہ شاخ و ناب کہ سامنا کرے نہ توان و تاب کہ چو کڑھی بھرے ۛ

رحم اُس ساعدِ نازک پہ جسے اُسکے نصیب ۛ لائے ہوں بچہ مرداں میں بچکنے کے لئے

ذالك فضل الله يؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظيم : والحمد لله رب العلمین ۛ  
 قصدیہ تھا کہ ردِ نفیس رسالہ تقدیس سجن السبوح کا ذیل نافع اور اُسی کے ساتھ چھپ کر شائع ہو، جب بحرِ زخارِ قلم موجِ خیز ہوا، اور ابرِ دریا بارِ قدم گہرینہ رسالہ پندرہ جز سے تجاوز کر چلا، اور منور لہرِ کوبس کا حکم نہ ملا، نہ ابرِ محیط برس کر کھلا، ادھر طالبانِ حق و محبانِ اسلام، خواص و عوام و علمائے کرام سجن السبوح کے مشتاقِ قدوم، نزدیکِ دُور سے تقاضوں کی دھوم، لہذا رائے یہ ہوئی کہ اس رسالہ کو جلد اول کیجئے، اور جلد دوم کا مژدہ دیجئے، الہی جلد انتظار کو اذنِ رفع دے، اور دونوں جلد سے مومنین کو نفع آمین آمین الہ العلمین : وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین ۛ

## التماسِ آخرین بخدمتِ مخالفین

حضرات اگر جواب جلد اول کی جلد بہت فرمائیں، مکاتبات تقدیس کو رخصت فرمائیں، تخصیص

لے تنبیہ حضرات کی طرزِ جواب و نہایت سعی مع اشارہ ردِ حاشیہ سابقہ میں عرض ہو چکی احسانات الہیہ سے یہ کہ باآئندہ تصنیف سجن السبوح بلکہ مدتوں اُس کے بعد تک حضرات کی اس تخصیصِ محدث (باقی صفحہ پر)

حادث سے رجعت فرمائیں، ملت ہوش سے ملت فرمائیں، شیر شرزہ سے شکار پھینتے ڈریں، پارہ شدہ نراکتیں پھرنے پیش کریں، ورنہ کیا لطف ہوا کہ آپ نے محنت بھی جھیلی، خرچ بھی کیا، اور مضمون وہی کہ جلد دوم میں قتل ہولیا، مانا کہ تقدیس بے چاری اکیلی نہ رہی، اس کی دوسری بہن تلبیس بھی سہی، جب بعون المولے سبحانہ و تعالیٰ یہ اسداغبر گونجتا آئے گا، جب اس کا نعرہ جگرے ہلائے گا، یک گز و وفاختہ کا مضمون دکھائے گا، اب ایک شکار ہے جب دو پائے گا، یا انباء الانہٹہ یا اہل الکنکوہ اتی امر اللہ فلا تستعجلوا انشاء اللہ جلد دوم کا عمد بھی جلد آتا ہے، پھر شیر کو دیر ہی کیا ہے، آگاہ کر دینا ہمارا کام آگے تم جانو تمہارا کام ۔  
ومن انذرنا فقد اعذرنا والحمد لله العلی الاکبر و صلے الله تعالی علی

السید الاظہر نبینا الکریم الطیب الاظہر محمدا

والہ وصحبہ الغرر امین امین والحمد

سرب العلمین

سلسلہ محرم الحرام

۱۳۰۹ھ

قدیہ

(بقیہ ص ۱۱۷) و تبدیل اجبت پر اطلاع نہ تھی، پھر بھی بالعام انہی تنزیہ دم میں سات۔ دلیلیں ایسی ارشاد ہوئیں، کہ اس تخصیص حادث کی بھی گردن شکنی کو کافی مبین، افادات خاصہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ دلائل، دو پہلے اور تین اخیر کے کہ خاص کلام لفظی سے روشن علاقہ رکھتے ہیں اور ارشادات علما سے دو دلیلیں، دلیل دوم بطور واضح اور دلیل اول اس تقریر ساطع پر کہ مسلم البتوت اور اس کے شروع میں مشروع ہوئی، یہ ہیں تنزیہ اول میں آٹھ نفع بلکہ زیادہ خاص کلام حادث سے متعلق نفع ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳

# الْبَيْتَةُ الْجَدِيدَةُ عَلَى جِهَاتِهِ الْاِخْبَارِيَّةِ

ضمیمہ ذمیرہ اخبار نظام الملک میں دیوبندی دہلی و انہمی جمالتوں کی خبر گیری  
دیوبندیوں نے ایک تحریر ضمیمہ کہ اس سے بھی بدتر ذمیرہ تھی چھاپ کر چھپائی ہر چند مانگی نہ دی اس  
کے بدلے میں دوسری بھیجی، یہ اس کا مختصر رد ہے

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی سہ رسولہ الکریم

بندہ محمد کریم بخش قادری برکاتی علیگر طبعی غفرلہ المولے القوی نے ۸ محرم الحرام کو ایک خط  
بطلب ضمیمہ اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲۔ اگست ۱۸۸۹ء مولوی محمود حسن صاحب  
دیوبندی کو لکھا، پرسوں ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ کو ڈیرہ مہینے کے تقاضوں میں پرچہ مطبوعہ ۲۵ اگست  
۱۸۸۹ء آیا، اس میں جو اکاذیب مبطلانہ و خرافات جاہلانہ ہیں کیا قابل التفات عقلا اور نیام عقائد

مذہب تلمیذ حضرت افضل العلماء جناب مہنف سجن السبوح و استاذ العلماء جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب علیگر طبعی  
علی اللہ عنہ ۱۲ منہ ۲۵ طرفہ تماشا اس عجیب تحالف پر فقیر نے حضرت کو پھر خط لکھا کہ پرچہ ۱۲ منگایا مطبوعہ ۲۵ آیا یہ کایا  
ٹٹ کیا معنی اگر واقع میں ۱۲ کو کوئی تحریر نہ چھپی تو صاف انکار کر دیجیئے ورنہ میں نے ہر خط میں بالتصریح وہی مانگی اور  
وہی مانگتا ہوں وہی بھیجے، اس پر بعد تقاضائے مکر تیسویں دن جواب آیا کہ بندہ کو اس پرچہ کا پتہ نہ چلا، نہ میرے  
پاس موجود، اگر بعد استفسار دستیاب ہوا روانہ کروں گا، فقیر نے اس مدت میں مطبع نظام الملک کو بھی لکھا کہ  
ضمیمہ ۲۵ میرے پاس ہے ضمیمہ ۱۲ ہو تو قیمت بتائیے؟ جواب آیا پرچہ مطلوبہ آنجناب بہت تلاش کیا دستیاب نہ  
ہوا، دوسرے خط پر جواب دیا ضمیمہ مطلوبہ اب نہیں مل سکتا، بار بار آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں یہ سب خطوط  
گواہ ہیں کہ فی الواقع ۱۲۔ اگست کو ضمیمہ چھپا اور وہ وہی تھا جس سے رسالہ تنزیہ الرحمن میں نقل (باقی صف ۱۱۸ پر)

دلائل میں خلیل احمد صاحب جو چند سطور سیاہ کیں، وہ وہی مادہ فاسدہ تقدیس تھیں، جن کا محمد اللہ تعالیٰ کافی معالجہ جلد ثانی سبحن السبوح نے کیا، یہاں کہ صرف ایک ورق کی گنجائش، ان کے باقی خردار سے مشتی نمونہ لطیفہ چند کی اجمالی نمائش، عجب نہیں کہ فرصت ہو، تو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ مفصل خدمت ہو وباللہ التوفیق۔ لطیفہ (۱) قول الطائفہ مولانا یعنی انہیں انہی نے آیت ولو شئنا لبعثنا پیش کی جس کی تفسیر میں امام رازی نے کبیر میں خدا تعالیٰ کی قدرت مثل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لکھی اقول سبحانک ہذا ابھتان عظیم کبیر موجود ہے، اُس میں صرف اس قدر لکھا کہ نذیراً مثل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی خدا چاہتا تو ہر شہر میں ایک رسول بھیجتا کہ تمہاری طرح اپنی امت کو نذیر اور ڈرسانے والا ہوتا ہے مثل متنازع فیہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع اوصاف کمالیہ میں حضور کے

خلیل احمد انہی کی صورت شکنی مکان نظیر بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر دہائی کا زب: ذیل کی تبدیلی

(بقیہ صفحہ ۱۱) موجود مگر کسی مصلحت سے فوراً اسے تبدیل کر کے ۲۵ اگست کو دوسرا چھپو ادیا اور اُسے چھپایا یہاں تک کہ جو ضمیمہ ۱۲ مانگے اُسے یہی دیتے ہیں گویا یہ اُس کا عین ہے اور لطف یہ کہ نام اخفا پر خفا ہوتے ہیں حضرت نے ڈیڑھ مہینے بعد جو پرچے بھیجے ان پر لکھا "بعض ضروریات سے تاخیر ہوئی آپ اخفا پر محمول کرتے ہیں بھلا چھپکر بھی کوئی کتاب چھپی ہے پانچ پرچے مرسل ہیں اور مطلوب ہوں تو منگا لیجئے" گویا میں نے یہی تحریر مانگی اور یہی مطلوب تھی حضرت اگر اخفا سے تبدیل نہ تھا تو یوں تحریر فرمایا جاتا کہ ضمیمہ مطلوبہ موجود نہیں، ہاں ایک اور پرچہ مطبوعہ ۲۵ ہے اگر وہ مطلوب ہو تو بھجودوں، جناب رشید سے شرعی استفتاء ہے کہ زید آم کی طلب میں عمرو کو دام بھیجے، عمرو اُسے اپنی بھجی ہے اور وہ دام (یعنی ٹکٹ ارسال) بے اذن مالک دوسرے کام میں لگا دے، شرعاً اُس کا کیا حکم ہوگا؟ بنیوا تو جردا۔ رہا حضرت کو پتہ نہ چلنا، اسے بھی آپ دل میں خوب جانتے ہوں گے، آپ ہی کے یہاں پرچہ چھپے آپ ہی کے پاس تقسیم کور ہے، اور آپ ہی کو اس کا پتہ معلوم خیر فقیر کو تو یہ اشتیاق ہے کہ ہوشیار بہادروں کو وہ کونسی مصلحت پیش آئی، کہ چھپی چھپائی تحریر یوں چھپائی تلاش میں ہوں اگر ملتا ہے تو انشاء اللہ العزیز گل کھلتا ہے ورنہ سے صبر اس پر اس ہماری حسرت دیدار کا بند جس نے کر دیا روزن تیری دیوار کا ۱۶ منہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷ تنبیہ حضرات کو خیر سے یہ بھی خبر نہیں کہ یہ آیت ولو شئنا سورہ فرقان میں ہے اُس کی تفسیر تصنیف امام مازنی نہیں ان کے تلمیذ شمس الدین خوبی کی ہے، تو امام پر یہ افتراء افترا ہوا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ



شریک و ہمسر سے کیا علاقہ، خود کبیر میں ایسی ہی ترکیب کی نسبت لکھا کہ لا یکن ان یقال السہراد  
 حصول المماثلۃ من کل الوجوہ اسی میں ہے یعنی فی صدق حصول المماثلۃ فی بعض الامور  
 امام قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں لایلتزم من اطلاق المثلیۃ المساواة من کل  
 وجہ۔ لطیفہ (۲) اگر ایسی عبارت مماثلت فی جمیع الصفات کو مفید تو کبیر سے کیوں سند  
 لائے خود آیت ہی نہ پڑھ سنائے اننا انما بشر مثلكم لاجرم اپنی سفاہت کا اقرار کیجئے یا دین و  
 ایمان سب تہ تیغ دیجئے۔ لطیفہ (۳) اس تقدیر پر حکم آیت ہر فرد بشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کا ہمسر پھر تفتیہ امتناع بالغیر کیوں کیجئے، لاکھوں کروڑوں موجود مانئے۔ لطیفہ (۴)  
 تمہارے امام قدیم صاحب بکروزی و مرشد جدید جناب رشید کو مسلم کہ وقوع مثل مستلزم وقوع  
 کذب، تو کذب الہی بھی واقع بالفعل جانئے۔ لطیفہ (۵) خفانہ ہونا قرآن عظیم نے ہر چرند  
 و پرند کو اسم امثالہ فرمایا، اگر یہ ترکیب مفید مثلیت تنازع فیہا تو اقرار مرد و آزار مرد ہر خروبو  
 آپ صاحبوں کا ہمسر شوم حالانکہ اتنا فرق واضح بالیقین کہ وہ تمہاری طرح وہابی نہیں۔ لطیفہ ۶  
 طرف تناقض اسی ضمیرہ و میمہ کے صفحہ ۴ پر بشر مثلكم کے یہ معنی ملنے کہ نفس بشریت میں مماثلت  
 ہے مگر نذیراً مثلاً خواہی سخوہی مساوات کلیہ پر محمول۔ لطیفہ (۷ تا ۱) یہ سب درکنار عقل  
 کے انکھیاروں کو اتنا بھی نہ سوچا کہ وہ ہر قریہ کا نذیر خاتم النبیین و افضل المرسلین و نبی الانبیاء  
 و اکرم الخلق و اول مخلوق و اول شافع و اول مشفع و مخصوص بالاسراء و بالرویہ فی الدنیا و  
 بالشفاعة الکبریٰ و بالوسیلة العظمیٰ و غیر ذلک مما لا یعد و لا یحصى کیونکہ ہو سکتا ہے تو یہاں  
 مثل یعنی متنازع فیہ لینا کیسا کھلا جنون ثمرہ ختم خدا ہے۔ لطیفہ (۱۸) عجیب تر سنئے آیت یا  
 کبیر کی عبارت دلیل امکان مثلیت کجا، بلکہ خود ان میں ان سفہا کے برخلاف یہ تصریح صاف کہ  
 وہ امکانی تدریر ہرگز حضور کی نظیر نہیں، صراحتہ بتایا گیا ہے، کہ ان کی بعثت عام نہ ہوتی اور ہمارے  
 حضور تمام عالم کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر صریح مخالف سے استدلال، یا رب کس درجہ  
 کا جنون بے مثال، مگر انصافاً بے چارے معذور ہیں، کہ وہابیت و بدحواسی سکی بہنیں مشہور ہیں۔  
 لطیفہ (۱۹) تو لہا پھر لکھا ہے کہ خلاف معلوم و اخبار مقدور ہے جو مستلزم امکان کذب ہے

وہابی صاحب کی کمال حماقت

اقول بھلے مانس دلیل میں خلافت معلوم و خلافت اخبار دونوں اور نتیجہ میں صرف امکان کذب  
امکان جہل بھی کیوں نہیں مانتا و تمام کلام فی المجلد الثانی لطیفہ (۲۰) لطف یہ کہ عبارت  
مذکورہ کبیر میں صرف خلافت معلوم کا ذکر ہے، خلافت اثر کا نام بھی نہیں، تو اصل منصوص کا نتیجہ  
بچا جانا، اور اپنے ضم کئے ٹکڑے پر نتیجہ دینا طرفہ تماشہ ہے۔ لطیفہ (۲۱) قولہا سلطان محمود نے

کہا لو فرض کے واسطے ہے اور فرض محالات جائز، مولانا نے کہا میرا استدلال مشیت سے ہے  
اقول یہ تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد دوم میں سنئے گا کہ مقدوریت خلافت اخبار کو امکان کذب سے  
اتنا ہی علاقہ ہے جتنا آپ صاحبوں کو عقل و خرد، یا کسی رشید اسمی کو رسم رشد سے، مگر یہاں  
اتنا عرض کر دل کہ استدلال تفسیر علما سے آپ خود استناد بآیت کی طرف جھکے، مگر تقدس شریف  
پکار رہا ہے کہ آپ نکل مناظرہ آیت سے مقدوریت ضرور ثابت کر لے جائیں گے، حاصل شرطیہ  
ملازمت ہے نہ امکان مقدم ذرا لو کان فیہما الہة ویکھ کر مشرک نہ ہو جانا، تو استدلال  
بمشیت سے کیا کارروائی ہوئی، مشیت محال خود محال اور بفرض وقوع اسے مستلزم۔ لطیفہ  
(۲۲) ذرا اپنی دلیل کریمہ نو اسردنا ان نتخذ لہو الا نتخذ نہ من لدنا میں جاری کر دیکھیے  
وہاں شٹنا تھا، یہاں اسردنا ویکھ کر خدا کا کھیلنا کو دنا ممکن مانیے، مقرر ہو میں ملے گی کہ ارادہ  
محال محال اور بر تقدیر وقوع ملازمت ثابت، پھر مقدوریت کب نکلی، ارشاد العقل میں اسی  
کے نیچے فرمایا یستحیل اسرادتنا لہ لنا قاتہ الحکمة فیستحیل اتخاذا نالہ قطعاً لطیفہ  
(۲۳) جناب مولوی سلطان محمود صاحب کا بال بیکانہ ہوا، تو فرض کے لئے ہے، تو مفاد  
آیت فرض مشیت اور مفید امکان صحت نہ کہ فرض۔ لطیفہ (۲۴) قولہا مفتی کے رسالہ میں  
ہست کتب کلامیہ سے نقل کیا، کہ خلافت معلوم مقدور ہے اقول اس میں صرف پانچ چھ کتابوں  
کا حوالہ ہے، جن میں شرح ابہری کے سوا ایک بھی کتاب کلام نہیں، جن مقدس مورثوں کو مشہور

فہمندی تاشیرہ عبارت

فہمندی عاقبتیں

فہمندی بے کبیری

۱۰ بلکہ خدا کا بیٹا ممکن گائیے کہ لہو سے مراد اولاد ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

۱۱ وہ کتابیں یہ ہیں: - تحریر الاصول، تقریر شرح تحریر مسلم البتوت، حاشی مختصر الاصول، کیے ان میں کوئی

کتاب علم کلام میں ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کتابوں میں اتنی بھی تمیز نہ ہو کہ یہ کس فن کی ہیں وہ اور فہم مطالب بقول آپ کے یہ موندھ اور مسور کی وال۔ لطیفہ (۲۵) فاصبر کبھی جلد ثانی سے انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہوتا ہے کہ خلاف مذکور کو مقدور نامقدور ماننے والے کہ دو گروہ اہل سنت ہیں، دونوں اپنی اپنی مراد پر صادق، اور تمہارے کذب پر یک زبان متفق۔ لطیفہ (۲۶) ان کے امام الطائفہ نے جو امکان کذب الہی پر ہذیان اول پیش کیا، کہ انسان کذب پر قادر تو بر تقدیر استحالہ قدرت انسانی ازید ہوگی، اس پر کھلا نقص تھا کہ بشر کے سب شر خدا پر روا ٹھہریں، اس پر طائفہ کا جواب سنئے تو لہما چوری شراب چوری جہل

ظلم سے معاوضہ کم نہیں معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے" اقول مسلمانو لئلا تضلوا کیسا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر صاف اقرار کر دیا کہ وہابیہ کا مبعود چوریاں کرے، شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنئے سب کچھ روا ہے، کہ جو کچھ بندے کریں، خدا وہ سب اپنے لیے کر سکتا ہے۔ اُن ہزار آیت یہ ملعون کلام اور ادعا ہے اسلام، اچھے معنی تراشے کلیہ کے، ذرا سبح السبوح شریف صفحہ ۲۳ و حاشیہ صفحہ ۲۴ دیکھیے کہ ایمان ٹھکانے آئے۔ لطیفہ (۲۷) تو لہما ہم تحقیقی جواب دیتے خوف سے ترک کرتے اقول الذذب قد یصدق برسات بھر میں ایک سچ بولے ہو، واقعی تمہارا طائفہ ہمیشہ اخلائے مذہب کرتا اور بخوف اہل حق دلی تحقیق ظاہر کرتے ڈرتا ہے، خیر اب سہی ذرا دیر کوچی کرا کر کے مرد بن جائے، خوف چھوڑ کر وہ جواب تحقیقی ارشاد فرمائیے ہم بھی تو دیکھیں کتنے پائے پر ہو، ورنہ حضرت کا بھید سب پر کھل ہی چکا ہے، کہ اس تسلیم و اقرار کفر کے سوا ہذیان امام کا درو لا دو۔ لطیفہ (۲۸) بزعم شیعہ اس جواب کفری کو معاذ اللہ عقاب اہل سنت پر مبنی بتا کر تحقیقی جواب متروک ٹھہرایا اقول اب تو مکرر سچ بولنے

۱۔ ادب صفحہ ۲۲ و حاشیہ صفحہ ۲۳ و ۲۴ ۱۲ ۱۳ جواب اول میں عبارت طائفہ یہ ہے "حالانکہ یہ کلیہ مسلم اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے اگر اس کا انکار کرتے ہو تو خود اہل سنت سے خارج ہو تم تحقیقی جواب دیتے مگر خوف سے ترک کرتے ہیں انتہی، دیکھیے کیسی کھلی تصریح ہے کہ جو جواب کلیہ مسلم اللہ کلام اہل سنت کے ایسے عقیدے پر مبنی جس کا منکر اہل سنت سے خارج، وہ ان کے نزدیک تحقیقی نہیں الزامی ہے جمہل تحقیقی منہذ فی بلن المغائل ہے جسے بخوف اہل حق چھپائے۔ الحمد للہ کہ اس زمانہ ضعف و غربت میں بھی مخالفان اہل حق بیخوفون فی انفسہم ماکا یبدون لک کے مصداق ہیں ع بیبت حق ست این از خلق نیست ہ والحمد للہ رب العالمین ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ

فہم و اہل حق صاحب دیوبندی کا مبعود چوریاں کرے، شرابیں پیئے، جاہل

ظلم سے معاوضہ کم نہیں معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے" اقول مسلمانو لئلا تضلوا کیسا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر صاف اقرار کر دیا کہ وہابیہ کا مبعود چوریاں کرے، شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنئے سب کچھ روا ہے، کہ جو کچھ بندے کریں، خدا وہ سب اپنے لیے کر سکتا ہے۔ اُن ہزار آیت یہ ملعون کلام اور ادعا ہے اسلام، اچھے معنی تراشے کلیہ کے، ذرا سبح السبوح شریف صفحہ ۲۳ و حاشیہ صفحہ ۲۴ دیکھیے کہ ایمان ٹھکانے آئے۔ لطیفہ (۲۷) تو لہما ہم تحقیقی جواب دیتے خوف سے ترک کرتے اقول الذذب قد یصدق برسات بھر میں ایک سچ بولے ہو، واقعی تمہارا طائفہ ہمیشہ اخلائے مذہب کرتا اور بخوف اہل حق دلی تحقیق ظاہر کرتے ڈرتا ہے، خیر اب سہی ذرا دیر کوچی کرا کر کے مرد بن جائے، خوف چھوڑ کر وہ جواب تحقیقی ارشاد فرمائیے ہم بھی تو دیکھیں کتنے پائے پر ہو، ورنہ حضرت کا بھید سب پر کھل ہی چکا ہے، کہ اس تسلیم و اقرار کفر کے سوا ہذیان امام کا درو لا دو۔ لطیفہ (۲۸) بزعم شیعہ اس جواب کفری کو معاذ اللہ عقاب اہل سنت پر مبنی بتا کر تحقیقی جواب متروک ٹھہرایا اقول اب تو مکرر سچ بولنے

لگے، واقعی جب تم دشمن سُنیاں ہو تو جو جواب تمہارے نزدیک عقائد اہل سنت پر مبنی ہو تحقیقی کیونکر ہو سکتا ہے، بلکہ اپنے سنی خصم پر الزام ہی پیش کیا ہے۔ لطیفہ (۲۹) کلام معتقد المنتقد شریف قال کبیرہم کذبہ والتصافہ سبحانہ بہذہ النقیصۃ لیس محاکا بالذات پر خرافات اور بکنا اور افترا اور کم فہمی، غرض اپنے گھر بھر مغالطات سے کر بولے ہرگز کوئی اتصاف بالنعیصہ کا قائل نہ ہوا "اقول کہاں انکارِ استحالہ کہاں قول بالاتصاف، اتنے فرق تک کی تمیز ہجورنگ شیعوں کے حضور غرض ضرور، ذرا تعصب کا گھونگھٹ ہٹا کر دیکھیے کہ وہ طائفہ کا اکساری کبیر اپنی یکروزی زفیر میں کتنی جگہ صاف صاف امکان اتصاف کی تصریح کر گیا ہے، یوں بھلی نہ سوچھی، تو مجلد دوم کا انتظار کیجئے، سو جھلٹے سے تو سوچھے گی۔ لطیفہ (۳۰) قولہا شاید بتدعین زمانہ کے نزدیک خدا کی تنقیص کچھ بری نہ ہو "اقول تم نے چند ساعت سنیوں کی صحبت اٹھائی تھی اس کا مبارک نتیجہ دیکھتے جاؤ، یہ تیسرا سچ آپ کے ذہن سے نکلا، واقعی بتدعین زمانہ یعنی وہابیہ خروبیگانہ تنقیص الہی کو برا نہیں جانتے ان کا امام صاف لکھ چکا کہ خدا میں عیب آنا بالذات محال نہیں، دیکھو۔ سخن السبوح صفحہ ۵۰ و ۵۱ اور جا بجا اسی کی تصریح رسالہ تلبیس میں موجود صریح کما سیاتی فی المجلد الثانی اور تم ابھی ابھی بتا چکے ہو کہ تمہارا عبود چور، شرابی، جاہل، ظالم ہو سکتا ہے، اور تنقیص نام کس چیز کا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخٹے، آمین آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ

محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین

۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۹ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ

والتحیۃ

آمین

علمائے اہل سنت کی مبارک تصانیف دارالاشاعت جامعہ گنج بخش معرفت نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے طلب کیجئے۔

# (۲) دامان بلغ سخن السبوح

امام الہادیہ کے ہدیان اول کی عجب صفا شکنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّیْ عَلَیْ سَاسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

اللّٰهُ اَشَدُّ اَیْکَ حُبِّتْ عَامَّةَ النَّاسِ وَرَاسَمَةَ النُّوْرِ

جس سے وہایت کا کوئی قول کوئی عمل کوئی عقیدہ لاسب مردود و مقہور!

رب العرش عز جلالہ نے اعلیٰ حضرت صاحب الحجۃ القاہرہ مجد والماتۃ الحاضرہ زیدت فیو صنہم الباطنۃ والظاہرہ کو وہ قلم عطا فرمایا ہے، جس کے صاعقہ برق بار نے جدھر توجہ فرمائی خرمین ضلال کو وہ خاک سیاہ کیا کہ زراع کفار نے اپنے انبار کی خاک بھی نہ پائی، ظلمت ضلالت و ہواں بن کر برباد، اڑتی پریشان پھرتی نظر آئی ذالک من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرہ دنہ اعلیٰ حضرت کی کتاب مستطاب سخن السبوح تو شائع ہوئے اکیس برس ہوئے یہ مبارک رسالہ ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوتے ہی گنگوہی صاحب کی خدمت میں رسید طلب رجسٹری ہو کر پہنچا، ان کی دستخطی رسید اب تک محفوظ ہے، تین سال غوغا رہا جواب ہوگا ہو گیا چھپے گا چھپتا ہے، مگر وہ چھپنا با لفتح نہ تھا مگر کسور تھا ایک خیالی انڈیا پر عنقا کے نیچے مستور تھا یہاں تک کہ حضرت گنگوہی صاحب ظاہری آنکھوں کو بھی رو بیٹھے، اور گیارہ سال انتظار کے بعد اعلیٰ حضرت نے المعتمد المستند میں چھاپ دیا کہ الان اذ قد اعمی اللہ سبحنہ بصر من تند عمیت بصیرتہ من قبل فانی یروجی الجواب و هل یجادل میت من تحت التراب

۱۲ کفار کے لغوی معنی چھپانے والے اور کسان کہ دانہ زمین میں چھپاتے ہیں اور یہی معنی نذاع میں ۱۲

عہ اور اب پورے ستر برس ۱۲ رضوی

اللہ عزوجل نے اعلیٰ حضرت کی یہ پیشگوئی بھی سچی فرمائی، کہ جناب گنگوہیت آب مر کر مٹی میں مل گئے اور اذنا ب نے وہ چھپا ہوا خیالی جواب اُن کے ساتھ گڑھے میں دبا دیا، یا وہ پیری مریدی بھی کرتے تھے، قبر میں شجرہ کی جگہ رکھوا دیا، اب کچھ زمانہ ہوا، کہ بعض ولویہندی شورشوں پر استفتا ہوا، اعلیٰ حضرت نے مختصر جواب ارشاد کیا، اور تفصیل کو سخن السبوح پر محول فرمایا۔ یہ مختصر فتوے اپنے کمال ایجاز پر بعونہ تعالیٰ پر تو اعجاز پر واقع ہوا، جس نے ایک کلیئہ امام الوہابیہ کے پُرزے اُڑا کر عجیب فائدہ افادہ کیا کہ امام الوہابیہ کا یہ قول مان کر خود اس کے اور تمام دہا بیوں اور غیر معتقدوں کے جتنے عقائد، مکائد، اقوال، افعال دعاوی، دلائل، رسائل، غرض اس طائفے کی عمر بھر کی ساری کمائی، اگلی پھلی آئی لگائی کوئی ہو، کیسی ہو سب کے رو کو صرف ایک حجت قاہرہ کافی، اب یہ بات منجملہ کرامات ہے یا نہیں کہ تمام مختلف ابواب کے مباحث گوناگون کے رو کو صرف ایک دلیل کافی، ایک ہی وار ہر جگہ حاضر، ایک ہی صاعقہ ہر جگہ قاہرہ واللہ الحجۃ البالغة وہ مبارک فتوے یہ ہے :-

## دَامَانَ بَاعَ سَخْنُ السَّبُوحِ

۲۶ ھ ۱۳

منقول از مجلد یازوہم العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ولویہند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ جھوٹا ہو سکتا ہے، اور اس پر دلیل پیش کرتا ہے، کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر اللہ تعالیٰ نہ بول سکے، تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کلام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے، اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے، آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے، جن پر آدمی کو قدرت نہیں

انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس دلیل کو کہتا ہے، یہ ایسی قاطع دلیل ہے، کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمادیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچادیں۔ بینوا توجروا۔

### الجواب

سبحن الله رب العرش عما يصفون ۝ الشذوذ وجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے، جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے، اگرچہ ہم باتسبع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے، اور ضلالت مفضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں، اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسیحی بہ سخن السبوح عن عجیب کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا، اور گنگو میوں دیوبندیوں وغیرہم دہلیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا، ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے حقت علیہم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربہم و بما کانو یفسقون : اولئک اصمہم اللہ و اعمی ابصارہم فہم فی طغیانہم یعمہون : میں نے اس رسالے میں تیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے، اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو، اگرچہ کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے، تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں۔ اول یہ کہ کذب ایسا گندانا پاک عجیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے۔ اور ہر بھنگی چار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ جل جلالہ کے لئے ممکن ہوا، تو وہ عیبی، ناقص، بلوٹ، گندی گھنونی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اس کے رب کی امان، ادنیٰ سمجھ وال ہو وی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کریگا پاکی ہے اسے جس کے سراپردہ عزت و جلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزرقطعا محال

بالذات ہے، جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر لوٹ و آلودگی سے بالذات منافات ہے بشرط  
مقاصد میں ہے کذب محال باجماع العلماء لان الكذب نقص باتفاق العقلاء  
وہو علی اللہ تعالیٰ محال یعنی جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب  
اللہ تعالیٰ پر محال، نیز مقصد سادس فصل ثالث بحث سابع جملہ اہل سنت کے عقائد اجماعیہ  
میں فرماتے ہیں طریقہ اہل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات  
قدیمہ ولا یصح علیہ الجہل ولا الکذب ولا النقص اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام  
جہان حادث و نو پیدا ہے، اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے نہ  
اس کا جہل ممکن ہے، نہ کذب ممکن ہے، نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔  
ووم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہوا، تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اس کا صدق  
ضروری نہ رہا، تو اس کی کونسی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہیگا کہ شاید  
جھوٹ کہدی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے، تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی  
نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے؟ یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے؟ جو اسے دبتے گا اور جو بات وہ  
کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو، کہ ہمیشہ  
سچ بولوں گا، یا اس نے فرما دیا ہے، کہ میری سب باتیں سچی ہیں، مگر جب اس کا جھوٹ ممکن  
ٹھہرا، تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے، کہ پہلا  
جھوٹ ہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت  
کسی کا اصلاح پتلا لگا نہیں رہتا، جزا و سزا و جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر  
ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ علامہ سعد الدین  
تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفسد لا تخصی  
و مطاعن فی الاسلام لا تخفی منہا مقال الفلاسفة فی المعاد و محال الملاحدة فی  
العناد و بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلاؤد الکفار فی الناس فمع صریح اخبار  
اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون ہذا الخبر محتمل و لما کان ہذا باطلا قطعاً علم  
ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعاً ہی و یویندی کی دلیل و دلیل



وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں امام وہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحن السبوح میں اس کے ہدیائوں کی پوری خدمت گزار کر دی ہے، یہاں چند حرف کافی گزارش اولاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے، وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے تو جائز ہوا۔ کہ ان کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بتوں کو پوجے، پیشاب کرے، پاحسانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سر بازار بد معاشوں کے ساتھ دھول چھکر لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کونسی ناپاکی، کونسی ذلت، کونسی خواری ہے جو ان کے خدا سے اٹھ رہے گی، ثانیاً بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انہوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے، کوئی عیب بالفعل تو اسے نہ لگایا، حالانکہ اول تو یہی ان کا گدھا پن ہے اس جلیل جمیل سبوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط اسکان عیب ہی خود بڑا بھاری عیب ہے۔

کما بینا فی سبحن السبوح واد ضحناک للغواۃ مع مالہ من الوضوح خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں۔ میں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بے شک انہوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا، اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا، بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی، صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کر دی، وجہ سنیئے۔ جب یہ ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے، کہ اپنی ماں کی تواضع و خدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم و غلامی کے لئے اس کے جوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے، تو ضرور ہے، کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم و تواضع و خدمت و غلامی پر قادر ہو، ورنہ انسان کی قدرت جو اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی، کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، اگر کہیئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی، کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں، تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہو سکتا، خواہ نہ ہو سکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے، کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وہ بھی ایسی سعادت مندی کر سکے، جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا، اور حادث خدا نہیں ہو سکتا، اس کا کوئی خالق ہوگا، اور مخلوق خدا

وہ امام وہابیہ انٹیمیل و بلی پر قاصر نہیں

ف وہابیہ اور ان کا امام خدا کو بالفعل عیبی و ناقص مانتے اور اس کی الوہیت باطل کرتے ہیں خدا کے لئے ماں باپ اور مر جانا جائز ٹھہراتے ہیں

نہیں ہو سکتا۔ اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو بالفعل عیبی مانتے اور سرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو، ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں، اور پھر بھی اسے ان سعادت مندوں پر قدرت ہو، کہو تو بتادیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے، اور آواگوں کے ہاتھوں کسی پریش کے بھوگ سے کسی استری کے گرجہ میں دوسرا جنم لے، اپنے ان آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یوں بھی گئی، کہ جو مر سکا وہ خدا کہاں؟ ثالثاً احمق بدوین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکرزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے، یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے، مگر دلیل وہ پیش کی جس نے اتناع بالغیر کو بھی صاف اٹا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات، نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوتی، جس پر کوئی روک نہیں، اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستر و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں، اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے، تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی، باعتبار مقدورات کما نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفاً سہی، ناچار تمہیں ضرور ہے، کہ اتناع بالغیر بھی نہ مانو، کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے سراجاً اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں، کہ وہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی، اور اپنی حماقت سے بہت کرسی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے بعضہا قریب من بعض اول ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے، یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسان حیوان تمام جہان کے افعال، اقوال، اعمال، احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اور ان کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں، تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبیح، طاعت ہو یا عصیان انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدر، اللہ ہی کا مخلوق ہوگا، اسی کی قدرت اسی کے ایجاد سے

فہ امام الوہابیہ بظاہر کذب اللہی ممتنع بالغیر نہ مانے کا دعویٰ کرتا ہے اور حقیقتاً  
اس کا بھی مستحکم ہے

مناظر کے چار جمل  
معتزلی سے غلط ہے

فہ امام الوہابیہ کے اس فہ امام الوہابیہ رافضی فہ امام الوہابیہ کے نزدیک آدمی اپنے افعال کا خود

پیدا ہوگا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کوئی فعل قدرت الہی سے جدا کر سکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کر سکتا پڑے، اس ضلالت و بددینی کی کوئی حد ہے مقاصد میں ہے فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالیٰ و انما للعبد الکسب و المعترلة بقدرۃ العبد صحۃ و المحکمات ایجاباً یعنی بندے کا ہر فعل اللہ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے، بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ و فلاسفہ کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوع فعل ممکن ہے واجب نہیں، اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں ووم اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے، اپنے یا خدا کے، ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذب انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذب ربانی پر، اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے، پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہو تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی وہ کذب ربانی کب تھی، اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی اُسے ضرور کذب ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اُسے بھی اپنے کذب پر قدرت چلی بیٹے، اور نہ سوچھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہو گیا، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسی کی طرح کوئی کور باطن خیال کرے، کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کر سکتا ہے تو چاہیے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کر سکے، ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا و کار ہوا دھلم جرا الی غیر نہایۃ و غیر قساراد: کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جیسا ہ۔ سوم ہم پوچھتے ہیں قدرت انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات کتنی میں خدا کے مقدورات سے زیادہ ہو جائیں گے، یہ تو بدایتہً استحالہ کذب کو لازم نہیں کہ کذب و جملہ نقائص سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدورات غیر متناہی میں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو، آخر اس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی، ہاں یہ کہتے ہیں کہ ایک چیز بھی ایسی نکلتا جو انسان کے زیر قدرت ہو، اور رحمن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے

فانہ الاموال اس کے طور پر خدا کے لئے بھی خدا ہوگا

فانہ الاموال ایسی چیز ہے آری قدرت سے آری قدرت زیادہ ہوتی ہے

اور بے شک ایسا ہی ہے، اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے، تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا، قدرت خدا سے ہوا یا قدرت خدا سے جدا، بر تقدیر اول وہ کونسی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی، اور رحمن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمن سے ہوا پھر زیادت کہیں، بر تقدیر دوم رحمن اگر چہ معاذ اللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو، وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے واقع ہوا، بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے، اور مثل پر قدرت، شے پر قدرت نہیں وہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا، اسے صراحتاً قدرت خدا سے جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذ اللہ واقع مان کر بھی وہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شے جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی، اس کی فرع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد تو تو نے خدا و انسان کو دربارہ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں دہلوی کے بند و اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علی کل شیء قدیرہ پڑھتے اور کذب الہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورہ عبد پر قادر نہیں مانتے، جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اس کے نفس کریم میں گڑھنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصہ لو گے، یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جہائشہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں، موافق میں ہے الجبائشہ قالوا لا یقدر علی عین فعل العبد اہ ہم اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں، اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کرا سکتا ہے، مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے، اس سے وہ پاک و متعالی ہے سبحن اللہ رب العرش عما یصفون۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر قادر ہیں، مگر ایک

وہ امام الامامیہ نے اس دلیل ذیل سے امکان کذب مان کر خدا و انسان کو برابر کے عاجز مانا

دوسرے کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا، تو ہر ایک دوسرے کے مقدر پر قادر نہیں، بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ دونوں پر قادر ہے، جبکہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا، وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی، تو اللہ تعالیٰ زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی، کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا، بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جوڑو کو طلاق دے سکتے ہیں، خدا خود بھی اپنی جوڑو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حسد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانا ہے دلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم چہارم یہ قضیہ بے شک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے، اس سبب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولے عز وجل قادر ہے، وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقہ فاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوشش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا، انسان کا کسی فعل کو کرتا کسب کہلاتا ہے، انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں، وہ خاص مولے عز وجل کی قدرت ہے، تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عز وجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر قدرت خدا، اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے رحمن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے سبحن اللہ رب العرش عما یصفون ہ اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا صحۃ الشئ منہ ہے نہ صحۃ الشئ علیہ اور صاف گڑھ لیا کہ ما یصح علی العبد یصح علی اللہ جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنیت بے انتہا ہے و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہ دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے۔ ہم ایک فائدہ

ف امام الوہابیہ کے نزدیک خدا کی زوجہ بھی ہے

ف امام الوہابیہ اور اللہ ہیں

ف محبت عارت باطل بر قول و باہریت

لہ یہ ہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر رکھا ہے در نہ مخلوق میں کسی فعل بعینہ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہو سکتی، کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا یا پانی پینا یا آٹھ بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہو سکتا اسکی نظیر اس سے صادر ہوگی ۱۲ منہ ۱۵ یعنی ایسی طلاق جس میں صیل خود مختار ہو ۱۲ منہ صغیر بمعنی مذکور ۱۲ منہ

عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں، ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے، مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول، ایک ایک فقرے، ایک ایک حرفِ وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجتِ عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر، وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے، وہ ضرور فی الواقع حق و سچا ہے۔ ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے، باطل کو صحیح مان لے امام الوہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا، مگر وہ یوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے، نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو، اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ اس کا امکان جہلِ صراحۃً اور ٹھہ لیا مگر وہ جہلِ بسیط تھا، کہ ایک بات معلوم نہ ہونا، کہ جہلِ مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بھدا اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ جہلی بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت وحشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں، کہ کسی دلیل، کسی تعلیل، کسی استقراء، کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کر سکے، ان کا اعتقاد محض بر بنائے کلام الہی تھا، اب اس کی جاہل و واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطا کی بات ہے، جاہل کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں، تو محض مہمل اور

۱۔ مولوی غلام دستگیر صاحب تصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزدوم امکان جہل وغیرہ شاعات سے نقض کیا تھا مولوی محمود الحسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان و حمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پر چہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھپایا۔

چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معاوضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے، دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شراب پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سخن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ف محمود الحسن دیوبندی کا کھلا کفر

بے ثبوت جاننا اور ان سب کا پھوڑ دینا لازم ہوا، کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا، جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی، بلکہ نظر بزمذہب و ہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات مواد بلکہ خود اصل ایمان! یعنی توحید الہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سنئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں، ان کا امام صاف مان رہا ہے، کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے۔ تو واجب ہوا، کہ خدا عورت سے نکاح، بعدہ جماع، بعدہ اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کر سکے، ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہیگا، اور جب یہاں تک ہو لیا، تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کر لانے میں کیا زہر گھل گیا، کہ ان سے عاجز رہے گا، دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہیگا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حرم غیر معتد ظاہری المذہب، مدعی عمل بالحدیث موند بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، مل و نخل میں کہتا ہے انہ تعالیٰ قادر ما ان یتخذ ولدا اذ لولم یقدر لکان عاجزاً اس کا ردّ سبحن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولدا فانا اول العابدین۔ تم فرما دو کہ اگر رحمن کے کوئی بچہ ہے، تو سب سے پہلے اس کا پوجنے والا میں ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں۔ عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا تو پوری رحبٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعا ہے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بر بنائے جہل مرکب و غلط فہمی ہو، اب لا الہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں، تو یہ مقدمہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وہ ضرور حق و سچا ہے برہانی ایقانی ایمانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمہ ایسانیہ رکھیے، اب خلافت وہابیہ و وہابیت جو بات چلی ہے، فرض کر لیجئے، خواہ وہ ہمارے موافق

ہو یا ہمارے احکام سے بھی ناٹھ مثلاً (۱) اسمعیل دہلوی نرا کافر تھا (۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انہٹی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں (۳) جو کذب الہی ممکن کہے بلکہ ہے (۴) تفویت الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراط المستقیم تصانیف اسمعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحاتِ انہوی سب کفری بول نجس تر از بول میں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے (۵) جو بادعتِ اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہوا بلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے (۶) اُن سقما اور ان کے نظراء تمام جُنثا جنہوں نے شانِ اقدس و ارفع رب العالمین و حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیض کی، جو شخص رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رب العزۃ جل جلالہ کے مقابل ان لمحدوں کی حمایت مردت رعایت کرے، ان کی ان باتوں کی تصدیق و تحسین و توجیہ و تاویل کرے، وہ عدو خدا و دشمن مصطفیٰ ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۷) غیر مقلدین سب بے دین، پکے شیاہین، پورے ملائین ہیں۔ سات یہ اور سات ہزار اور۔ جو بات لویا انسان اس کا اعتقاد نہیں کر سکتا۔ ہر شخص بدانتہا جانتے ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورد و محفوظ رکھیے کہ اس امر کا اعتقاد انسان کر سکتا ہے۔ مسلمانو! اس میں آپ کو اختیار رہا، رو و لابیہ کی جس بات کو چاہیے، اس کا مشارالہ بنائیے، اب اس مقدمہ بدیہیہ کو صغریٰ کیجیے اور مقدمہ و لابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعویٰ ذلیل کہ "جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا کر سکتا ہے" اسے کبرے بنائیے شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے"۔ اب اس نتیجہ کو صغریٰ کیجیے، اور مقدمہ ایمانیہ کو کبرے کہ ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے" شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا

اے ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل اور سب جانتے کہتے ملتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام و ممنوع اور فرض و حرام و جائز و ممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت ہو یہی یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقائد باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کر سکتا ہے تو خدا بھی کر سکتا ہے، تو یہ بھی حق ہیں، کہ کہ بنائے دلیل مقدمہ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے۔ ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے، تو کبرائے قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا اب کہیے مفرکہ ہر؟ تین ہی احتمال ہیں اول مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو، اور اپنے خدا کا جمل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین کا لالہ الا اللہ پر ایمان کو استعفا دو، اور کھلے کافر بنو ووم اقرار کرو کہ مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطان کی کلیہ مردود و ملعون و مطرود تھا، یہی بات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے

انی لکم، الی الہدی تحویل ۛ قد اشرب فی القلوب اسمعیل  
 اور خدا کا دھراسر پر براہ ناچاری اس کے انکار پر آڈ بھی تو تمہارا خصم کب مانے، وہ کہے گا  
 میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے، تو فریق  
 کو اپنے مقدمہ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں کما صرح بہ العلماء الکرام ورنہ کوئی  
 دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا راستہ کھلا رہے کہ دلیل  
 جس مقدمہ مسلمہ پر مبنی ہو اس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار  
 نہ رہے، قول کی ضلالت پر اقتصار ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ  
 باری سبح قدوس عزوجل کو ایسی شینع ناپاک گالی کہہ کر وروں کا لیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح  
 صال مضل بے دین ہوا، اور تم اور ظال و فلالی اس کے سارے معتقدین بھی اسی کی طرح گمراہ

۱۰ فی مسلم الثبوت و شرحه فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم هذا لم یکن الدلیل الجدل مفیداً  
 للالزام اصلاً اذ یکن اعترافہ بالخطا فی تسلیم احدی المسلمات ولم تکن القضا یا المسلمة من مقاطع  
 البحث والکل باطل علی ما تقدّم فی محله والحق ان المسلم کالمفروض فی حکم الضروری لا یصح  
 انکاره فانکاره اشد من الالزام اھ باقتصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بدین ہو سووم اگر ان دونوں سے فرار کرو، تو اب تر رہا، مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمہارے  
 امام ہی کے گھر سے پیدا ہوئے حق جانو، اور وہلوی اول و وہلوی آخر و گنگوہی و نالوتوی و انہی  
 و دیوبندی، اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کا فر متد، اور  
 تفویت الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و میعار الحق و غیرہ تمام نصائیف و وہابیہ  
 کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بد مالو فرمائیے، ان میں کونسا آپ کو پسند ہے، جسے  
 اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر و نیک یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے۔ کہو کچھ  
 جواب فرماؤ گے؟ یا آج ہی سے مالکم لاتنا صرون: بل ہم الیوم مستسلمون

کارنگ و کھاؤ گے؟ کیوں ہل ٹوب الفجار ماکانوا یا فکون

والحمد لله رب العالمین: و صلے الله تعالیٰ

علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ

و صحبہ اجمعین

والله

تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتبہ مجددہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ  
 محمد بن النبی الامی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

محمدی سننی حنفی قادریہ ۱۳۰۱ھ  
 عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان



جمہ تصانیف اعلیٰ حضرت نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے طلب کیجئے

(۵) <sup>۷۸۶</sup>/<sub>۹۲</sub>  
**پیکان جانکداز بر جان مکذبان نیاز**

۲۷ ۱۳

یہ سال مولوی سید عبدالرحمن صاحب مینوی نے قرظی حسن درہنگی کے رد میں لکھا اور جس سے شائع ہو کر لا جواب ہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیوبندی کالج کی دوپوچ اعلیٰ اور ان پر حجاز کا من سچیل کی بھاری سلیں

درہنگی صاحب اپنی پہلی اصل یہ بتاتے ہیں کہ ہم تمام ممکنات کو داخل قدرت مان کر بعض کو ممتنع  
 بالغیر کہتے ہیں اور آپ بے شمار ممکنات کو خارج کہہ کر عجز کا دھبہ لگانا چاہتے ہیں اقول مگر واحد  
 قہار عزوجل کے مکذوبوں نے عہد کر لیا ہے، کہ کبھی کوئی حرف سچ نہ کہیں گے، اس شخص عہد  
 میں سچے ہیں، تو کبھی سے بھی جھوٹا کریں، اب ضربات لیجئے (۱) ممکنات سے مراد اگر ممکنات  
 اسلامیہ ہیں یعنی وہ چیزیں کہ اسلامی عقائد سے مقدور ہیں، تو عا شا کہ یہاں ان میں سے کسی  
 کو معاذ اللہ خارج از قدرت مانا ہو، ولکن الظالمین بائیت اللہ یجحدون ۱۰ علیٰ حضرت  
 مجددین و ملت خطبہ سبحن السبوح میں فرماتے ہیں الحمد للہ المتعالی شانہ عن الکذب و  
 الجہل والسفہ والہزل والعجز والبخل وکل مالیس من صفات الکیمال المنزہ  
 عظیم قدرتہ بکیال قدوستہ وجمال سبوحیۃ عن وصمۃ خروج ممکن او دلوج

سہ کالج کی شیشی کو ایک کنکری بہت، نہ کہ گراں باہارٹ ۱۳ ۱۲ خط شریف میں یوہیں ہے ب ۵ زبر بہ  
 دھبہ آرو دکھنے تک کی تیز نہیں، اہل اصل دین میں کلام ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

محال سب خوبیاں اللہ کو جس کی شان کذب و جمل و مفاہمت و ہزل و عجز اور ہر اس چیز سے جو صفت کمال نہ ہو برتر ہے جس کی عظیم قدرت اس کے کمال قدوسیت و جمال سبحوت کے سبب اس عیب سے منزہ ہے، کہ کوئی ممکن اس سے خارج یا کوئی محال اس میں داخل ہو، اسی میں فرمایا صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد فات میں ہونے کے قابل ہے اس پر قادر ہو کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا ہے، منہیہ میں فرمایا ان معصم المقدر و ساریہ و نفس الامکان الذاتی شے کا ممکن بالذات ہونا ہی اسے زیر قدرت ربانی داخل کرنے کو بس ہے۔ دیکھو کیسی روشنی تصریحیں ہیں کہ کوئی ممکن قدرت الہی سے خارج نہیں۔ اور اگر مراد ممکنات دین و ہابیہ ہیں کہ ان کے یہاں ان کے معبود میں سب عیب و نقص ممکن ہیں، تو معاذ اللہ کہ اہل اسلام اسے تسلیم کریں اور اپنے رب سبح و قدوس عز جلالہ کو عیاذاً باللہ بلوث و آلودہ و عیبی ہونے کے قابل مانیں، ائمہ دین و علمائے مسلمین نے فرمایا تھا الکذب نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال تھوٹ عیب ہے اور ہر عیب خدا پر محال، تفسیر کبیر و تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک و شرح مقاصد و طوابع الا نوار و شرح سنوسیہ و شرح عقائد جلالی و مسلم الثبوت و تفسیر عزیز ی وغیرہا کتب عقائد و تفسیر و اصول میں اللہ عز و جل کا کذب محال قطعی ہونے پر یہ دلیل علمائے اسلام نے ذکر فرمائی، اب وہابیہ کا امام اسمعیل دہلوی اپنی بد روزی رسالہ یکر روزی میں اس کلام ائمہ اسلام و علمائے اعلام کا یوں رد کرتا ہے اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد ضد کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و اورا باں مدح سے کنند بخلاف اخرس و جواد صفت کمال ہیں است کہ قدرت وار و بنا بر رعایت مصلحت بتنزیہ از شوب کذب تکلم نماید بالجملہ عدم تکلم بکلام کا ذب ترفعاً عن عیب اللذب و تنزیہاً عن التلوٹ بہ از صفات مدح است اھ ملتقطاً۔ دیکھو کیسی کھلی تصریح ہے کہ خدا عیبی ہو سکتا ہے، بلوث و آلودہ ہونے کی گنجائش رکھتا ہے الاثوث عیبوں کا اسے لاحق ہونا روا ہے، ہاں مصلحت ان سے بچتا ہے، تو نہ فقط کذب بلکہ ہر عیب سے آلودہ ہونا خدا کے لئے ممکن مان لیا، یعنی نقص ہونے کی وجہ سے کوئی ناپاک سا ناپاک عیب خدا میں ناممکن نہ رہا، اس بحث کا مفصل بیان کتاب مستطاب سبحن السبوح شریف

وہابیہ کا امام معصوم کلمہ کیا کہ اللہ اہل سنت کا حقیقہ و باطل ہے خدا کا عیبوں سے پاک ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ دنیا کو برکت دینے کے لئے آلودہ ہو سکتا ہے

میں ہے، یہاں یہ حرف مختصر بس ہے کہ علمائے اسلام ائمہ اعلام کی دلیل میں دو مقدمے تھے۔  
 صغریٰ یہ کہ کذب عیب ہے، اور کبرے یہ کہ اللہ تعالیٰ پر عیب محال، صغریٰ تو اسے مسلم ہے  
 کہ خود بھی کذب کو لوٹ و عیب و آلودگی کہہ رہا ہے، لاجرم کبرے اسے مسلم نہیں اور خدا کا  
 عیبی ہونا ممکن مانتا ہے، ایسے ممکنات و ہابیت ملعونہ کے دین میں ہوں گے، مسلمانوں  
 کے دین میں ان کا رب سبوح و قدوس بالذات ہر عیب و آلائش سے جو با پاک و منزہ ہے  
 اور کسی عیب سے اس کا تلوث قطعاً یقیناً محال بالذات (۲) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی  
 کے مطالعہ سے ظاہر ہے، کہ یہ دلیل ذلیل امام و ہابیت غلام معتزلہ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ اپنے  
 انہیں آقاؤں معتزلیوں سے سیکھ کر لکھی ہے، ان خبیثانے لکھا تھا انہ تعالیٰ قادر علی  
 الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترکہ قبیح لم یصح منه ذالک التمدح الا اذا  
 کان قادراً علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منه ان یتمدح بانہ لا یدھب فی اللیالی  
 الی السرقة یعنی خدا ظالم ہو سکتا ہے کہ ظلم نہ کرنے سے اس نے اپنی مدح فرمائی، اور کسی بڑی  
 بات کے ترک میں تعریف جیھی ہے کہ اس پر قدرت بھی ہو بخجھے کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ  
 وہ راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا، دیکھو بعینہ وہی تقریر خبیث ہے، فرق اتنا ہے کہ  
 انہوں نے اس سبوح و قدوس کو بالامکان ظالم بنایا، انہوں نے کاذب انہوں نے برتھتے  
 تنزیہ حقیقی اپنے رب کو بخجھے سے تشبیہ دی، انہوں نے گونگے اور پتھر سے، اس ہمالت فاحشہ  
 پر دو نقص تفسیر کبیر میں ذکر فرمائے، ان خبیثوں کا وہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں والجبواب  
 انہ تعالیٰ تمدح بانہ لاتاخذ لاسنة ولا نوم ولم یلتم ان یصح ذالک علیہ و تمدح  
 بانہ لاتدسا کہ الا بصار ولم یدل ذالک عند المعتزلة علی انہ یصح ان تد ر کد الابصار  
 یعنی معتزلہ کی اس دلیل علیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اونگھنے اور نہ سونے  
 سے بھی اپنی مدح فرمائی ہے۔ اور اس سے لازم نہ آیا کہ اس کا اونگھنا سونا ممکن ہو، اور اپنی مدح  
 فرمائی، کہ نگاہیں اسے نہیں پاتیں۔ اس سے اسے معتزلیو! تمہارے نزدیک اس کی رویت  
 کا امکان نہ ثابت ہوا، اور سبحن السبوح واللوکبتہ الشماہیہ وغیرہما تصانیف مجددین و ملت  
 میں اور بہت نقص ارشاد ہوئے، کہ کھانا کھانا، بھیک مانگنا، ڈرنا، تھکنا، غفلت کرنا

ب و ہابیت کلام معتزلہ کا رد

کسی کو اپنے حکم میں شریک کرنا، ابلیس و شیاطین کو اپنا مددگار بنانا، واقعات عالم سے غائب ہونا، جو رو بیٹا وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کی نفی سے قرآن عظیم نے رب عزوجل کی مدح فرمائی، تو وہابیہ و معتزلہ کے طور پر یہ سب بھی خدا کے لئے ممکن ہوں گے، انتہا یہ کہ نہ مرنے سے اپنی مدح کی فرماتا ہے و توکل علیٰ الٰہی الذی لا یموت بھروسا کر اس زندہ پر کہ کبھی نہ مرے گا، تو چاہیے کہ اُسے اپنی موت پر بھی قدرت ہو، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل سنت اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوئے خارج قدرت مانتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۳) اسی یکر و زی کی اسی بحث میں امام الوہابیہ نے ایک اور ملعون کلیہ گڑھا، کہ جو کچھ انسان

اپنے لئے کر سکتا ہے خدا بھی اپنی ذات کے واسطے کر سکے گا، ورنہ قدرت انسانی سے گھٹ رہے گا، اس خبیث کلیہ نے تو وہ بس بویا جس کے کفریات کا شمار دشوار سخن السبوح و کوبہ شہابیہ میں اس پر بہت کفر لازم فرمائے، اور ہمارے مکرم دوست مولانا ظہیر حسن صاحب قادری رضوی نے چابک لیٹ میں ان کا شمار تقریباً ساٹھ تک پہنچایا، اور حقیقتاً ساٹھ ہزار پر بھی بند نہیں، مثلاً کھانا پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، ڈوبنا، جلنا، وہابی، رافضی، یہودی بننا، بت پوجنا، زنا کرنا، گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالنا وغیرہ وغیرہ سب باتیں انسان اپنے لئے کر سکتا ہے، تو چاہیے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہو، اب کونسی گندگی، نجاست، خباثت، ذلت باقی رہ گئی، جو ان کے خدا میں نہ آسکے، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل اسلام اپنے مولے کی تسبیح کرتے ہوئے

بیرون قدرت مانتے ہیں، واللہ اعلم، اس مغالطہ ملعونہ کا اعلیٰ رد و امان باغ سخن السبوح میں ارشاد ہوا کہ چابک لیٹ میں چھپا (۴) مسلمانو! وہابیہ کا امام اور اس کے اذتاب یام جن کو صراحتاً اس کلیہ ملعونہ پر اصرار تام حقیقتاً خدا کے نرے منکر، کھلے زندیق دہریے ہیں، وجہ سینے، اگر ان کا معبود جلنے، ڈوبنے، گلا گھونٹ کر مر جانے پر قادر نہ ہوا، تو ان کے نزدیک عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور قادر ہوا، تو اس کی فنا ممکن ہوئی، اور جو فتا ہو سکے، ہرگز خدا نہیں، بہر حال الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا لازم، دہریو! پھر کس منہ سے صفات الہ میں بحث کرتے ہو، تمہارے دھرم میں الہ ہی کوئی نہیں، صفات کس کی ہوں گی

لف وہابیہ اور ان کا امام حقیقتاً دہریے ہیں

تف تف تف (۵) بھلا یہ تو ہندی وہا بیت کے جدا علی تھے، وہ بھنگی صاحب کے خاص  
تعلیمی باپ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اور ان کے اتراب و اذنا نے  
صاف نام لے لے کر اپنے معبود کا جاہل رہنا، ظالم ہونا، چوری کرنا، شراب پینا ممکن  
ٹھہرا دیا، پرچہ نظام الملک ۲۵۔ اگست ۱۸۸۹ء میں بے دھڑک چھاپ دیا کہ چوری

شراب خوری، جمل، ظلم سے معارضہ کم فہمی یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور  
اللہ ہے، وہا یو! یہ ہیں تمہارے ممکنات، جن سے اہل حق سجد اللہ تعالیٰ پاک و  
بری میں (۶) وہ بھنگی جی! ذرا اپنے تعلیمی ابا جان سے پینے کی تعریف تو کرا لیتے، کسی  
شے رقیق کا حلق کی راہ سے جوف میں داخل کرنا ہی ہے یا کچھ اور ظاہر ہے کہ جوف میں  
نہ لگتی مثلاً تم پانی یا شراب موندھ میں لے کر کلی کر دو، تو پینا نہ کہیں گے، اور جوف میں لگتی مگر  
حلق کی راہ سے نہیں، مثلاً حقنہ کراؤ جب بھی پینا نہ ہوگا، تو ضرور ہے کہ تمہارے معبود کے حلق و جوف  
ہوں گے جب تو شراب پی سکے گا، اور جس کے نہیں گت ہو سکتا نہیں، اور جو صمد نہیں خدا نہیں، تو  
تمہارے ابا جان یقیناً خدا کے منکر ہیں، کافر کہنے سے گھبراتے ہو نہ سہی اس کا اقرار نہ کرو، اتنا  
کہدو کہ ضرور تمہارے وہ باپ چچا سب کے سب منکران خدا ہیں، اس کہنے سے تم تو کیا ہو تمہارا  
شرابی خدا بھی اگر لاکھوں من برانڈی پی پی کر زور لگائے، تمہیں مفر نہیں ہو سکتی، ورنہ بتاؤ کہ  
جوف دار شراب خور خدا کیسا ہوتا ہے الا لعنة الله على الظالمین ۵ (۷) ہم تمہاری مان لیں  
کہ پینے کی کوئی ایسی تعریف اپنے جی سے گڑھ سکو جسے حلق و جوف لازم نہ ہو، مگر تمہارے امام  
اور تمہارے باپ کا وہ کلیہ کسی طرح تمہاری چلنے نہ دے گا، ضرور تمہاری کا بیچ کی کلیہ سجیل کے پتھر  
سے پھوڑ کر رہے گا، پینا نہ کہتے یوں کہتے کہ انسان قادر ہے کہ اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی  
چیز داخل کر لے، تمہارا وہی معبود بھی اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کر سکتا ہے، یا  
نہیں، اگر نہیں تو انسان کی قدرت سے گھٹ رہا، عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو  
وہی جوف دار گھٹل ہوا، اور گھٹل خدا نہیں، خدا کے منکر و! تم مسلمانوں سے کس برتنے پر  
اچھتے ہو، اللہ اکبر واحد قہار کا جھوٹ ممکن بنانے کے لئے کونسی بلا ہے، کہ خبیثوں نے اپنے  
ساختہ خدا کے سر نہ ڈالی (۸) جی ہاں نری شراب خوری نہیں، آپ کا وہی معبود چوری بھی کر سکتا

وہ در بھنگی کے پورے تعلیم کا خدا چور شرابی ظالم جاہل سب کچھ ہو سکتا ہے وہ در بھنگی کے پورے تعلیم محمود الحسن دیوبندی کا گھٹل گھٹل ہے

وہ دیوبندی خدا کی طرف میں اور جی شرک میں

ہے اور واقعی شرابی نشہ باز کو بد معاش ہونا لازم، مگر اپنے تعلیمی باپ سے پوچھئے، تو کہہ پرائی بلکہ چراتے گا، یا اپنی؟ کوئی احمق سا احمق اپنی بلکہ لے لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا، تو ضرور ہے کہ کچھ اشیاء تمہارے ساختہ خدا کی بلکہ سے خارج دوسروں کی ملوک ہوں، اے سچے پکتے مشرکوں! سچے مسلمانوں پر بعض ممکنات قدرت قدر مطلق سے خارج ماننے کا جھوٹا الزام نہ دھرو۔ اپنے وہمی معبود کی ملک سے خارج اشیاء اور اس کے شرکائے بلکہ کی فکر کرو (۹) لطف یہ کہ ان کے ساختہ خدا نے جب دیکھا کہ بعض نفیس چیزیں دوسروں کے خزانوں میں ہیں، اور اس کا اپنا ناقص خزانہ ان سے خالی ہے، شراب پینے والے مومنین میں پانی تو بھر آیا کہ کسی طرح ان کو بھی اپنے خزانے میں لے لوں مگر کثرت میخواری سے داعی کمزوری کہ نہ بیع یا ہبہ کسی جائز طریقے کی طرف طبیعت گئی، نہ تہر و سطوت و جبروت کے ساتھ سلاطین دنیا کی طرح بالبحر چھپین لینے کی طاقت پائی، بلکہ بد معاش بزدل نامردوں کی طرح چوری پراوقات رہی۔ اور تو کیا کہوں بس تھوک ہے کیسا بے حیا ساختہ خدا اور کیسے گندے بندے، دیکھو ہمارا سچا خدا واحد قہار سبح قدوس ہر عیب سے و جو با پاک ان عابد و معبود سب پر اپنی لعنت اتارے گا۔ خدا کے دشمنو! اللہ عز و جل سے بھاگ کر نہ تم جا سکتے ہو نہ تمہارا معبود مردود و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۰) بھلا چوری، شراب خواری تو سب کچھ اور بھی تمہارا وہی معبود زنا بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وہ دیکھو تمہارے امام و پدر کے کلیہ میں سجیل کا بھاری پتھر لگا، تمہارا خدا انسان سے قدرت میں گھٹ رہا، اور اگر ہاں تو ذرا اپنے تعلیمی باپ سے تعریف زنا کرایئے، زنائے حقیقی کہ مقدور انسان ہے، آلاء تناسل پر موقوف، اور اس کے بغیر زنا کے شرعی لغوی عرفی، کسی معنی کا تحقق یقیناً محال، کہ ایلاج ذکر اس کا رکن ہے، اور باہمیت بے رکن قطعاً ناممکن تو تمہارے معبود کو آلاء تناسل سے مفر نہیں، کہیں مہا دیو کو تو خدا نہیں مان بیٹھے (۱۱) مہا دیو کو مانو نہ مانو، مگر لنگ پوجا قطعاً تمہارے ایمان کا جز ہوئی، کہ لنگ تمہارے بھگوان کا جز ٹھہرا (۱۲) آدمی تو عورت سے بھی ہے، اگر تمہارا ساختہ خدا عورت کی قدر سے گھٹ رہا، تو اور بھی گیا گزرا ہوا، عورت قادر ہے کہ زنا کرے، تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کر سکے، ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اس پر تہقے

نہ دیوبندی خدا کی چوری پراوقات

نہ دیوبندی خدا ایک صفی کی شکل ہے



اڑائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے؟ اب آپ کے خدایں فرج بھی ضرور ہوئی، ورنہ زنا کاہے میں کراسکے گا، خنثے خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے الجھتے ہو، مورتی پوجن والے ہندو و ناسحق الگ الگ لنگ اور جھری بنانے کے سودے میں پڑے ہو، مقدس مدرسہ دیوبند میں آؤ، کہ دونوں علامتیں ایک ہی معبود میں پاؤں لطیفہ تعجب تھا کہ خدا کے لئے آگ مرومی ہو، تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی، اندام زنی ہو، تو اس کے لائق اُسے مرد کہاں سے ملیگا، کہ اس کی ہر چیز نامحدود ہے انتہا ہوگی، یوں تو ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے اور ایک بڑا ڈبل خدا ماننا ہوگا جو دوسری ہوس بھر سکے، کیا وہابیہ اب تثلیث کے بھی قائل ہونگے؟ مگر علمائے ذریت شیطان کی پیدائش میں چار قول ذکر کئے ہیں، ازاں جملہ ایک یہ کہ ابلیس کی ایک ران میں آلت مرومی ہے، دوسری میں علامت زنی، وہ اپنی رانوں کے باہم جماع سے بارور ہو کر ذریت لاتا ہے، اس قول کے ملاحظہ سے وہ تعجب بھی جاتا رہا، اور تثلیث کی بھی حاجت نہ ہوئی، اور معلوم ہوا کہ دیوبندی دیوبندگی کتنی یعنی حضرات کا وہ خنثے معبود کون ہے یہ ابلیس ذوالعلامتین ہے۔ اب اعتراض اٹھ گئے، اور اس پر بڑا قرینہ یہ کہ گنگوہی صاحب نے براہین قاطعہ میں اس ملعون کے علم کو علم اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسیع تر بتایا، اور یقیناً وہ کہ جس کا علم علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد ہو خدا ہی ہے اور اب کاذب بالفعل ماننے کا بھی عقدہ کھل گیا، ابلیس سے بڑھ کر کون کاذب بالفعل ہوگا، نیز ان کے امام کا یہ کہنا بھی کھٹیاک ہو گیا، کہ اس میں ہر عیب کی گنجائش ہے، اور یہ کلیہ بھی صحیح ہو گیا کہ جو کچھ انسان اپنے لئے کر سکے وہ اپنے لئے کر سکتا ہے، واقعی کلمات علما میں عجب عجب منافع ہوتے ہیں، دیکھتے ایک ذرا سا پیچ کھلنے

لے جی ہاں دیوبندی وہابیہ تثلیث کو بھی ممکن عقلی ملتے ہیں۔ نمبر ۱۵ ملاحظہ کیجئے ۱۲

۱۲ مولانا دیوبندی صاحبوں کا خیال رکھیے ان کا حق ابلیس کو نہ دینا چاہئے ابلیس نے کس دن کہا تھا کہ میرا علم علم اقدس سے زیادہ ہے کس دن کہا تھا کہ خدا معاذ اللہ بالفعل مجھ سے ہے تو یہ اس سے پڑھ کر گذر رہے ہیں ۱۲ عقی

سے کتنے عقدے حل ہو گئے، کیوں دیوبندیو! احسان تو نہ مانو گے، قاہر اعتراضوں کا کیسا جواب بتا دیا کہ ایک ہی سہارے میں بیڑا پار ہے (۱۳) امام الوہابیہ نے اپنی ناقص تحریر جہالتِ تخمیر افصاح الباطل بنام ایضاح الحق مشہور نام زندگی برعکس کافور میں تصریح فرمائی، کہ اللہ عزوجل کو زمان و مکان و جہت سے منزہ ماننا اس کا دیدار بے جہت و محاذات جانتا سب

بدعتِ حقیقہ کے قبیل سے ہے اگر اُسے کوئی دینی عقیدہ سمجھا جائے، خدا کی یہ تنزیہیں اور غیر خدا کو قدیم و ازلی کہنا خدا کو مخلوق بنانے میں بے اختیار ماننا سب کا ایک حکم ہے، دیکھو اس کی تحریر خبیث صفحہ ۳۵ و ۳۶ اور اس کے رد میں کو کتبہ شہابیہ صفحہ ۱۲ وغیرہ، ظاہر ہے کہ اگر زمان و مکان و جہت کا خدا کو محیط ہونا اس بدہوش کے نزدیک اس کی شانِ قدوسیت و وجوب وجود کے منافی ہوتا، ضرور ان سے خدا کی تنزیہ کو عقیدہ دینیہ جانتا جیسا کہ تمام اہلسنت کا ایمان ہے، مگر یہ مردود اُسے بدعتِ حقیقہ بتاتا اور اس کے معتقد کو ان دو صریح کفروں کے معتقد سے ملاتا ہے، اگر اس کے زعم ملعون میں اس کا معبود بالفعل زمان و مکان و جہت کے گھروندے میں گھرا ہوا نہیں، تو کم از کم گھر سکتا ہے، اور اپنے آپ کو اس مجلس میں مقید کر سکتا ہے، ورنہ اس سے اس کی تنزیہ فرض ہوتی، اور اس کے اس کلیہ ملعونہ نے اور بھی رجسٹری کر دی، آدمی قادر ہے کہ کسی گز بھر کی گڑھیا میں گر کر اوپر سے پتھر رکھوا کر اپنے آپ کو اس تنگ مکان میں مقید کر لے، ان کا معبود اگر یہ نہ کر سکا، تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہیگا، وہاں یہ ہیں تمہارے ممکنات جن پر مسلمان لعنت کرتے ہیں۔ لطیفاً وہابیہ کا خدا عجیب ربڑ کی ساخت کا ہے جس میں قیامت کی پھیل سمیٹ ہے۔ انسان تو گز بھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے، ایک چھوٹی سی چوٹی سوٹی کے ناکے برابر سوراخ میں سما جانے پر قادر ہے۔ ان کا خدا جسے یہ اپنی چھوٹی زبان سے اکبر کہتے ہیں، اس اصغر سے اصغر سوراخ میں لوپ ہو سکے گا، ورنہ آدمی درکنار چوٹی سے بھی قدرت میں گھٹ رہیگا (۱۴) افسوس وہابیہ کا ساختہ خدا کہاں کہاں آدمی کی ریس کرے گا، امکان جہت کی خباثت ان کے معبود کو بے ناچ نچائے نہ چھوڑے گی، ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود یو ہیں نہ گھوم سکا، تو رنڈی سے بھی گیا

امام الوہابیہ کا خدا گز بھر کی گڑھیا میں قید ہو سکتا ہے

امام الوہابیہ کا خدا ربڑ کی ساخت کا ہے۔ امام الوہابیہ کے معبود کا ناچ ناچنا انہیں چھوڑ دینا

گذرا، اور واقعی بقول در بھنگی صاحب کے تعلیمی باپ محمود الحسن دیوبندی صاحب کے جب یہ کلیہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکے ان کا معبود اپنے لئے کر سکتا ہے، تو مشعلی کی طرح رنڈی کے ساتھ گھومے گا بھی، خود بھی تلچے گا، اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اُسے اپنے پاس گھمائے گا بھی، نٹ کی طرح بانس پر چڑھ کر کلا کھیلے گا، کیا کچھ نہ کر سکے گا۔ ایسے تماشے معبود پر اُن اور اُس کے عجوبہ پرست عابدوں پر تفت، مگر سخت محب یہ ہے، کہ اگر ایک مجلس میں چار رنڈیاں ناچتی ہوں، اور اُن واحد میں وہ چاروں جہات مختلفہ کو اپنی سمت بدلیں، ان کا خدا اگر اُس وقت ایک ہی سمت بدل سکا، تو تین رنڈیوں کے فعل پر قادر نہ ہوا، اور اگر اُن واحد میں چاروں سمت کو بدلا، تو یہ رنڈیاں تو چار تھیں، انہوں نے ایک ایک جہت بانٹ لی، یہ کہ واحد کہلاتا ہے، کدھر سے اپنے چار ٹکڑے کرے گا، ایک اُن میں چار جہتیں کیسے بدے گا؟ (۱۵) ایک دیوبندی نے کہ در بھنگی صاحب کا عالم معتمد اور دیوبندی دھرم کا منادی مستند ہے، اپنی اولہ واہیہ صفحہ ۱۲۲ میں خدا کا جو رو بیٹا بھی ممکن مان لیا اور اُس پر دلیل یہ کہ عقلاً محال ہوتا، تو نصارے اتنے بڑے عقلمند ایسے حکیم، ایسے صنّاع ہیں یہ کیوں مانتے؟ اللہ اللہ

چشم بازو گوش بازو این ذکا ۛ خیرہ ام در چشم بندے خدا  
 طرفیہ کہ جو رو ماننے کا نصارے پر بھی افترا کر دیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ ہو، دیو  
 بندی صاحب نری جو رو نہ کہو خشم بھی پکارو کہ تمہارے معبود کا خنٹے ہونا تمہارے امام کا  
 مذہب بتا چکا ہے (۱۶) احمق بے دینو! تم نے یہی جانا کہ افعال عباد کا خالق کون ہے؟ وہ کس  
 کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، بندے کو ظاہری قدرت جو ہے وہ کس محل سے ظہور تعلق فعل  
 ہے، اور کمال کفر پرستی سے اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن بنانے کو کل مقدور العید مقدور  
 الالہ کے یہ معنی گڑھ لیے کہ جو کچھ بندہ اپنے لئے کر سکے خدا اپنے لئے کر سکتا ہے، اس لعین  
 منالطہ ابلیسیہ کا پورا حل و اماں باغ سبحن السبوح میں دیکھو، اور خدا توفیق دے تو

نہ بعینہ اسی بلون دلیل ذیل سے قین خط بھی عقلاً ممکن ہو گئے ورنہ اتنے بڑے کاریگر کیسے اس کے قائل ہوتے تفت تفت تفت ۱۲  
 مندرجہ اللہ

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت کے دستِ حق پرست پر ایمان لاؤ، مسلمان کہلاؤ، الحمد للہ  
 امام الوہابیہ و طائفہ وہابیہ کے اس خبیث عقیدہ ملعونہ کا رد تصانیف آستانہ عالیہ  
 اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت سے سبحن السبوح میں بھی ہے، کوکبہ شہابیہ میں بھی ہے، دامان  
 باغ میں بھی ہے، چابک لیرٹ میں بھی ہے، اور اب اس عجاظ تازہ میں بھی ہے، بفضلہ تعالیٰ  
 ہر جگہ نیارنگ، نئے اعتراضات پائے گا، اور سب بوزن تعالیٰ اسی محمدی ضیغ کے اپنے  
 نعرے ہیں، یا اُس کے برکات سے اُس کے اشبال کے حملے ذلک فضل اللہ علینا وعلی  
 الناس ولكن اکثر الناس لا یشکرون ہنوز بہت اباحت جدیدہ قاہرہ اسی کے متعلق  
 ذہن میں اور ہیں، مگر مجھے تو یہاں بھی بیس نمبر پر اقتصار منظور لہذا صرف ایک وار درہنگی  
 صاحب پر اورد اتار کر اُن کی اصل دوم کو چھپڑوں (۱۷) ۱۸ وار درہنگی صاحب ہم تمہاری مان لیں  
 کہ بے شمار ممکنات کو خارج از قدرت کر دیا۔ پھر تمہارے دھرم پر کیا قہر ہوا، دوہی باتیں  
 کہو گے، یا تو وہ جو کہہ چکے کہ عجز کا دعویٰ لگایا، یا یہ کہ ان اللہ علیٰ کل شیء قدید کا خلاف  
 کیا، دونوں تمہارے یہاں شیر ماور ہیں، اول تو یوں کہ تمہارا امام ہر عیب و نقصان کا امکان  
 مان گیا، اور یہ خود عیب ہے، تو اُس کا معبود عیبی بالفعل ہوا، عجز بھی ایک عیب ہی ہے  
 پھر ایہم بر علم، اور دوم یوں کہ گنگوہی مت جس پر ایک اکیلے تم درہنگی جھوٹ پنے  
 سے مصر و مقر ہوئے، جب اُس میں اُس کا خدا کاذب بالفعل ہے کہ وقوع کذب کے معنی  
 درست ہو گئے، تو معاذ اللہ جھوٹے کی بات سے سند کیا لانی، اُس نے یہ بھی جھوٹ ہی  
 لکھ دیا ہوگا الا لعنة اللہ علی الظالمین ۵ (۱۸) درہنگی صاحب نے اپنی دوسری اصل  
 یہ بتائی ہم شرک فی الذات و فی الصفات دونوں کو ناجائز سمجھتے ہیں اور آپ شرک فی الصفات  
 کو جزو ایمان جان کر فرق بالذات اور بالعرض کو باعث غفران خیال کرتے ہیں۔ اقول واقعی  
 دیوبند کمیٹی میں لعنة اللہ علی الکاذبین کا قرآن مجید سے نکال ڈالنا پاس ہو لیا ہوگا، یا یہ  
 ٹھہری ہوگی، کہ کاذب بالفعل کی بات کا کیا اعتبار، اے مشرک! اہلسنت کی توحید کا ایک  
 چھینٹا تم پر پڑ جائے، تو پاک ہو جاؤ، اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے اپنی تصانیف علیہ  
 میں آیات قرآن عظیم سے ثابت فرمایا ہے، کہ مولے عزوجل کا اصلا کوئی شریک نہیں ہو سکتا

نہ جوئے اس کے مقابل اسی کی جوتی اسی کے سرے

۱۷ وار درہنگی کا کھلا اثر کے خبیث

نہ اُس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ اسماء میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ ملک میں، نہ  
 ملک میں، نہ کسی بات میں، ہاں مشرک کون ہے؟ تمہارا امام، تمہارے تعلیمی باپ، چچا، دادا  
 اور تم سب، جب تو افعال انسانی کو قدرت الہی سے خارج مان کر خاص قدرت انسانی سے واقع  
 ہونا جانتے، اور وزن برابر کرنے کے لئے کہ اُس کی قدرت انسانی قدرت سے گھٹ نہ جائے  
 ان تمام شناختوں کے امثال خود اپنے خدا میں واقع ہو سکتا بگھارتے ہو، مبارک ہو، ایک ہی  
 جملہ تھا جو تمہاری دونوں اصلوں کو تباہ کر گیا، معلوم ہوا، کہ تمہیں مشرک ہو، اور تمہیں نے بیشمار  
 ممکنات یعنی جملہ افعال عباد کو قدرت الہی سے خارج کر دیا، ان کی نظیر اپنے میں کر سکا، تو  
 یہ نظیر پر قدرت ہوئی، نہ اُس عین پر، مگر ہے یہ کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا  
 ہے (۱۹) تم اللہ عزوجل کو علیم و سميع و بصیر و حی جانتے ہو یا نہیں، اگر نہیں تو کافر ہو، اور اگر  
 ہاں تو انسان کو بھی اُس کی عطا سے علم و سميع و بصیر و حیات ملنا، اور ان اوصاف سے متصف  
 ہونا حق و صدق بنتے ہو، یا کذب و باطل، بر تقدیر ثانی، پھر کافر اور صدہا آیات قرآنیہ کے  
 منکر ہو۔ قال تعالیٰ و بشر و لا یغلام علیم و قال تعالیٰ و علمنہ من لدنا علماء و قال  
 تعالیٰ و انه لذو علم لما علمنہ و قال تعالیٰ علمک ما لم تکن تعلم و قال تعالیٰ علم الانسان  
 ما لم یعلم؛ و قال تعالیٰ و الذین اوتوا العلم دس جت و قال تعالیٰ ان یعلمہ علم ربی  
 اسرا ئیل و قال تعالیٰ و فوق کل ذی علم علیم و قال تعالیٰ و من عندہ علم الکتب  
 و قال تعالیٰ و قال الذی عندہ علم من الکتاب و قال تعالیٰ یعلمہم الکتاب و الحکمة  
 و قال تعالیٰ و علمکم ما لم تکنوا تعلمون۔ و قال تعالیٰ فجعلنہ سمیعاً بصیراً۔ و قال تعالیٰ  
 و جعل لکم السمع و الابصار و الافئدة و قال تعالیٰ اسمع بہم و ابصر و قال تعالیٰ ینخرج  
 المحی من المیت و ینخرج المیت من المحی و یحیی الابرار بعد موتہا و کذلک یتخرجون۔  
 و قال تعالیٰ جعلنا من الماء کل شیء حی و قال تعالیٰ و من کان میتاً فاحیینہ و قال  
 تعالیٰ یحیی من حی عن بینة و قال تعالیٰ بل احياء عند ربہم، آیات میں بھی بیسیں ہی پر  
 اقتصار کروں کہ اسی عدد کا التزام ہے، بر تقدیر اول تم مشرک فی الصفات ہوئے یا نہیں  
 نہ کیوں، حالانکہ خدا کو بھی علیم و سميع و بصیر و حی مانا اور بندوں کو بھی علیم و سميع و بصیر و حی مانا

یہ تمام شے اور اس کے سبب بزرگ بزرگ گئے خود اسی کے موصوف مشرک ہیں  
 و انہیں مانا ہے۔ ایسا کر کسی ایسے کشتی  
 و انہیں مانا ہے۔ ایسا کر کسی ایسے کشتی  
 و انہیں مانا ہے۔ ایسا کر کسی ایسے کشتی

اگر کیٹے مثلاً حیات الہی بذات خود ازلی ابدی ہے، واجب الثبوت ہے، محتجج الزوال ہے، حیات بندہ عطاۃ خدا ہے، حادث متناہی ممکن الثبوت جائز العدم ہے، تویہ وہی بالذات وبالعرض کا فرق ہوا، اتنے پر تمہارے نزدیک شرک فی الصفات نہیں مٹتا، پھر کیا سبب تم مشرک نہ ہو، ہو اور ضرور ہو، بالذات وبالعرض کا ایک لفظ دیکھ لیا، اور نہ جانا کہ اس کے لئے عرض عریفی ہے، یہ تمام تفرقے اور صدہا اور جس قدر اس منشاء جلیل سے ناشی ہوں سب انہیں دو لفظوں میں داخل ہیں یعنی ذاتی و عطائی، یا تمہاری تعبیر میں بالذات وبالعرض (۲۰) ذرا سارا ویسے ہی کتبنا مع ایڈیٹراے ایچ وغیرہ حائثیاں جڑ کر بتاؤ کہ ہر صفت خاص ہے یا بعض، ویسے ہی کچھ مخصوص خاص من حیث المنشاء ہے یا من حیث المتعلق، علی الثانی، من حیث الاطلاق یا علی الاطلاق، بہر سبب ثبوت و دو کہ تمہارے خصم نے خاص من حیث الخصوص کہ شرک کہا نان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا الناس التي وقودها الناس والمجاعة اعدت الکفرین۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ صاحب ایڈیٹس اسے ایچ تم بھی اصول و مقاصد حسام المحریرین شریف سے جان سچا کر براہ مکاری یہی دو اصلیں نے دوڑے تھے، اب تم نے دیکھا کہ تمہاری اور تمہارے لنگوٹیا یا درجنگی دونوں کی اصلاوں میں خطا ہے، اور نہ ایک خطا دو خطا بلکہ بے شمار خطا، ذرا تم بھی ویسے ہی گننے کے ساتھ کان پھپھٹا کر حجازۃ من سجیل کی بارش کھوپڑیاں شریفہ پر لینے کے لئے مستعد ہو جاؤ، کیوں اللہ کی ملائی جوڑی ضربت مرداں دیدی مزہ

مناظرہ چشیدی هل ثوب الکفاس ما کانوا یفعلون

وقطع دابر الدین کفر و اوقیل بعد اللقوم

الظلمین و الحمد لله

سہاب العلمین

تصحیح کردہ مفتی اعجاز الرضوی البریلوی

۶۸۶  
۹۲

# (۶) لفتح اربعین لآمال المکذبین

۱۳ ۲۹  
(از افاضات علی حضرت مجددین و قلت رضی اللہ عنہ)  
مسایرہ و شرح مواقف و سیالکوٹی کی عبارات میں کذبوں کی شرکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سئلہ از نگلہ اروہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبرآباد و مرسلہ محمد صادق علی خاں صاحب  
شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قلت الکذب نقص والنقص  
علیہ تعالیٰ محال فلا یكون من الممكنات الخ قوله والنقص علیہ الخ لا یخفى انه موقوف علی  
کونه ممتنعاً بالذات ولا نسلم ذلك اذ لو كان ممتنعاً لما وقع الکذب من احد فهو ممتنع  
بواسطہ انه مناف لکماله تعالیٰ فيكون ممتنعاً بالغير والامتناع بالغير لا ينافي الامكان  
الذاتی عاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الواجب الصدق المستحيل الكذب المحال عليه بذاته لذاته كل نقص وشين  
فمن تقول عليه بامكان كذبه وتطرق اليه بخلف وعيد لا فقد استوجب لعنة الله  
عليه في الدارين : قل صدق الله ومن صدق من الله قبلاه ومن كان في هذه اعمى فهو في

سہ یہ قرآن شریف کی پانچ آیتیں ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے (۱) اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (۲) جو یہاں اندھا ہو آخرت  
میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے (۳) تمہاری خرابی جو اللہ پر کذب کی تمہمت نہ بانڈھو کہ تمہیں عذاب سے (باقی صفحہ ۱۳۰)

الآخرۃ اعمی و اضل سبیلہ و ینکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیستحکم بعذاب ان الذین  
یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون . متاع قلیل ولہم عذاب الیم . ومن اظلم  
من افتری علی اللہ الکذب او کذب بایتہ اولئک یعرضون علی ربہم ویفتنون  
الاشہاد ہو کلاء الذین کذبوا علی ربہم الا لعنة اللہ علی الظالمین . ہو الذی ارسل  
رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرا المشرکون . صلے ان  
تعالی علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و بارک و کریم کما ذکرہ الذاکرون و کما غفل عنہ  
ذکرہ الغافلون : والحمد للہ رب العالمین . اللہ عز و جل کے غضب سے اسی کی پناہ  
اس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ ، جب غضب الہی کسی کو  
سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے کہ عقل سلیم بفضیل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی ،  
اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہتا ہے تو فاذا ہم مبصرون . جلدان کی آنکھیں کھلی  
جاتی ہیں ، مگر جب عقل نہ رہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی  
وانش ہو لا یعقلون شیئا ولا یہتدون .) اس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہو جاتا ہے  
کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے کمثل الحماس یحمل اسفاراہ کا نام حمہ مستندہ  
اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اس کی کتاب بینی کی مثال باکل سور اور سیر باغ کی ہوتی ہے  
پھول مہکیں ، کلیاں چٹکیں ، تختے لہکیں ، فوارے چھلکیں ، بلبلیں چھلکیں ، اسے کسی لطم  
دوسرے سے کام نہیں ، وہ اس تلاش میں پھرتا ہے ، کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوش جب  
کرے ، بعینہ ہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے ، ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس

(تقریباً حاشیہ صفحہ ۱۴۴) میں ڈالینگا (۴) بیشک جو اللہ پر کذب کی تمہت رکھتے ہیں انہیں چھڑکارا نہ ملے گا دنیا میں  
برزنا ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب (۵) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی رکھے ،  
کی آیتیں جھٹلائے ، یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے ۔ اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنہوں نے  
رب پر جھوٹ بولا تھا سنتا ہے ، اللہ کی لعنت ان ظالموں پر ، دوسری آیت کریمہ سے جناب گنگوہی  
کا نوٹ ملا دیکھیے ۱۴۳ س رحمہ اللہ تعالیٰ



جلیل فوائد کی ہوں، ان سے اسے بحث نہ ہوگی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل و خطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا، اسی کو پکڑے گا، اگرچہ واقع میں وہ اس کے مطلب کا بھی نہ ہو، اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی، کہ وہ بخاری سے لے گا تو اپنے مطلب کی، اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں، اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بے جا صادر ہونا کچھ نادر کا معدوم نہیں، پھر سلف صالحین و ائمہ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل ماخوذ من قولہ و مراد د علیہ الا صاحب هذا القبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کی جو بات خلاف اہل حق و جمہور دیکھی، وہ اسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اتبعوا السواد الاعظم نہ کہ اجماع امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شگوفہ چھوڑ دیا، اور دل کی میج کر اس کے پیچھے ہوئے، یہ اندھے ملائین کا طریقہ ہوتا ہے یا اندھے شیاطین کا، کہ رب عزوجل فرماتا ہے

وان یرد اسبیل المرشد لا یتخذ ولا سبیلادان یرد اسبیل الغی یتخذ ولا سبیلادان

بانہم کذبوا بآیتنا وکانوا عنہا غفلین۔ اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں سے غافل ہیں + اس وصف میں تمام طوائف گمراہوں میں طائفہ وہابیہ اور طوائف وہابیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں اور ہوا ہی چاہیں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے، یہ اس کذب کی شامت ہے جو وہ ہمارے کلام کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اللہ کی طرف نسبت کذب میں وہابیہ سب سے پیش قدم ہیں کہ ان کے پیشوا اسمعیل دہلوی صاحب نے یک روزی میں اس کی چٹائی چینی، اور وہابیوں میں دیوبندی اس میں آگواہیں، کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین میں اس پر استرکاری کی نیز جناب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے میں بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دلی اندھوں پر ترجیح ہے، اگر ایک آدھ آنکھ آدھی چوتھائی بھی کھلی ہوتی، تو یہ نہ سوچتا کہ سیالکوٹی ملا تو جس کذب کو یہاں ممکن بالذات کہہ رہے ہیں، اسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہیں یعنی نفس کذب کسی کا ہو جنگلی کا یا کوہی کا دہلوی کا یا گنگوہی کا اور اس کے ممکن

بلکہ روزانہ لاکھوں، کروڑوں بار واقع ہونے میں کیا کلام ہے، اُن کے لفظ دیکھیے کہ لوگان  
 ممتنعاً لما وقع الکذب من احد یعنی جس طرح اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین اپنی ذات  
 میں محال ہیں، یوہیں اگر مطلق جھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا، تو کبھی کوئی شخص جھوٹ  
 نہ بول سکتا، مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے، تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات میں  
 محال نہیں، ہاں جب اُسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کرو تو ضرور محال ہے کہ ذات الہی بالذات  
 مقتضی جملہ کمالات و منافی جملہ نقائص ہے، تو اُس پر کذب محال بالذات ہے، یہ استحالہ جاننا  
 باری سے بالذات ہوا، کہ اُس کی ذات کریمہ برعیب کے منافی ہے، مگر مطلق کذب جو کلی  
 شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا، اس فرد کے استحالہ سے اُسے بھی ایک استحالہ عام  
 ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف ساری ہوتا ہے، یہ استحالہ مطلق کذب کے حق میں  
 نہ ہوا، کہ خود مطلق کذب کی ذات سے پیدا نہ ہوا، بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے۔ بعینہ اس  
 مثال وہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو، اپنی حد ذات میں محال نہیں، ورنہ کبھی  
 کوئی دو چیزیں جمع نہ ہو سکتیں، ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے، کہ ذات نقیضین  
 منافی اجتماع ہے، مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس  
 خاصہ میں آکر محال ہوا، تو یہ استحالہ اُس کے لئے ذاتی نہیں، بلکہ خصوص نقیضین کے باعث  
 ہے، تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود، اور اُس  
 سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہو سکتا، وہ قطعاً محال بالذات ہے، یوہیں مطلق کذب  
 طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اور اُس کے سبب معاذ اللہ کہ  
 باری ممکن نہیں ہو سکتا، وہ یقیناً محال بالذات ہے، یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس میں  
 اعتراض ملا سیا لکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہو گئی، اور اُس سے جواب کی خوب توضیح بھی  
 یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں اور کلی کا امکان اُس کے ہر فرد  
 امکان کو مستلزم نہیں، یہاں ملا سیا لکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محل نزاع میں فرق نہیں  
 امکان فرد میں بحث تھی اور لے کر چلے امکان طبیعت، مگر یوہندی اپنے کفر سے کب باز آئے  
 وہ اسی کو معاذ اللہ امکان کذب باری پر دلیل بناتے اور اپنے کفریات اُن کے سر منڈھاتے

۱۵۲

فی صحیحہ الحدیث

میں بہت ختب، اب دیوبندی سنبھل کر بتائیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتاتے ہو تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل، مگر باطل ہے تو کیوں دانستہ اوندھے چلتے اور ناواقف مسلمانوں کو پھلتے ہو، اور اگر حق ہے تو تمہارے ہی موندھے ثابت ہوا، تم مشرک ہی نہیں بلکہ نرسے بت پرست ہو، کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہیں، صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پوجتے ہو، یوں نہ مانو ہم ثابت کر دیں تو سہی جس تقریر سے اس کا کذب ممکن ٹھہرایا، بعینہ بلا تفادات اسی تقریر سے اس کا شریک بھی ممکن ہے، کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہ ہو سکتا، تو شریک باری اس واسطے سے محال ہو گا کہ اس کے کمال کے منافی ہے، تو ممنوع بالغیر ہوا، اور امتناع بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہیں، بعینہ بلا تفادات اسی تقریر سے اس کی موت و فنا بھی ممکن ہے کہ موت محال ہوتی، تو کوئی کبھی نہ مرتا، تو موت باری اس واسطے محال ہوتی کہ منافی کمال ہوتی تو امتناع بالغیر رہا، تو اس کا مرنا فنا ہو جانا ممکن بالذات ہوا، تو وہ واجب الوجود نہ ہوا تو الٰہ نہ ہوا، بلکہ کوئی تمہارا ساختہ ٹھاکر ہوا الا لعنة الله على الظالمين، اس عبارت کے جواب کو تو اسی قدر بس ہے، مگر فقیر بعون القدر چاہتا ہے کہ اس بحث کو اعلیٰ درجہ کمال پر پہنچائے اور گنگوہی و دیوبندی کذب انہی سے مسابره و شرح مواضع کی دو عبارتوں سے جو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربت حیدری و صولت فاروقی سے اس کی بھی پردہ وری ہر جائے وباللہ التوفیق، ان عبارتوں سے استناد اس سے زیادہ پوری و پختہ ہے، جیسا کہ اس عبارت سیالکوٹی سے تھا، مگر اللہ کے کذبوں کا مقصود مردود تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کے تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق سے پورا ترک لینا ہے و سيعلم الذين ظلموا انهم منقلب ينقلبون۔ فاقول وباللہ التوفیق مسلمانو! عقائد وہ سنت ہیں جو حضور پر نور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں، انہیں کے بیان کے لئے کتب عفتائے کے متون موضوع ہوتے ہیں، زمانہ خیر میں یہ عقائد صدور و السنہ اللہ سے تلقین کئے جاتے تھے، اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے ان پر ایمان لاتے تھے، انہیں چون دجرا و لم ولا نسلم کی علت نہ تھی، جب بد مذہبوں کا شیوع ہوا، اور گمراہ مکلیوں نے عوام مسلمین کو بکمانے کے

ن دیوبندی و دیوبندی اپنے موندھے ثابت پرست ہیں

لئے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی و نقلی مغالطے پیش کرنے شروع کیے، علمائے اہل سنت و جماعت کو حاجت ہوئی کہ ان کے دلائل باطلہ کا رد کریں، اپنے عقائد حقہ پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام متاخرین کی بنا پڑی۔ اب کہ استدلال و بحث و مناظرہ کا پھانک کھلا خود اپنے دلائل و جوابات کی جانچ پڑھ کی بھی حاجت ہوئی، لوہان مختلف ہوتے ہیں، اور بحث و استخراج میں خطا و اصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوتے ہیں، ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالف کے کسی اعتراض کا جواب دیا، دوسرے نے اس پر بحث کر دی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کڑوسے مخالف کی طرف سے اس کا رد یہ ہو سکتا ہے۔ یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں، مخالف اس میں یوں کہہ سکتا ہے، اس رد و بحث کا اثر فقط اسی دلیل و جواب تک ہوتا ہے عام ازیں کہ اس دلیل و جواب ہی میں قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس باعث ہی کی نظر نے خطا کی دلیل و جواب صحیح و صواب ہو، بہر حال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلالی حق ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی کی قائم کی ہوئی ایک دلیل یا دیا ہوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہو سکتا، نہ معاذ اللہ یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہل سنت کو باطل جان کر اس سے باہر نکلتا ہے، یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہل سنت بلکہ ہر مذہب و ملت والا اپنے یہاں دیکھتا جانتا ہے، پھر بھی جب تک زمانہ خیر کا قرب تھا، اس رد و کد میں ایک اعتدال باقی تھا، جب فن کلام فلسفہ و ان متاخرین کے ہاتھ پڑا، اب تو بات بات میں وجہ بے وجہ نکتہ چینی کی بے بڑھی جن سے مقصود صرف برودات و رد و اثبات و منع و نقض و بحث و اخذ میں ذہن آزمائی، اور اپنی طاقت سخن کی رونمائی ہوتی ہے، ویس نہ کہ معاذ اللہ مذہب سے پھریں، دین و عتقاد کے باطل کریں عاقل اللہ ہزار حاشا اللہ، یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شایع محشی جو کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں، وہ مطلقاً خود ان کا اپنا بھی اعتقاد نہیں ہوتا، نہ کہ تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون و مسائل میں بیان کر دیا، بالائی تقریریں اس کے موافق ہیں تو حق ہیں، مخالف ہیں، تو وہی ان کی بحث بازیاں اور ذہن آزمائیاں اور قلم کی جولائیاں ہیں، جن کا خود نہیں اقرار ہے، کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابندی

نہیں کی جاتی، اور معرفت سامع پر چھوڑا جاتا ہے، عقیدہ اہل حق اُسے معلوم ہے، اُس کی مرعات  
 کرے گا، موافق میں ہے انت تعرف مذہب اهل الحق وانما لا تتعرض لامثالہ  
 للاعتقاد علی معرفتک بہا فی مواضعا شرح میں ہے فعلیک برعاية قواعد اهل الحق فی  
 جمیع المباحث وان لم تصرح بہا شرح مقاصد میں ہے کثیرا ما توہد الاسراء الباطلة  
 للفلاسفة من غیر تعرض لبيان البطلان الا فيما يحتاج الی زیادة بیان بعینہ اسی طرح  
 حسن چلپی علی السید میں ہے، تو عقائد اُن کے وہی ہیں جو متون اور خود اُن کے کلام میں جا بجا  
 مصرح ہیں، اگرچہ بحث مباحث میں کچھ کہیں، خصوصاً وہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھا، اُن کو تو  
 لم ولا نسلم کا وہ لپکا بڑھا، جس کے آگے کھائی، خندق، وریا، پھاڑ سب یکساں ہیں،  
 مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح فقہ اکبر میں ہے، سیدنا امام شافعی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لقد اطلعت من اهل الکلام علی شیء فما ظننت مسلما  
 یقولہ میں نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ سُنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا،  
 وہ تو سمجھ لے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں، ہمارے عقائد معلوم و معروف ہیں لم ولا نسلم میں  
 جو بات اُس کے خلاف ہوگی، ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے، اور اُن کے متعدد اکابر نے اس پر  
 تنبیہ بھی کر دی، مگر مفضل مغوی کا کیا علاج، وہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے، اُدھر  
 عامی بے چارہ مارا پڑا، یا واوٹی حیرت میں سرگردان رہا، اُسے ہر بات میں قاعدہ اہل حق  
 کہاں معلوم کہ اُس کی مراعات کرے گا، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اس قسم کے کلام متناہزین  
 کو ائمہ دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنا دیا، یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ  
 تعالیٰ نے فرمایا من طلب العلم بالکلام تزندق فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علما کے لئے  
 وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اُس میں حصہ نہیں، نہ کتب کلام، کتب علم میں داخل، ہندیہ میں  
 محیط سے ہے لاید خل فی ہذہ الوصیة المتکلمون انہیں میں امام ابو القاسم صفار  
 رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے کتب الکلام لیست کتب العلم منح الروض الا زہر میں فتاویٰ  
 ظہیریہ سے ہے اوصی لعلماء بلدہ لاید خل المتکلمون ولو اوصی ان یوقف من  
 کتبہ کتب العلم افتی السلف انہ یباع ما فیہا من کتب الکلام طریقہ محمدیہ میں بحوالہ

تاتار خانہ امام حافظ ابو اللیث سمرقندی سے ہے من اشتغل بالكلام ہی اسمہ من العلماء  
 حقیقہ ندیہ میں ہے فلا یقال لد عالم اس کے نظائر نظر فقیر میں کثیر وافر سر دست انہی  
 تین کتابوں سے نظائر لیجئے کہ مکذبان خدا نے قرآن عظیم و نصوص صریحہ متون و معانی  
 واجماع قطعی المرسلات و خلف کو یکسر چھوڑ کر اباحت زائدہ میں ان کی تراشیدہ تقریروں  
 کا دامن پکڑا ہے یعنی مسایرہ و شرح مواقع جن کی دو عبارتیں دیوبندیوں کی پڑانی دست  
 مال میں اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گذری، ان کے بعد محمد اللہ تعالیٰ  
 مکذوبوں کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا، اور سنوسہ ابلیس مرود و مطرود ہو کر ویل یومئذ للمکذبین کا  
 نقشہ ان پر یہیں سے نظر آئے گا، وباللہ التوفیق۔ نظیر اول ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کی سینے  
 منہیہ خیالی سے منقول ہوا کہ اُس میں باری عزوجل کے علم کا اور غیر متناہیہ سے تفصیلاً متعلق  
 ہونا ممنوع کہ دیا، ملا نے خیالی کا خیالی خیالی نقل کر کے اُس پر رجسٹری کر دی حیث قل قولہ  
 فمائل نقل عنہ وجہ التامل ان علمہ تعالیٰ الشامل انما یشمل ما لا یمتنع العلم بہ کما  
 ان قدسۃ الشاملۃ انما یشمل ما لا یمتنع وجودہ وامکان تعلق العلم بالمراتب الغیر  
 المتناہیۃ مفصلۃ ممنوع انتہی فان قیل فیلزم الجہل علی اللہ تعالیٰ قلت الجہل  
 عدم العلم بما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرة بما یصح ان تعلق بہ فمائل  
 اھ ممنوع کہتے تو کہہ گئے، لیکن اگر نظر کرتے کہ یہ وسوسہ باطلہ جو عدو مبین اعاذنا اللہ تعالیٰ  
 من شر المہین نے القا کیا اس کی تہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہرگز خامہ و نامہ کو اس  
 سے آلودہ کرنا روانہ رکھتے فاقول اولاً دونوں بلا صاحب فرمائیں تو کہ سلسلہ اعداد سے  
 کس قدر پر مولے اعزوجل کا علم جا کر رک گیا، کہ اُس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں سلسلہ  
 یام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہیں آگے بھول، نعیم جنان و عذاب نیران سے کتنی مقدار  
 علم الہی میں ہے، زیادہ کی اُسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ کر ایسی بات کہہ سکتا  
 ہے حاشا وکلا، دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے، امام شافعی کے اُس ارشاد کی کہ فباظننت مسلماً  
 یقول ہاں انہوں نے اطلعت علی شیء فرمایا وقد اطعننا علی اشیاء اذفسد الزمان والی  
 اللہ المشتکی وعلیہ المتکلان ثانیاً جو حد مقرر کیجئے وہاں وہ فائق بتائیے کہ حد بندی

کرے کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو  
 آخرت و رکنا ر معاذ اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورائے عیاذاً بالتدجہل مطلق  
 ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہیں تو معدوم معدوم سبب یکساں کسی حد خاص پر رکنا ترجیح  
 بلا مرجح ہے بخلاف علوم عالم کہ وہاں مزج ارادۃ الہیہ ہے، جسے جتنا دیا آتنا ملا لا یحیطون بشی  
 من علمہ الا بما شاء قال الشا جو حد معین کچیے یقیناً معلوم کہ ایام و ایلام و انعام اس سے آگے  
 بڑھیں گے لا تقف عند حد ہیں، اب جو بعد کو آئے، ان کا علم باری عزوجل کو ہوگا، یا نہیں؟  
 اگر نہیں، تو جہل موجود، اور جو عذر کیا تھا زاہق و مردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہور  
 معذرا نہیں پیدا کون کرے گا، وہی خیر و شہید تو نہ جانتا کیا معنی الا یعلم من خلق و هو  
 اللطیف الخیر، اور اگر ہاں اور تم نے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا، تو اس کا علم معاذ اللہ حادث  
 ہوا متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا وکان اللہ  
 بکل شی علیہا عقیدہ وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے شرح عقائد جلالی میں لکھا المعلومات فی  
 النفسا غیر متناہیة لشمولها الموجودات والمعدومات خود شرح میں ہے اعلم  
 ان المتکلمین ینفون الوجود الذہنی ویثبتون علم اللہ تعالیٰ بالمحوادث الغیر المتناہیة  
 بلکہ خود اسی حاشیہ سیالکوٹی علی الخیالی میں ہے ہذا التعلقات قدیمہ غیر متناہیة  
 بالفعل ضرورۃ عدم تناہی متعلقاتها اعنی جمیع ما یمکن ان یعلم من الامور الکلیة  
 وجزئیة الانزلیة والمتجددة لشمولہ الممکن والممتنع والواجب عقیدہ وہ ہے جو  
 مقاصد و شرح و فرمایا (علمہ تعالیٰ لا یتناہی ومحیط بما لا یتناہی کالاعداد والاشکال) د  
 نعیم الجنان وشامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنۃ والممتنعۃ وجمیع کلیات  
 والمجزئیات سمعاً و تعقلاً عقیدہ وہ ہے جو موافق و شرح میں بیان فرمایا علمہ تعالیٰ  
 یعم المفہومات کلها الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ والمخالف فی ہذا الفصل فرق  
 الاولی من قال لا یعلم نفسه (الی ان قال) المرابعة من قال لا یعقل غیر المتناہی.  
 عقیدہ وہ ہے جو حدیقہ ندیہ میں فرمایا المعلومات موجودۃ او معدومۃ محالۃ او ممکنۃ  
 قدیمۃ او حادثۃ متناہیۃ او غیر متناہیۃ جزئیۃ او کلیۃ وبالجملة جمیع ما یمکن ان

يتعلق به العلم فهو معاوم لله تعالى عقيدته وهى جو اس غفر له رب قد يرثى الدولة الملكية  
 میں لکھا، اور علمائے کرام حرین طیبین نے مزین تصدیقات جلیلہ کیا ان ربنا تبارک و  
 تعالیٰ يعلم ذاته الکریمہ وصفاته الگیر المتناہیة والحوادث التی وحدت والتی  
 توجد غیر متناہیة الی ابد الابد والمکنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات  
 باسرها و لیس شیء من المفاهیم خارجاً عن علمه سبحنہ وتعالیٰ یعلمها جمیعاً تفصیلاً  
 ما زلاً ابداً وذاته سبحنہ وتعالیٰ غیر متناہیہ وصفاته غیر متناہیات وکل صفة  
 منها غیر متناہیة وسلاسل الاعداد غیر متناہیة وکذا ایام الابد وساعاته و  
 اناته وقل نعیم من نعم الجنة وکل عذاب من عقوبات جهنم وانفاس اهل الجنة  
 و اهل النار ولحماتهم وحرکاتهم و غیر ذالک کلها غیر متناہة والکل معلوم لله تعالیٰ  
 انزلاً ابداً باحاطة تامة تفصیلیة نفی علمه سبحنہ وتعالیٰ سلاسل غیر المتناہیات  
 بمرات غیر متناہیة بل له سبحنہ وتعالیٰ فی کل ذررة علوم لا تتناهی لان کل ذررة  
 مع کل ذررة كانت او تكون او یکن ان تكون نسبة بالقریب والبعد والمجهة مختلفه  
 فی الانزمنة باختلاف الامکنة الواقعة والمکنة من اول یوم الی ما لا اخر له و  
 الکل معلوم له سبحنہ وتعالیٰ بالفعل فعلمه عز جلاله غیر متناہة فی غیر متناہة فی غیر  
 متناہة کانه مکعب غیر المتناهی علی اصطلاح الحساب وهذا الجمیع واضح عند من  
 له من الاسلام نصیب عقیدته وهى جو فقیر نے اس کی تعلیقات الفیوض الملكية میں  
 نقل کیا حیث کتبت علی قولی بل له سبحنہ فی کل ذررة علوم لا تتناهی مانصبه  
 الحمد لله هذا الذی کتبتہ من عندی ایمانا بربی ثم رأیت التصریح به فی التفسیر  
 الکبیر اذ یقول تحت کریمہ وکذا لک نری ابرهیم سمعت الشیخ الامام الوالد عسیر  
 ضیاء الدین رحمة الله تعالیٰ قال سمعت الشیخ ابوالقاسم الانصارى یقول سمعت امام  
 الحرمین یقول معلومات الله تعالیٰ غیر متناہیة ومعلوماته فی کل واحد من تلك  
 المعلومات ایضا غیر متناہیة وذلك لان الجوهر الفرد یکن وقوعه فی احوال لانها  
 لها علی البذل و یکن التصافه لصفات لانها یة لها علی البذل الخ نظیر ووم مسایره



میں اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمہ اہل سنت و جماعت کہے کہ اللہ کے سوا اصل کسی شے  
 کا کوئی خالق نہیں بندوں کے افعال اختیار یہ بھی تمام و کمال اسی کے مخلوق ہیں بندہ  
 صرف کا سب ہے اور اسے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے روشن کیا حیث قال الاصل الاول  
 العلم بانہ تعالیٰ الخالق سواک فهو سبحانه الخالق بكل حادث جوہر او عرض کھرکتہ  
 کل شعرة وکل قدرة و فعل اضطراری کھرکتہ المرعش و النبض و اختیاری کافعال  
 الحيوانات المقصودة لهم و اصله من النقل قوله تعالیٰ اللہ خالق کل شی وقوله  
 تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعلمون ومن العقل ان قدرته تعالیٰ صالحة للکل لا تصور  
 لها عن شی منه فوجب اضافتها الیہ بالخلق اه مختصراً اچھر جب عادت متاخرین  
 اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے کہ اگر مسلم ہو تو اس بھر عمیق مسئلہ قدر میں  
 شانوری اور اس ستر الہی کی جلوہ گری چلے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ممانعت فرمائی،  
 اور آخر نتیجہ وہی ہو جو ہونا چاہیے، کہ گوہر کی جگہ خوف پر ہاتھ پڑے، اور وہ بھی محض کا  
 یسمن ولا یغنی من جوع وہ بحث یہ کہ عزم کو نصوص سے مخصوص مان لیجئے اس کا آغاز  
 نقائل ان یقول سے کیا یعنی کوئی کہنے والیوں کہہ سکتا ہے، اور وہی شبہات جو معتزلہ  
 پیش کرتے ہیں اس کی تقریر میں بیان کر کے کہا فلنفی الخبر المحض وتصحیح التکلیف  
 وجب التخصیص وهو لا یتوقف علی نسبة جمیع افعال العباد الیہم بالایجاد (ای  
 کما فعلت المعتزلة) بل یکنی ان یقال جمیع ما یتوقف علیہ افعال الجوارح من  
 الحركات وکذا التروک التي هی افعال النفس من الميل والداعیة و الاختیار بخلق  
 اللہ تعالیٰ لا تاثیر لقد ساء العبد فیہ وانما محل قدرته عنہ عقيب خلق اللہ تعالیٰ  
 هذه الامور فی باطنہ عنہ ما مصمما بلا تردد وتوجهه توجها صادقا للفعل طالبا  
 ایاہ فاذا اوجد العبد ذلک العزم خلق اللہ له الفعل فیکون منسوباً الیہ تعالیٰ  
 من حیث هو حرة والی العبد من حیث هو زنا ونحوه (الی ان قال) وکنی فی  
 التخصیص لتصحیح التکلیف هذا الامر الواحد اعنی العزم المصمم وما سواہ

مما لا يحصى من الافعال الجزئية والتروك كلها مخلوقة لله تعالى متأثرة عن قدرته  
 ابتداء بلا واسطة القدسية المحادثة المتأثرة عن قدرته تعالى والله سبحانه و  
 تعالى اعلم مسایرہ کے بیان سے کسی تاہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے حاشا بلکہ  
 ان کا مذہب وہ ہے جو ان کے امام امام ائمہ الانام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے فقہ اکبر و وصایا شریفہ میں تصریح فرمائی، کہ افعال عباد جمیع و تمام و کمال بلا تخصیص  
 و بلا استثناء مخلوق الہی ہیں، خود مسایرہ کے لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایک طبع زاد  
 بحث ہے نہ کہ مذہب منقول، بلکہ فی الواقع یہ صاحب مسایرہ کا بھی عقیدہ نہیں، بحث  
 عقیدہ نہیں ہوتی، عقیدہ یوں نہیں کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، ان کا عقیدہ  
 وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا اور آخر کتاب عقیدہ اہلسنت و جماعت کی فہرست  
 میں لکھا، یہ سب عبارات عنقریب انشاء اللہ مذکور ہوتی ہیں یہاں مجھے اس بحث کا نام توجہ  
 و بے حاصل ہونا بتانا ہے، جو ضرورت اس بحث کی بیان کی اس کا باذنہ تعالیٰ شافی و کافی  
 جواب فقیر کے رسالہ تلجہ الصدس کا ایمان القدس سے کہ تحفہ حنفیہ میں طبع ہوا ہے گا اور اس  
 بحث کا نام عقیدہ و بے ثمر ہونا اس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں ہامش مسایرہ پر لکھا وہ  
 یہ ہے قولہ فاذا وجد العبد ذلك العزم أقول معاذ الله ان نقول بان العبد  
 يخلق شيئا واحدا ولا عشر عشر معشار شيئا الا له المخلق والامر تبارك الله رب  
 العالمين، ان من يخلق كمن لا يخلق ما كان لهم الخيرة هل من خالق غير الله وكون  
 هذا قليلا بالنسبة الى مقدورات الله تعالى لا يجدي نفعا فانه كثير بشير في نفسه  
 جدا فان الانسان لا يحصى ماله من العنومات في يوم واحد فكيف في عمره فكيف  
 عنائهم الاولين والآخرين من الانس والمجن والملك وغيرهم فتخرج هذا الكثرة  
 التي تفتى دون عد بعضها الاعمار عن مخلوقات العزيز الغفار بلا واسطة وقد خل في  
 مخلوقات العبيد فيكون جواب هل من خالق غير الله بالايجاب والعياذ بالله اي بلى  
 هناك الود مؤلفه خالقون غير الله ولم تثبت المعتزلة اكثر من هذا اذ شنع عليهم  
 ائمتنا من مشائخ ما وراء النهر وغيرهم رحمهم الله تعالى قائلين انهم اقيم من

مع اب لوری کتب خانہ بازار دانا صاحب سے طلب کریں ۱۲ رضوی

المجوس حيث ان المجوس لم يقولوا الا بخالقين اثنين فما اثبتوا الا شر يكاً واحداً والمعتزلة اثبتوا شر كاء لا تخصي وذلك انها انما قالت بخالق العبد فعله الاختياري وكل فعل لا بد له من عزم فعدد العزمات والافعال سواء بل ربما تكون العزمات اكثر اذ قد يعزم العبد على فعل ثم يصرف عنه فلا يقع قال سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه عرفت ربّي بفسخ العزائم فان كانت العزمات يشملها اسم واحد وهو العزم فكذلك الافعال ينتظها اسم واحد وهو الفعل فلا طائل تحت ما تقدم الشارح ويأتي انفساً للمصنف انه يكفي اسناد جزئي واحد الى العبد وهو العزم بل لو فرضنا انه واحد بالشخص فالله تعالى متعال عن ان يشاركه احد في خلق شئ ولو جزئياً وحداً اما اعتداس المصنف بان البراهين اى الايات الناصية باختصاص المخلوق به تعالى عمومات تحتمل التخصيص وقد اوجبه العقل اذ ايراد العموم فيها تستلزم الجبر المحض المستلزم لضياع التكليف وبطلان الامر والنهي وتعلق القدرة بلا تأثير اى كما تقوله الاشاعرة لا يدفعه لان موجب الجبر ليس سوى ان لا تأثير لقدرة العبد في ايجاد فعله مخلصاً فاعترضه القارى في منح الروض بان ذلك العزم المصمم داخل تحت الحكم المعهم اه اقول فما كان يجوجه الى التخصيص بل النظر فيه بما استسمع بتوفيق الله تعالى فاقول اولاً بل الايات عمومات لا تحتمل التخصيص لاجماع ائمة السنة على اجرائها على سننها وان المخلوق مختص بالله تعالى لاحظ فيه للعبد فماذا ينفع كون اللفظ في ذاته محتملاً للتخصيص مع الاجماع على ان لا خصوص ومن كان في ريب مما قلنا فليأتنا بنقل من الصحابة او التابعين او من بعدهم من ائمة السنة المتقدمين قبل حدوث هؤلاء المتأخرين يكون فيه ان للعبد ايضا قسطاً من المخلوق والايجاد ولن يأتي به حتى يوب القارظان ويمكن التكلف باسراجع ما للقارى الى هذا اى الاجماع قائم على عدم التخصيص فذلك العزم ايضا غير مخرج من الحكم وثانياً لا حاجة بنا الى تخصيص النصوص

هذا من المحجب بما اشبع من الرد فان المصنف متى ذكر قوله تحت العام ولو اكد

واثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود له في حد ذاته بل تندفع الحاجة  
 على وزان ما تزعمون اندفاعها ههنا باثبات تاثير القدرة الحادثة في شئ  
 دون الوجود كما هو مذهب الامام ابي بكر الباقلاني ان للانسان قدرة مؤثرة  
 لكن لا في الوجود بل في حال نزاهة على وجود وقد استفاض جمع من المحققين  
 ذاهبين الى ان تاثيرها في القصد والقصد حال لا موجود ولا معدوم اي  
 هو من الامور الاعتبارية التي وجودها بمناسيتها والنخلة في الحال  
 لفظي كما في الفصول البدائع وغيرها فليس افاضتها خلقا فانه افاضة  
 الوجود بل هو احداث والاحداث اهون من المخلق كما في المسلم والفواتح  
 وعليه تدور كلمات الامام المحقق صدر الشريعة في التوضيح والعلامة  
 الشمس القناري في الفصول البدائع وتبعه العلامة قاسم تلميذ المحقق  
 ابن الهمام في تعليقاته على المسيرة وغيرهم رحمهم الله تعالى وهم مع  
 تنوع منازعهم يرجعون الى ذلك الحرف الواحد لم ارا احدا منهم يرضى  
 بتخصيص العمومات اللهم الا ما حكى عن الامام ابي المعالي على الاضطرار  
 فيه فتارة يثبتها وتارة ينفيه كما في اليواقيت عن الشيخ ابي طاهر  
 القزويني بل الكلام في ثبوته عنه كما سيأتي والمنقول عن الحنفية في  
 كتب المتأخرين هو هذا القدر اعني ان للقدرة الحادثة اثر في القصد  
 اما انه خلق وابدان والنصوص مخصصة فلا لا يوجد هذا الا للمحقق وقد  
 قال الامام صدر الشريعة في التوضيح بعد ما استفرغ وسعه في التوضيح و  
 التنقيح فالحاصل ان مشايخنا رحمهم الله تعالى ينفقون عن العبد قدرة  
 الابدان والتكوين فلا خالق ولا مكوّن الا الله تعالى لكن يقولون ان للعبد قدرة  
 ما على وجه لا يلزم منه وجود امر حقيقي لم يكن بل انما يختلف بقدرته  
 النسب والاضافات فقط كتعيين احدا لمتساويين وترجيحه اه فهذا  
 نص صريح في ان مذهب الحنفية على خلاف ما يبحث المحقق ولو لا نسبه

الكلام على منوال الالتزام لقلت انه ابد الا نقضاً على القدسية اللثام بانه  
 لمسلم ان الحاجة الى تصحيح التكليف انه والمجزع تؤدى الى ذلك ولا بد  
 فهي تندفع لشيء واحد وهو القصد فلم قلتهم في جميع الافعال بخالفية العبد  
 ولعمري هذا قاطع لهم لا يمكنهم الخروج عنه ، هذا وقال الامام محمد  
 السنوسي رحمه الله تعالى في شرح ام البراهين مقدمته في التوحيد و  
 بالجملة فيعلم ان الكائنات كلها يستحيل منها الاختراع لا ثمر ما بل جميعها  
 مخلوق لمولانا جل وعز ومفتقر اليه اشد الافتقار ابتداء وودوا ما بلا  
 واسطة في هذا شهد البرهان العقلي ودل عليه الكتاب والسنة واجماع  
 السلف الصالح قبل ظهور البدع ولا تصعب باذنك لها ينقله بعض من اوع  
 ينقل الغث والسمين عن مذهب بعض اهل السنة مما يخالف ما ذكرنا  
 لك فتشديدك على ما ذكرنا هو الحق الذي لا شك فيه ولا يصح غيره واقطع  
 تشوفك الى سماع الباطل تعش سعيداً وتمت انشاء الله تعالى طيباً سعيداً  
 والله المستعان اه قال محشيه الفاضل محمد الدسوقي اشار بهذا الثلثة  
 اقوال نقلت عن اهل السنة قول القاضي بتاثير قدسرة العبد في حال الفعل  
 وقول الاستاذ الاسفرائني توثر في اعتبار لان الاستاذ لا يقول بالاحوال و  
 قول امام الحرمين في ذات الفعل على وفق مشيئة الرب وهذه الاقوال غير  
 صحيحة لمخالفتها لاجماع السلف الصالح فان قلت كيف يصح من هؤلاء الائمة  
 مخالفة الاجماع قلت قال في شرح الكبرى لا يصح نسبتها لهم بل هي كذب  
 عنهم ولئن صححت فانما قالوا في مناظرة مع المعتزلة جبر اليها الجدل اه ملخصاً  
 اقول اما مخالفة ما نقل عن ابي المعالي للاجماع فظاهر وقد صح عنه خلافه  
 كما ستمع اما قول امام اهل السنة الباقلاني والاستاذ الامام ابي اسحق على  
 ما نقل ههنا فليس فيه راحة خلاف ما استمر عليه الاجماع والاتفاق لما  
 علمت انه ليس في شيء من الايجاد والتكوين على الاطلاق وقال العلامة في

شرح المقاصد المشهور فيما بين القوم والمذكور في كتبهم ان مذهب امام  
 الحرمين ان فعل العبد واقع بقدرته واسراده كما هو رأي الحكماء وهذا  
 خلاف ما صرح به الامام فيما وقع اليه من كتبه قال في الارشاد اتفق ائمة  
 السلف قبل ظهور البدع والاهواء على ان الخالق هو الله ولا خالق سواك و  
 ان الحوادث كلها حدثت بقدررة الله تعالى من غير فرق بين ما يتعلق بقدررة  
 العباد وبين ما لا يتعلق فان تعلق الصفة بشئ لا يستلزم تأثيرها فيه كالعلم  
 بالمعاد والاسراده بفعل الغير فالقدررة الحادثة لا تؤثر في مقدورها اصلا

له اقول اسراده فعل الغير وان لم تكن من الاسراده المبحوث عنها اعني صفة من  
 شأنها تخصيص احد المقدورين كما لا يخفى بل بمعنى المحبة والهوى لكنه يريد  
 الاستيضاح بصفات اخر الا ترى انه ذكر العلم ثم التقييد بفعل العبد  
 ليكون اوضح واظهر والا فاسراده فعل نفسه ايضا غير مؤثرة في الفعل انها  
 شأنها التخصيص والتاثير شان القدررة كما نص عليه في المسيرة غير انه يتجه  
 لهم الجواب بان الكلام في القدررة وليس من شأنها الا التاثير عند تعلق الاسراده  
 اما العلم والاسراده فمعتزل عن التاثير وكانه لهذا عدل عنه الامام حجة الاسلام  
 في قواعد العقائد فاستند بنفس القدررة اذ يقول وليس من ضرورية تعلق القدررة  
 بالمقدور ان يكون باختراع فقط اذ قدررة الله تعالى متعلقة في الانزل بالعالم  
 ولم يحصل الاختراع بها اذ ذلك وعند الاختراع تتعلق به نوعا اخر من التعلق  
 يبطل ان القدررة تختص بايجاد المقدور واه وانت تعلم ان القدررة انما تؤثر  
 على وفق الاسراده وانما تعلق الاسراده في الانزل ان توجد الكائنات في اوقاتها  
 المخصوصة فيما لا يزال فلا نسلم ان القدررة تعلق مع العراء عن الاختراع  
 بل اثرت واخترعت على وفق الاسراده اما ههنا فتعلق بلا تاثير اصلا ونلم  
 تكن الا اسما بلا معنى ونفقا بلا معنى وهذا حاصل ما ناقشه به في (باقى ص ١٤٥)

والتفت المعتزلة ومن تابعهم من اهل الزيغ على ان العباد موجودون لا فعالهم  
مخترعون لها بقدرتهم ثم المتقدمون منهم كانوا يمنعون من تسمية العبد

(الفردوسية صفحہ ۱۶۴) المسایرة اقول ولا امری هذه العقدة تنفك الا باحد امرين  
الاول ليست القدرة ما تؤثر حتما ولومع الاسرادة ولا محيد عنه للمعتزلة ايضا  
الا ترى ان الكفرة بذلوا جهدهم في ايداء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهموا بما  
لم ينالوا وهد الله الذين كفروا وبغيطهم فانما القدرة صفة من شأنها التأثير وتؤثر  
مع الاسرادة لولا مانع وقد قال في المسامرة شرح المسایرة اعلم ان الاشعرية  
لا ينفون عن القدرة الحادثة الا التأثير بالفعل لا بالقوة لان القدرة الحادثة  
عندهم صفة شأنها التأثير والايجاد لكن تخلف اثرها في افعال العباد لما نفع هو  
تعلق قدرة الله تعالى بايجادها كما حقق في شرح المقاصد وغيره اه قلت وصرح  
به الامدي ثم رأيت في شرح المقاصد من بحث القدرة الحادثة من مقصد  
الاغراض نسبة له ولم يأت بتحقيق يزيد على ما مر اقول وفيه حنراذة والقلب  
لا يطبئ به ولا يسكن اليه والا لكان كل انسان بل كل حيوان ولو اس ما يكون  
واضعفه قادر على الخلق والايجاد وان لم يتفق له ذلك لغرض مانع وهو سبقة  
الخلق الالهي وماذا تفعل الاشاعرية الا قدمون ثم بدليلهم ان لو قدر العبد على  
فعله لقدر على خلق الاجسام والجواهر اذ لا يصح سوى الحدوث والامكان وهما  
مشتركان افتراهم قائلين ان كل انسان وحيوان حتى الخناس والديدان يقدر على  
خلق السموات والارض وان لم يقع لهم لسبقة خلق الله تعالى وقد نص الاشعرية ان  
ليس للعبد من الفعل الا المحلية فتدبر وانصف والثاني ان الحادثة تحدث ولا تخلق  
وكفى به تأثيرا وهذا هو الذي حمل الحنفية والقاضي والاستاذ وجمعا من المحققين على القول  
بان للحادثة تأثيرا فيما دون الوجود والحق ان العقل لا يستقل باسراك تلك الحقائق  
فنؤمن بما اتى به القران وشهدت به الضرورة وادى اليه البرهان (بأقرب ١٦٦)

خالق القرب عهدهم باجماع السلف على انه لا خالق الا الله تعالى واجتروا المتأخرون  
 فهو العبد خالق على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة الاصحاب واجلب عن  
 شبه المعتزلة وبالغ في الرد عليهم وعلى الجبرية واثبت للعبد كسبا وقدره  
 مقارنة للفعل غير مؤثرة فيه اه فهذا اصراح نص على ان معتقدا رحمه  
 الله تعالى هو معتقد اهل السنة سواء بسواء فلم يبق احد تسايروا المسايروا اقول  
 ولكن العجب كل العجب من العلامة بجر العلوم اللكنوى عفا الله تعالى عنا وعن  
 جنم في الفواتح الى ما في المسايروا مع تصريحه فيها قبله باسطر بانصه (وما فهموا)  
 اي المعتزلة بل هو لاء الجهولة ايضا ان الامكان ليس من شأنه افاضة الوجود  
 فان من هو في نفسه باطل الذات محتاج في الواقعية الى الغير وكل على مولا كيف  
 يقدر على ايجاد الافعال من غير اختلال بالنظام الوجود وهذا ظاهر لمن له اقل  
 حدس من اصحاب العناية الالهية لكن من لم يجعل الله له نورا اقباله من نور (و  
 عند اهل الحق) اصحاب العناية الذين هم اهل السنة الباذلون انفسهم في  
 سبيل الله بالجهد الاكبر له قدساسة كاسبة) فقط لا خالقة الخ فكيف رضى  
 مع هذا بان جعل الممكن الباطل الذات خالق العزائم مع ان قول الثاثير  
 في امر اعتباري كان بهر ائى عينيه وقد كان بينه هو بنفسه على وجه كان و  
 لم يتعقبه فان كان مختاسرا ولا بد فكان اختيار ما عليه جمع من المحققين وليس  
 فيه مخالفة نص ولا اجماع اولى واخرى ولكن الله يفعل ما يريد هذا وتليذ

له استعمال بمعنى المحتاج وانما هو بمعنى التقبل والله متعال اينكون احد كلا عليه ١٢ منه  
 له لعله من خطاء الناسخ والوجه الالهية ١٢ منه رضى الله عنه

(بقية ما يشهد ١٤٥) ان الفرق بين الانسان والحجر وبين حركتي البطش والامر تعاش والصعود والهبوط و  
 الوثبة والسقوط بدعي وان ليس للانسان الا ما سعى وان لا خالق لشي الا العلى الاعلى وان لا مشيئة  
 للانسان الا بمشيئة الله تعالى ولا تزيد على هذا ولا تقتحم بجر الان قدس على سياحته والله الهادي ١٢ منه  
 رضى الله عنه



المحقق العلامة الكمال بن أبي شريف وان ساير ههنا شيخه رحمه الله تعالى لكنه اشار  
 بعدة الى ان هذا خلاف ما عليه اهل السنة حيث قال في المسامرة عند قول  
 المصنف قد منا ان للمكلف اختيار او عز ما يصمم ما نصه (اختياراً) على ما عليه  
 اهل السنة (او عز ما) على ما اختاراه المصنف اه وتلميذاه الآخر العلامة الزين  
 بن قطلوبغا في تعليقه على المسامرة لم يرض به من اول الامر وقال للطريق الذي سلكه  
 المصنف انه المرضي عند الرافع للمجبر ولم يندفع به كما سأنبه عليه ثم اورد  
 طريقاً اختاراه العلامة القاسري في الفصول واقراء ومحصله هو التاثير في  
 الاعتباري ولو لا عبارة المقام لا وردت مع ما يرد عليه أقول وبما ذكرنا  
 ظهر ان الفرق بين ما ساراه في المسامرة وقضى به القاضي كالفرق بين الغرب  
 والشرق فما قال في المسامرة ان حاصل كلام المصنف رحمه الله تعالى تعويل على  
 مذهب القاضي الباقلاني الخ وتبعه على القاسري في نسخ السروض الا زهر فقال  
 ما اختاراه هو الباقلاني من ائمة اهل السنة الخ فما لا وجه له نعم انما واقفه في  
 لفظ وهو انه يكون منسوباً اليه تعالى من حيث هو حركة والى العبد من  
 حيث هو زنا ونحوه وقال القاضي قدسرة الله تعالى تتعلق باصل الفعل وقدرة  
 العبد بوصفه من كونه طاعة او معصية فتعلق تاثير القدرتين مختلف  
 كما في لطم اليتيم تاديباً وايداء فذات اللطم واقعة بقدررة الله تعالى وتأثيره  
 وكونه طاعة على الاول ومعصية على الثاني بقدررة العبد وتأثير لتعلق ذلك  
 بعزمه المصمم اه فانها الاشتراك في نسبة صفة الفعل الى تاثير قدسرة العبد  
 واين ما ادعى المحقق من خلقه عزمه أقول ما ذكر من ان الصفة اثر قدسرة  
 العبد حق بلا مريية لكن لا على الوجه الذي قهره المصنف بل الامر ان المولى تعالى  
 اجري سنته بان العبد اذا اسراد فعلا يخلقه الله تعالى فيه فالاسرادة بخلاق  
 الله تعالى والفعل بخلاق الله تعالى وليس للعبد من الخلق شئ لكن كون الفعل  
 اسرادياً يتوقف على اسرادة العبد توقفاً عقلياً قطعياً اذ لو خلق الله فيه الفعل

من دون ان يخلق فيه ارادة له لكان كحركة الحجر بالتحريك فلم يكن اراديا والفعل لا يكون طاعة ولا معصية الا اذا كان اراديا فهذه الصفة للفعل لا تحصل الا بارادتنا اي لكونه مصحوبا بالارادة خلق الله تعالى فينا ولو لا ذلك لم يكن طاعة ولا معصية قطعاً ثم اني رأيت المحقق ذكر في التحبير اما الحنفية فالكسب صرف القدرة المخلوقة الى القصد المصمم فاشرها في القصد ويخلق سبحانه الفعل عنده بالعادة فان كان القصد حالاً غير موجود ولا معدوم فليس بخلق وعليه جمع من المحققين وعلى نفيه كذلك (اي ليس الكسب بخلق ايضا) على ما قيل (اي قول صدر الشريعة) الخلق يقع به المقدر والارادة في محل القدرة ويصح انفراد القادر بايجاد المقدور والكسب يقع به في محلها ولا صح انفرادها بايجادها ولو بطلت هذه التفرقة (بين الخلق والكسب) على تعذرها (اي بطلانها) وجب تخصيص القصد المصمم من عموم الخلق بالعقل اه باختصار مزيد اما بين الهلالين من شرحه التفسير والتجريد لتلميذ المحقق ابن امير حاج رحمهما الله تعالى فقد ابان البون البين بين ما بحثه في المسامرة وبين ما ذهب اليه الامام القاضى وظهرت بحمد الله تعالى منه على فائدة نفيسة وهو اني كنت كتبت على المسامرة قبل هذا بنحو اربع سنين مانصه نرجوان المصنف رحمه الله تعالى رجع عنه اذ لم يذكر في ذلك ما يعتقد الا ما عليه اهل السنة كما سيأتي ونرجوان المولى سبحانه وتعالى جعل هذه الزلة الواحدة وان عظمت مغمورة فيما اولاه من بحار الحسنات الجميلة ونسال الله الثبات على الحق وهداية الصواب في كل باب وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وسلم ابد اامين اه بحمد الله تعالى قد حقق الله سبحانه وظهر رجوع المحقق عن اختيار ما بحثه اذ علقه ههنا على تعذر التفرقة بين الخلق والكسب وصرح ببطلان التعذر فاذا بطل المبنى وجب تهدم البناء والله الحمد وتصنيف التحبير متأخر عن تاليف المسامرة كما لا يخفى على من طالعة وذلك

قوله تعالى ثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي  
الآخرة والحمد لله رب العالمين أما ما اورد الشيخ القزويني على  
الامام ابي بكر الباقلاني كما نقله في اليواقيت الامام الشعرا في مقرا عليه  
انه يقال له هذه الحال مقدورة لله تعالى ام لا على الثاني لا محالة  
تكون مقدورة للعبد وهو مذهب المعتزلة بعينه وعلى الاول  
لم يكن للعبد شئ البتة وذلك هو مذهب الجبرية بعينه فلا  
فائدة للتمسك بالحال اه باختصار اقول وتلك شكاة ظاهر عنك  
عارها : لا لما يترأى ظاهرا ان هذا سوال عام الوسرود لا يخص عنه  
لشئ من الاقوال فسار من اثبت للقدرة الحادثة تاثيرا ما في شئ  
من عين او حال فيقال له كما قلت فان قال ان ذلك الشئ ليس مقدورا  
لله تعالى فهو الاعتزال او قال مقدورا له لم يبق للعبد شئ وهو الجبر  
ومن لم يثبت كسادتنا الاشعرية فقد افصح بالشق الاخير من الاول  
فيقال اذن لا شئ للعبد البتة فهو الجبر بعينه وذلك لانه انما يريد  
انكر لجاتم الى هذا نفي للجبر فاذا اعترفتم انه واقع بقدره الله تعالى  
لا بقدره العبد لا استحالة اجتماع مؤثرين على اثر فقد انتفى الملجأ  
ولزم القراس على ما منه الفراس فالمعنى هو الجبر بعينه عندكم بل لما  
اقول يختار انه مقدور الله تعالى بل ومراد الايضالكن اراد ان  
يريد العبد فيكون فلا جبر ولا اعتزال والى منحنى هذا ينحوما في  
المسايرة غاية ما فيه انه تعالى اقدره على بعض مقدوراته تعالى  
كما انه اعلمنا بعض معاروماته سبحانه تفضلا الخ وبالجملة لا تاني  
بين كونه مقدور الله تعالى ومقدور العبد باقتداره حتى  
يقال لم يكن للعبد شئ وايضا لا يانزم من كونها مقدورة للعبد  
الاعتزال لانهم يقولون بخالقية العبد والخالق افاضة الوجود

والحال غیر موجود ہذا ولیعلم انی لا اسرید بالدفاع عن هذا القول  
ان قول به انما قول انی لا اعلم ما یزود لا من نص اد اجماع وقد سادات  
هنا ثلثه اشياء جال بین عینین اسرادة العبد وفعله وتعلقها به  
فان لم یکن للعبد مدخل فی شیء من ذلك خرج من البین قطعا و  
هو الجبر حقا كما الزم به الحنفیة الاشعریة بل قد نصت الاشعریة  
انفسهم فی بحث عقلیة الحسن والقبح ان فعل العبد اضطراری غیر  
اختیاری فوجب ان لا یوصف بحسن ولا قبح عقلا ونص

الامام ابو الحسن الاشعری ان العبد محمل

الفعل فحسب وصرح کبراء الاشاعر

کا امام الفخر والعلامة

سعد فی آخرین

ان

الملل هو الجبر

علمائے اہل سنت کی تصانیف کا اسلامی مرکز  
دارالاشاعت جامعہ گنج بخش بازار داتا صاحب لاہور

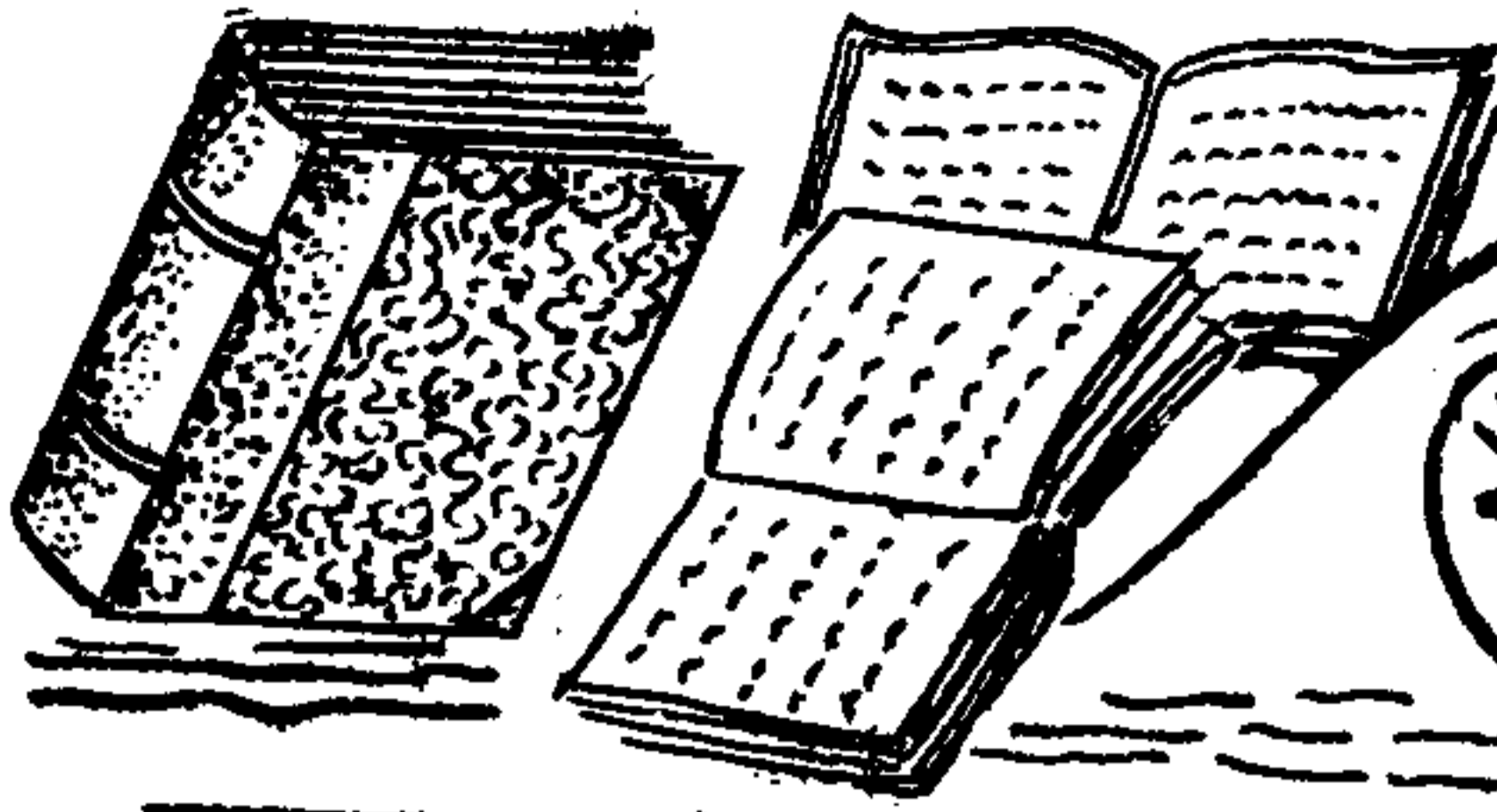
ماہنامہ "آستانہ فیض عالم" جامعہ گنج بخش کا ترجمان

سالانہ چند تین روپے قیمت فی پرچہ چار آنے

تصحیح کردہ - مفتی اعجاز رضوی

لئے کے پتے :- لوری کتب خانہ - بازار داتا صاحب - لاہور

رضوی کتب خانہ - گول بازار - لاہور



## حضرت مولانا الحساج مفتی احمد یار خاں صاحب کی تصانیف

نئی تقریریں۔ مولانا موصوف کی عشق و محبت اور تحقیق میں ڈوبی ہوئی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو اپنے حال ہی میں مختلف موقعوں پر کہیں۔ اگر آپ کو دلور عشقی اور محبت نبوی اور خوف الہی اپنے دل میں پیدا کرنا ہو، شریعت اور طریقت کی تحقیقات کے مزے اٹھانے ہوں تو ضرور اس کا مطالعہ کریں قیمت ۲ روپے  
**فتاویٰ نعیمیہ** یہ حضرت موصوف کے ان مختصر فتاویٰ کا مجموعہ جو آپ کے قلم سے مختلف سوالات کے جوابات میں لکھے گئے ہیں مثلاً آئین بالجہر، قرأت خلف امام استمداد وغیرہ۔ قیمت ۲ روپے  
**اسلامی زندگی**۔ یہ کتاب مسلمانوں کے لئے اسلامی دستور العمل ہے اس میں پیدائش سے لیکر مرنے تک کی تمام مراسم کی اصلاح کر دی گئی ہے ضمیمہ میں حلال پیشوں کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مجرب عملیات بھی مذکور ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

علم القرآن لترجمۃ الفرقان اصطلاحات اور قواعد قرآنی کا بیان جس سے کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کرنے میں نہایت آسانی ہوتی ہے اور صحت ترجمہ کا اعتماد رہتا ہے نیز مسائل قرآنی بھی نہایت دل نشین طریقہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ ہدیہ صرف ۱۲ آنے  
**جاء الحق**۔ موجودہ زمانہ کے مختلف فیہ مسائل کا اعلیٰ فیصلہ ہے جس کے پاس یہ کتاب ہو اس سے کوئی دیوبندی، دہلوی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہزاروں کتابیں بک رہی ہیں جلد از جلد منگوائیں ورنہ آٹھویں ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔ قیمت پانچ روپے  
**شان حبیب الرحمن** حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت قرآنی آیات سے عجیب و دلکش ایماں افزہ کتاب ہے اس کے مطالعہ سے مسلمان کے دل کو سرور رنج و غم کا فہم ہوتا ہے۔ ضمیمہ میں اولیاء اللہ، شہداء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت پانچ روپے

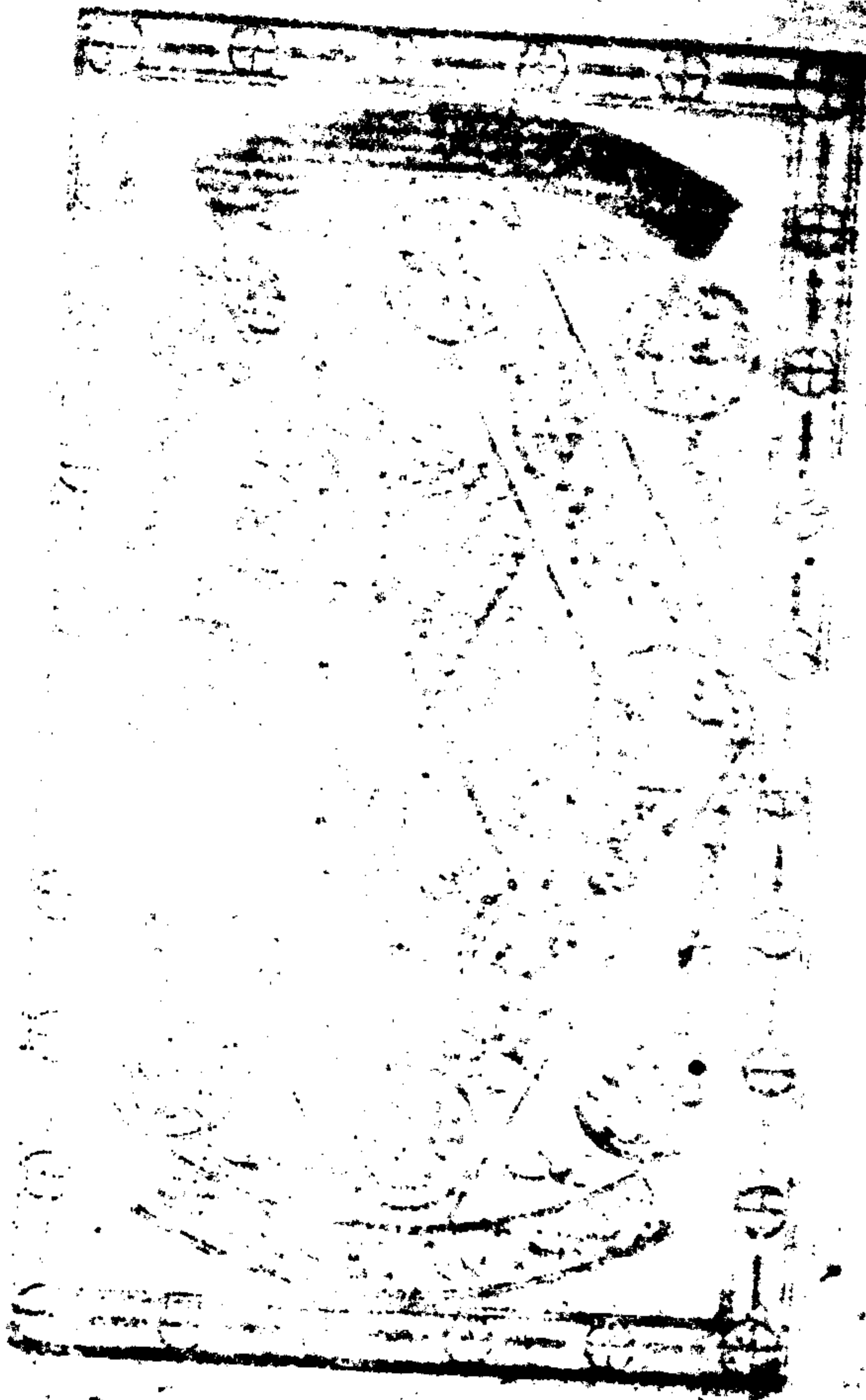
دارالاشاعت جامعہ کتب مجلس و اتا صاحب لاہور

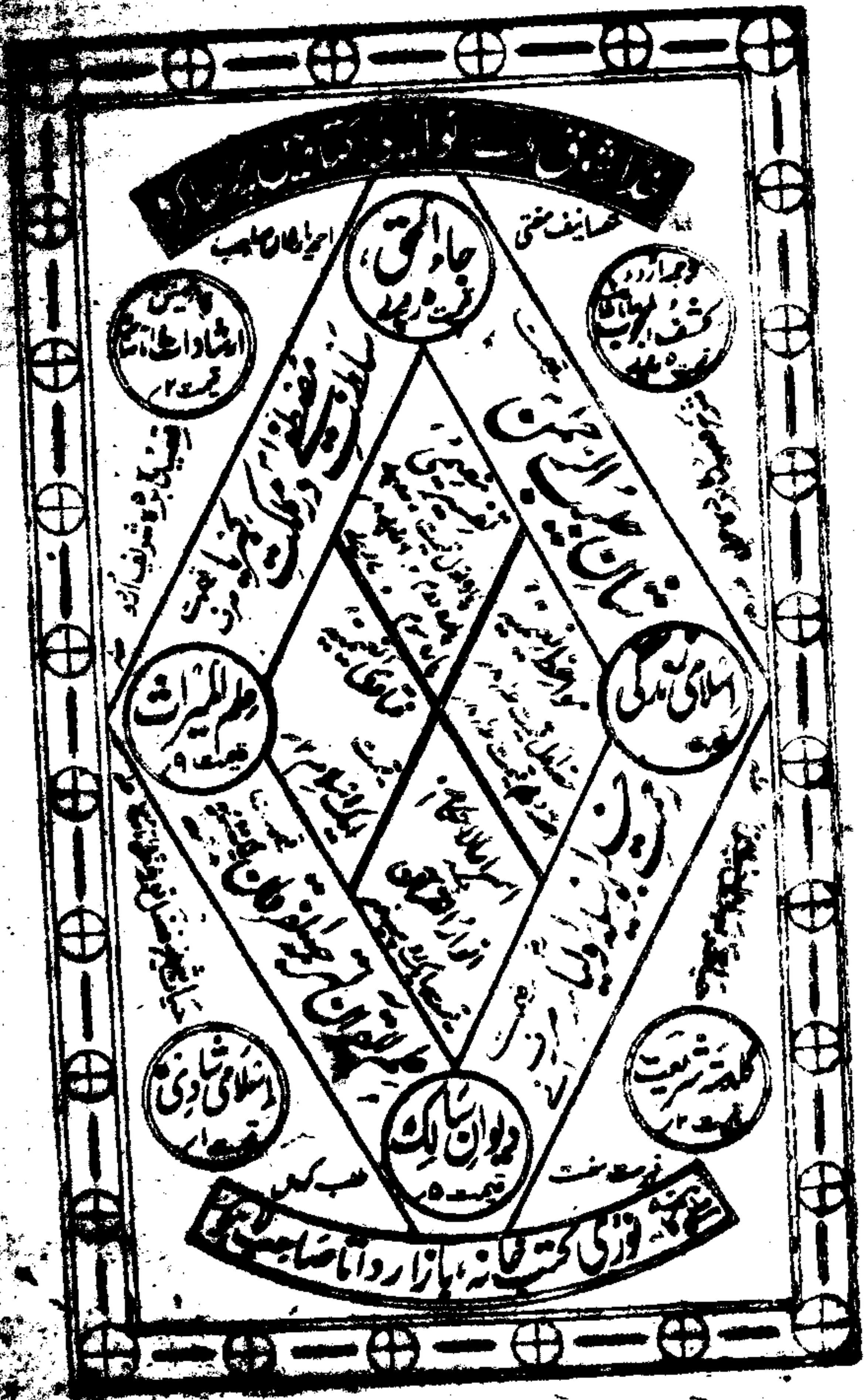
## حضور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تصانیف

التحریر الجید فی حق المسجد ۲ آنے  
 الخطبات الرضویہ ۵ آنے  
 الامن والعلیٰ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاع البلا  
 کئے کا حجازہ اور آپ کو اللہ نے مختار بنایا اس کا ثبوت  
 آیات اور صد ہا احادیث اور بے شمار اقوال علماء سے  
 نہایت دلکش پیرائے میں بیان کیا گیا ہے ۲ پیچہ ۸ آنے  
 الدولة المکیہ مع ترجمہ اردو علم غیب اور علوم  
 خمسہ کا بیان قیمت چھ (۶) روپے  
 الہادی الحاجب غائب کے جنازہ کی ممانعت ۷ آنے  
 انہا الانوار من یم صلوة الاسرار ۷ آنے  
 الباقوة الواسطہ تصدیق کا بیان ۷ آنے  
 الادلة الطاعنہ رد انفس کی اذان کا بیان ۳ آنے  
 انوار البشارۃ حج ذیارت کے احکام ۸ آنے  
 التجریب باب التذییر ۴ آنے  
 الحجۃ الفاتحہ فاتحہ مروجہ سوم جہلم کا ثبوت ۳ آنے  
 العقائد والکلام توحید کے بارے میں تحقیق ۸ آنے  
 السوء العقاب رد قادیانی ۳ آنے  
 جلی الصوت ۴ آنے  
 رد الرفضہ ۴ آنے  
 خالص الاعتقاد ۱۲ آنے

الفضل الموهبی غیر مقلدوں کا رد ۸ آنے  
 الاعلام بجمال البخور فی الصیام ۳ آنے  
 احکام شریعت ۳ روپے  
 انباء المصطفیٰ علم غیب کا ثبوت ۷ آنے  
 ایتان الاسرار واح مدحوں کا گھر آنا ۲ آنے  
 ایدان الاجر فی اذان القبر ۳ آنے  
 الطیب الوجیز سونے چاندی کا استعمال ۲ آنے  
 احسن الوعاء لاداب الدعاء ۳ آنے  
 اجلی الانوار الرضا ۳ آنے  
 الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التیمہ  
 سجدہ تطہیری کے حرام ہونے کا بیان ایک پیچہ ۲ آنے  
 ابرالمقال مزارات کو بوسہ دینا ۴ آنے  
 الکوکبۃ الشہابیہ رد دہلیہ ۱۲ آنے  
 اعجب الامداد بندوں کے بندوں پر حقوق کس  
 قدر ہیں اس سے چھٹکارا پانے کے طریقے ۳ آنے  
 بدسرا الافوار فی اداب الاثاس ۴ آنے  
 تجلی الیقین ۱۱ آنے  
 خیر الامال کسب کے طریقے ۳ آنے  
 حدائق بخشش حصہ اول ایک پیچہ  
 حصہ دوم ۱۲ آنے حصہ سوم ایک پیچہ

دوری کتب خانہ بازار وانا صاحب لاہور









فات کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن  
نہیں ناقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ

عاطفہ دائرہ سے خارج نہ ہو

میں سب سے بڑا اگرچہ وہ اصلا

کے شبہات واپس

احتوں کو اظہار

1886

کمال بروجہ کمال

سب کا مشاہد  
میں ہر صفت و جہان  
کامیابی نوری